علامہ واقدی رحمہ اللہ کی قلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے
عظیم جنگی معرکے اور فتوحات کی مستند ایمان افروز داستان

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم
کی فتوحات

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان فون: 4540513-4519240

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فتوحات

ایمانی جذبہ بیدار کرنے کیلئے انمول تحفہ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فتوحات

(وضوح الاصر ترجمہ فتوح المصر)

از
حضرت مولانا حکیم شبیر احمد انصاری رحمہ اللہ

جدید ترتیب
مولانا زاہد محمود قاسمی
(فاضل جامعہ قاسم العلوم ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان فون: 4540513-4519240

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اصحابی کالنجوم

فبایهم اقتدیتم اهتدیتم

پس ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے

مشکوۃ المصابیح بحوالہ رزین

نام کتاب

صحابہ کرام کی فتوحات

تاریخ اشاعت.....................محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

ناشر.....................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت.....................سلامت اقبال پریس ملتان

وضاحت

ایک مسلمان دینی کتابوں میں دانستہ غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ غلطیوں کی تصحیح واصلاح کیلئے ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم یہ سب کام انسان کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لئے پھر بھی کسی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون یقیناً صدقہ جاریہ ہوگا۔

.... (ادارہ)

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ۔۔۔اردو بازار۔۔۔۔لاہور

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ الانور۔۔۔نیوٹاؤن کراچی نمبر 5

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

عرض ناشر

زیر نظر کتاب مورخ اسلام علامہ واقدی رحمہ کی تصنیف ''وضوح الاصر'' کا ترجمہ بنام ''فتوح المصر'' ہے۔ جسے جدید نام ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فتوحات'' کے ساتھ نئے انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں حضرات صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کا مبارک دور گزرا ہے جس کو حدیث شریف کے مطابق ''خیر القرون'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان تینوں طبقات میں سے حضرات خلفاء راشدین کے دور کو تکمیل نبوت کا دور کہا جاتا ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ ہوئی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بار امانت کا حق ادا کیا اور اللہ پاک نے دنیا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے دین کی تمکین فرمائی اور دنیا کی سلطنت اور شان و شوکت کو ان کیلئے مسخر فرما کر اپنا وعدہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ اور وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحت لیستخلفنھم فی الارض کو پورے طور پر آشکارا فرمایا۔

ایسے مبارک دور کی تابناک تاریخ قیام قیامت تک کے ہر دور میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز حالات وواقعات کا مطالعہ تقویت ایمان کا ذریعہ ہے اس لئے ہر دور میں علماء مشائخ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیات مبارکہ کے مطالعہ کی تلقین فرمائی۔ ماضی قریب میں لکھی جانیوالی عظیم کتاب ''حیاۃ الصحابہ'' اس پر شاہد عدل ہے۔

اسی سلسۃ الذہب میں شمولیت کیلئے ادارہ نے علامہ واقدی کی اس نایاب تصنیف کو جدید انداز میں شائع کیا ہے۔ جگہ جگہ عنوانات وپیراگرافی کے ذریعے اس کے مطالعہ کو دلچسپ اور آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔

آج کے اس پرفتن دور میں ایسی مبارک کتاب کا مطالعہ ہمارے سرمایہ ایمان کا محافظ ثابت ہوسکتا ہے خاص طور پر نوجوان نسل کو اپنے اسلاف اور ماضی کی تابناک تاریخ کے مطالعہ کیلئے ایسی مستند دلچسپ کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس کتاب کے اشاعت کو ہم سب ناشر مترجم اور قارئین کیلئے دنیا وآخرت میں خیر وبرکات کا ذریعہ بنائے۔

والسلام

محمد اسحٰق عفی عنہ

محرم ۱۴۲۷ھ بمطابق جنوری 2006

فہرست مضامین

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُلِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ
وَالسَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِ المُرسَلِینَ۔

اللہ پاک جل وعلیٰ کی سب سے برگزیدہ مخلوق یعنی حضرت انسان جو اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب اور دنیا و مافیہا میں ایک بہترین ہستی شمار ہوتی ہے اور خدائے بزرگ و برتر کی دنیا کا سب سے بڑا وہ مکین جو خلیفۃ الارض کے نام سے موسوم اور ہیجدہ ہزار عالم میں ایک چیدہ شے سمجھی جاتی ہے ایک عجیب متضاد چیزوں، دوگونہ کیفیتوں اور تعلی و تسفل کا معجون مرکب ہے۔

ازل میں جب رب السموات والارض نے اَلَستُ بِرَبِّکُم کے لفظ سے اسے مخاطب کیا تو فوراً بلیٰ سے جواب دیا تفویض امانت کے وقت جب اسے یاد کیا گیا تو سب سے پہلے ظلوم وجہول بن کے بار امانت سر پر رکھ لیا اِنَّا عَرَضنَا الاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَالجِبَالِ الخ غیر اللہ کی عبادت نہ کرنے کا عہد جب لیا گیا تو بالکل پکا ہو کے

وعدہ کرلیا اَلَم اَعهَد اِلَيكُم يَابَنِى آدَمَ اَن لاَ تَعبُدُوا الشَّيطٰنَ الخ معبود حقیقی کی عبادت یعنی صراط مستقیم پر گامزن ہونے کو جب کہا گیا تو فوراً آمادگی کا اظہار کرلیا وَاَنِ اعبُدُونيِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّستَقِيمٌ مگر جب تمرد وسرکشی پر آیا تو خود اَنَا رَبُّكُم الاَ علٰى کہہ بیٹھا، امانت کا بوجھ کندھوں سے اُتار پھینکا جس غرض و غایت کیلئے بھیجا گیا تھا وہ خود دوسروں سے لینے لگا۔ شجر و حجر، آفتاب و ماہتاب بلکہ خود اپنے ہم جنس کی عبادت کرنے لگا اور ان عہد و مواعید کو جو اس نے اپنے مولیٰ کے ساتھ نہایت زور وشور کے ساتھ کئے تھے طاق نسیان پر رکھ کر انہیں وہیں بھول گیا۔

خدائی قانون اور قدرت کا اٹل عہد ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ہمارے نیک بندے ہی زمین کے مالک ہوں گے اِنَّ الاَرضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصَّالِحُونَ۔ اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے اَنتُم الاَعلَونَ اِن كُنتُم مُؤمِنِينَ۔ اس لئے ابتدائے آفرینش سے ہی جب کبھی بندے مولیٰ کے عہد و میثاق کو توڑتے، خدا سے رشتہ توڑ کر خودی کو دیکھتے اور شاہی قوانین کی خلاف ورزی کر کے تمرد وسرکشی کا علم بلند کرتے ہیں تو سب سے پہلے بادشاہ حقیقی اپنا ایلچی بھیج کر عہد و پیمان یاد دلاتا، تجدید میثاق کے لئے تیار ہوتا۔ مقابلہ کرنے سے منع کراتا اور تعزیرات کی دفعات کے مطابق کام کرانے کو کہتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبعَثَ رَسُولاً، مگر جب کسی طرح رعایا حکم کے لئے آمادہ نہیں ہوتی بلکہ مقابلہ کی ٹھان لیتی ہے، جنگ کی تیاری کر لیتی ہے، تیر و تفنگ سے مسلح ہو جاتی ہے اور هَل مِن مُبَارِزٍ کا نعرہ لگا کے بالکل میدان میں اتر آتی ہے وَاِذَا اَرَدنَا اَن نُهلِكَ قَريَةً اَمَرنَا مُترَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيهَا القَولُ تو پھر فوج شاہی کے ہراول کا کوئی سپاہی (جیسے پانی، تیز و تند ہوا اور مچھر وغیرہ) سپہ سالار حقیقی کے حکم کے مطابق آگے بڑھتا ہے ڈانٹتا ہے ڈپٹتا ہے اور دم کے دم میں سُتھراؤ کر کے اور کایا پلٹ کر کے صالح بندوں کے لئے ملک و حکومت کا دروازہ کھول دیتا ہے فَدَمَّرنَا هَا تَدمِيراً۔

عین اسی قانون کے موافق جب یوم الست کا معاہدہ پرزے پرزے کر دیا گیا، عبادت

میں صلیب وقربان مریم وعیسیٰ علیہما السلام یا دوسرے صنام کو شریک کرلیا گیا، قوانین شاہی میں تحریف یا تغیر وتبدل کردیا گیا، حکومت کے ساتھ وفاداری کے جو دیرینہ تعلقات تھے انہیں توڑ دیا گیا تو حجاز کی زمین اور فاران کی چوٹی سے ان کے پاس ایک سفیر (یا نمائندہ) بھیجا گیا جس نے علی الاعلان ان کے سامنے پس پشت والے لشکر کا ذکر کر کے اس معاہدہ اور میثاق کی یاد دہانی کرائی جس پر انہوں نے اپنے لفظ بلیٰ کے دستخط کر کے حکومت کے سپرد کیا تھا اور انہیں بتلایا کہ آج اس معاہدہ کی تجدید از سر نو پھر میرے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔

جس نے اس شاہی سفیر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر لبیک کہہ کے معاہدہ کی تجدید وتوثیق کرلی کئے پر پشیمان ہوا، صدق دل سے اس کی اطاعت وفرمانبرداری پر کمربستہ ہوگیا، اس کے ہر فرمان کو بلا چون وچرا تسلیم کرلیا، تعزیرات کی ہر دفعہ کو واجب العمل سمجھا اور مالک حقیقی کے دربار میں اس کا حکم سننے اور بجالانے کے لئے پانچ وقت حاضر ہونے لگا تو وہ صالحین کی فہرست اور مومنین کے ذیل میں درج کردیا گیا اور جس نے سفیر کی آواز پر کان نہ دھرا، تمرد وطغیان کو نہ چھوڑا، حق وعدالت کی طرف رجوع نہ کیا، شاہی غصے اور اس کی عقابی فوج سے نہ ڈرا اور برابر حکومت کا مقابلہ کرتا رہا تو وہ غداروں، باغیوں، سرکشوں اور نافرمانوں کے زمرہ میں داخل کردیا گیا۔

اب ان غداروں، باغیوں اور سرکشوں کے پاس تہدید نامہ پہنچا کہ ہماری عطا کردہ جاگیریں، باغات، جائدادیں، اور زمینیں چھوڑ دیں، ان سے قطع تعلق کرلیں اور ایک ذلیل رعایا کی حیثیت سے رہیں۔ کیونکہ اِنَّ الاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصَّالِحُونَ اور اسی کے ساتھ ان کے پاس شاہی فوجیں بھی پہنچ گئیں۔ جنہوں نے کچھ ہی عرصہ میں ان سے خدا کی زمین کو چھین کر اپنے قبضہ میں کر کے ٹیکس، مالگذاری یا جزیہ ان پر لگادیا اور انہیں ایک ذلیل رعایا کی حیثیت سے خدا کی زمین پر آباد ہونے کے لئے چھوڑ دیا۔

فتوح المصر میں کیا ہے اس عہد یا اصر کی وضاحت کہ کس طرح مالک حقیقی احکم الحاکمین اور عزیز الجبار نے اپنے نیک اور صالح بندوں کو زمین کا وارث بنایا، اپنے عہد کو پورا

کیا، وراثت ارض مرحمت فرمائی ان کے خلوص، ان کی للّٰہیت، ان کے سچے ارادوں اور ان کے جہاد فی سبیل اللہ کو دیکھ کر سلطنت وخلافت کو کس طرح ان کے سپرد کر دیا۔

چونکہ اسمیں اِصر (عہد) کی وضاحت، اس کا ایفا، باغیوں کا تمرد، اور ان کا تلوار کے گھاٹ اتر کر صالحین کا زمین پر وارث ہونا بیان کیا گیا ہے نیز اَنتُمُ الاَعلَونَ اِن کُنتُم مُؤمِنِینَ اور اِنَّ الاَرضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُونَ کے وعدوں اَلَم اَعھَد اِلَیکُم یَابَنِي آدَمَ الخ کے عہد کی توضیح وتشریح اور اَنِ اعبُدُونِی ھٰذَا صِرَاطٌ مُستَقِیمٌ کی نظر بالغ کے لئے کافی تفسیر موجود ہے اس لئے میں نے اس ترجمہ کا نام اسی مناسبت اور مطابقت سے اپنی دانست اور عقل کے موافق وضوح الاصر ترجمہ فتوح المصر رکھ دیا ہے وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

شبیر احمد انصاری

بھوکرہیڑی ضلع مظفرنگر ثم الراجوپوری ضلع سہارنپور

۴؍ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۴؍اپریل ۱۹۳۰ء

یوم جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شام کے ساحلی علاقوں کی فتح کے بعد
حضرت عمروؓ بن عاص کا حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف خط

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ یحییٰ بن شاکر مدنی نے مجھ سے جمعہ کے دن یونس بن متا کے منبر کے پاس یہ روایت کی تھی کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاتھ پر سواحل شام کو فتح کرا دیا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے والی شام حضرت امین الامۃ ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حسب ذیل اطلاع نامہ روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازطرف عمرو بن عاص بن وائل سہمی بعالی خدمت حضرت امین الامۃ میں ان اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں کہ جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی برحق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

سردار۔ میں جس امر سے جناب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ جل وعلیٰ نے ہمارے ہاتھ سے ان بقایا سواحل کو بھی فتح کرا دیا ہے قسطنطین بن ملک ہرقل مع اپنے ذخائر۔ مال واسباب اور عورتوں کے کشتی میں سوار ہو کر دریا کے راستہ سے بھاگ گیا ہے قیساریہ بھی ہم نے صلح سے فتح کر لیا ہے۔ ہم قیساریہ ہی میں جناب کے حکم کے منتظر ہیں۔ تمام مسلمانوں سے سلام عرض کر دیجئے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

صُور کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہ کے نام
حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کا خط

کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک عریضہ جس

میں حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتح صور کے متعلق کارگذاری ان کی تعریف وتوصیف نیز اپنے اور اس عبد صالح یوقنا کے ہاتھوں پر صور کے فتح ہو جانے کی خبر درج تھی روانہ کیا اور اس میں تمام تفصیلات حضرت یوقنا کا گرفتار ہو جانا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ان کو باسیل بن میخائیل کی قید سے رہائی دینا باسیل کا مسلمان ہونا وغیرہ لکھیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا خط امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے نام

کہتے ہیں کہ جس وقت یہ دونوں عریضے حضرت امین الامۃ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی شام کی خدمت میں بھیجے گئے تھے تو آپ نے حلب سے طبریہ کی طرف کوچ کر دیا تھا۔ راستہ میں موضع زرلقۃ کے اندر آپ نے پڑاؤ کیا تھا کہ آپ کو یہ دونوں خط ملے مضمون پڑھنے کے بعد خوشی کے مارے آپکا چہرہ دمکنے لگا مسلمانوں نے تکبیر وتہلیل کے فلک شگاف نعروں سے زمین وآسمان کو گونجا دیا آپ نے اسی وقت ایک مکتوب بارگاہ خلافت میں فتوحات ملکی اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حسن خدمت کے متعلق لکھا اور حضرت عرفجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا یہ اسے لیکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی طرف اس کا رخ کر کے اسے چھوڑ دیا اور رات دن قطع مسافت کرتے ہوئے مدینۃ الرسول میں داخل ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے قاصد کا مدینہ منورہ پہنچنا

حضرت عرفجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا اس وقت میرے بدن پر ریشمی رومی کپڑے کی ایک ایسی عمدہ قسم کی عبا تھی کہ جس پر میں فخر کیا کرتا تھا نیز سر پر زربفت کی ایک اعلیٰ درجہ کی ریشمی چادر تھی۔ رمضان شریف کی پہلی رات کو جمعہ کے دن عشاء کے[1] وقت میں مدینہ طیبہ میں داخل ہو رہا تھا۔

قاصد کی حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضری اور حضرت عمرؓ کی لباس کے بارے میں نصیحت

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موضع (۲) خود کے ارادہ سے مدینہ طیبہ

---

[1] ایک نسخہ میں سورج کے غروب ہونے سے قبل ہے۔

سے نکل رہے تھے[1] کہ میں نے آپ کو دیکھ کر فوراً ایک نظر میں پہچان لیا اونٹنی کو بٹھلایا اسے باندھا اور جلدی سے سامنے آ کے سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور میری طرف دیکھ کر مجھے نہ پہچان سکے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا عرفجہ بن مازن ہوں فرمایا ابن مازن! کیا تجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پسند نہیں آیا یہ لباس تو متکبر لوگوں کا ہے یا ان کا ہے جن کے لئے خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ نے اس دنیا کو جنت بنا دیا ہے (اسلام میں) مردوں پر یہ ریشمی کپڑا احرام ہے عورتوں ہی کے بھلا معلوم ہوتا ہے اور انہیں کی زیبائش کے لئے ہے۔ فقراء مدینہ طیبہ پر اسے صدقہ کر دو۔ یاد رکھو خدا کی قسم میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا۔ آپؐ ایک کھجور کے بوریئے پر آرام فرما رہے تھے چونکہ بستر موجود نہیں تھا اس لئے آپؐ کے بدن مبارک کی نرم اور نازک جلد میں بوریئے کے تمام نشانات معلوم ہو رہے تھے مجھ سے یہ دیکھ کر نہ رہا گیا اور میں رو پڑا آپؐ نے فرمایا عمرؓ! کیوں روئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ آپ بارگاہ خداوندی میں قیصر و کسریٰ سے زیادہ مقبول اور اکرم ہیں وہ دونوں تو دنیا میں عیش و آرام سے رہیں مملکت دنیا میں مزے اُڑائیں اور آپ اللہ کے رسول ہو کر اس حالت میں رہیں آپؐ نے فرمایا عمرؓ! کیا تجھے یہ پسند نہیں ہے کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے واسطے آخرت۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے خط پر حضرت عمرؓ کا خوش ہونا

عرفجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ عریضہ پیش کیا آپ نے کھول کر پڑھنا شروع کیا جس وقت اسے پڑھ چکے تو آپ کا چہرۂ مبارک فرطِ خوشی سے دمکنے لگا۔ آپ بے انتہا خوش ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور ان کا شکر بجالائے۔

حضرت عرفجہؓ کا لباس بدل کر حاضر خدمت ہونا

میں آپ سے رخصت ہو کر اپنی خالہ عفیرہ[2] بنت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر آیا اور رات کو وہیں رہا صبح ہوئی تو مجھے یہ ناگوار معلوم ہوا کہ میں انہیں کپڑوں سے

---

[1] ایک گاؤں کا نام ہے ۱۲ منہ [2] ایک نسخہ میں عفراء ہے ۱۲ منہ

بارگاہ خلافت میں حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوں میں نے وہ عباء اور عمامہ اتار کر اپنی خالہ کو دیا اور کہا کہ انہیں فروخت کر کے آپ فقرائے مدینہ پر انکی قیمت کو تصدق کر دیں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیکر مجھے دیکھا اور ہنس کے فرمایا یا ابن مازن! تم نے ان کپڑوں کو کیا کیا میں نے کہا یا امیر المؤمنین! میں نے اپنی خالہ کو دے کر ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت مدینہ طیبہ کے فقراء اور مساکین کو تقسیم کر دیں آپ نے فوراً یہ آیت پڑھی وما[1] تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم (تم جو کچھ نیکیوں سے کرتے ہو تحقیق اللہ تعالیٰ اسکے جاننے والے ہیں) اسکے بعد مجھے بیٹھنے کا حکم فرمایا اور قلم دوات اور کاغذ منگا کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حسب ذیل والا نامہ ارقام فرمانے لگے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام امیر المؤمنینؓ کا فرمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم والعاقبۃ للمتقین.

از طرف خدا کے بندہ امیر المومنین عمر بن خطابؓ بہ جانب الوعبیدہؓ عامر بن جراح اما بعد۔ فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو واصلی علی نبیہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ قیصر کے خزانوں کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا اسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کی فتوحات سے جو پورا کرا دیا ہے میں اس سے بہت خوش ہوا۔ انشاء اللہ العزیز کسریٰ کے خزانے بھی بہت جلد ہی فتوحات کے بعد ہمارے قبضہ میں آنیوالے ہیں والحمد للہ علی ذلک کثیرا۔

بدوی عربوں کے متعلق مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ وہ بہشت اور اسکے محلوں کو فراموش کر کے دنیا اور اس کی زینت کی طرف زیادہ راغب ہو گئے ہیں۔ غرور ونخوت کے جامہ کو اختیار کر لیا ہے۔ ریشمی کپڑے پہننے لگے ہیں حلوے اور گیہوں کی روٹی کھانے لگے ہیں اور ان باتوں نے ان کے دلوں سے آخرت کی یاد کو بھلا دیا ہے حتیٰ کہ نماز میں سستی کرنے لگے ہیں اور فرائض کو

---

[1] ایک نسخہ میں آیت ہے وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ معنی وہی ہیں ۱۲ منہ

بالکل طاق نسیان میں رکھ دیا ہے۔ یا ابن جراح! تمہیں چاہئے کہ ابھی سے ان کے بڑھتے ہوئے ارادوں کے گھوڑوں کی گردنیں اُڑا دو۔ اور سختی سے کام لو ان کی تعریف وتوصیف نہ کرو اور نہ (اس کام میں) انہیں مہلت دو ورنہ تمہارے اور زیادہ سر چڑھ جائیں گے۔ فرائض میں سے اگر کوئی شخص ان میں سے کسی فرض کو چھوڑ دے تو تم فوراً اس پر حدود اللہ جاری کر دو۔ یاد رکھو تم بمنزلہ راعی کے ہو اور ہر ایک راعی سے اپنی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ تم ان لوگوں میں داخل ہو جاؤ جنکے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں **الذین ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکاۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور** کہ وہ لوگ کہ اگر ہم زمین میں ان کو قوت بخش دیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں زکاۃ دیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور آخرت کے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ تمہارے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ابوعبیدہ امین ہذہ الامۃ کہ ابوعبیدہ اس امت کے امین ہیں لہٰذا تمہیں چاہئے کہ تم اس حق امانت کو ادا کرو۔ اور جو شخص نماز کو ترک کرے اسے مارو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہم سے اور ہم آپ سے گفتگو اور بات چیت کرتے رہتے تھے مگر جس وقت نماز کا وقت آ جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی وجہ سے نماز میں ایسے مشغول ہوتے تھے کہ گویا نہ ہمیں آپ جانتے ہیں اور نہ ہم آپکو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ دنیا میں میرا گھر مسجدیں ہیں اور ان کے بنانے والے میری زیارت کرنے والے ہیں پس طوبیٰ اور خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جو (پہلے) اپنے گھر میں پاک وصاف ہو (اور) پھر میری زیارت کرے (پس) جس کی زیارت کی جائے آپ پر حق ہے کہ وہ اپنے زیارت کرنے والے کا اکرام کرے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور یہ یاد رکھو کہ خداوند جل وعلیٰ نے مجھ پر نماز کے سوا اور تمام فرائض کو زمین پر فرض کیا ہے اور نماز مجھ پر آسمان پر فرض ہوئی ہے۔

میرے اس خط کو پڑھتے ہی عمرو بن عاص کو حکم دیدو کہ وہ مصر پر فوج کشی کر دیں عامر بن ربیعہ عامری نیز بعض دیگر معززین صحابہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ساتھ روانہ کر دو تاکہ مشورہ کے وقت وہ انکی مدد کر سکیں۔ جن لوگوں پر تمہیں اعتماد ہو انہیں ارض

ربیعہ اور دیار حارث بن صالح کی طرف بھیج دو۔

میں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں تم لوگوں کیلئے مدد واعانت کی دعا کرتا ہوں۔ تمام مسلمانوں کو میری طرف سے سلام پہنچا دیں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کہتے ہیں کہ آپ نے اسے ملفوف کر کے مہر لگائی اور عرفجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے بیت المال سے زادراہ دیدینے کا حکم فرما کے انہیں روانہ ہونے کا حکم دیا۔

امیر المومنینؓ کے حکمنامہ کا حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس پہنچنا

حضرت عرفجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس خط کو لیکر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کے تیماء کے راستہ سے چلا جب میں ابارلخم کے قریب پہنچا تو وہاں وادی القریٰ کی رہنے والی ایک قوم سے ملاقی ہوا میں نے اس سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت کیا معلوم ہوا کہ آپ طبریہ کے ارادہ سے اس وقت موضع غباغب میں فروکش ہیں میں یہاں سے غویر اور جولان کو ہوتا ہوا چند روز کے بعد اردن کے پڑاؤ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گیا سامنے آ کے میں نے آپ کو سلام کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ عنایت نامہ آپ کے سپرد کر دیا آپ نے اسے کھول کر چپکے چپکے پڑھنا شروع کیا جب تمام وکمال پڑھ چکے تو تمام مسلمانوں کو جمع کر کے آپ نے انہیں آواز بلند پڑھ کر سنایا جب آپ اسے پورا کر چکے تو آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا یا معاشر المسلمین! جس وقت مجھے یہ معلوم ہو جائیگا کہ فلاں شخص نے نماز چھوڑ دی ہے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے تو میں اس کے درے لگاؤنگا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کی مصر پر لشکر کشی

کہتے ہیں کہ خط پہنچنے کے دوسرے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی طرابلس سے مع اپنے لشکر کے تشریف لے آئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المومنین کا والا نامہ آپ کو پڑھ کر سنایا اسکے بعد آپ نے اس والا نامہ کو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قیساریہ میں بھیج دیا آپ نے اسے کھول کر پڑھا اور مصر کی روانگی کا حکم پڑھ کر فوراً اس طرف لشکر کشی کا ارادہ کر لیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ فتوح الشام اور ارض مصر کے ثقاۃ راویوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم نامہ کے پہنچتے ہی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر فوج کشی کیلئے آمادہ ہو گئے اور اپنے لشکر کو روانگی کا حکم دیدیا آپ کے ہمراہیوں میں حضرت یزید بن ابوسفیان حضرت عامر بن ربیعہ عامری اور اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت بھی شامل تھی۔ نیز حضرت عبداللہ یوقنا بھی اپنے قبیلے اور ساتھیوں کے ساتھ جنکی چار ہزار تعداد تھی اور جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور ان کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں اپنی جانوں کو پیش کر رکھا تھا آپ کے ہمرکاب تھے۔

حضرت عبداللہ یوقنا کا لشکر سمیت مصر کی طرف جانا

کہتے ہیں کہ بعض راویوں کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ یوقنا اور آپ کے تمام ساتھی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ شہر پناہوں کی طرف نہیں گئے تھے بلکہ تمام جنگ اور وہ قلعجات جو مصر کے راستہ میں آتے ہیں جیسے رفح، عریش، عداد، بکارہ اور قرمہ انہیں اپنی دائیں جانب چھوڑ کر مغرب کی طرف ایسے طریقے اور ڈھنگ سے چلے تھے کہ گویا آپ حجاز تشریف لیجا رہے ہیں ہم ان قلعجات کی فتح کی کیفیت انشاء اللہ العزیز عنقریب ہی ذکر کریں گے۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ بہت دور نکل گئے اور موضع ماء الغویر اور عقبہ ایلا کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے ارض مصر کی طرف رخ پھیر دیا۔

مصر کا حدود اربعہ

مصر کے حدود اس وقت نوبہ سے شروع ہو کر ساحل بحر اسکندریہ عقبہ کبیرہ، کنالیس اور دیرز جاج تک پہنچتے تھے اور یہ تمام سرزمین مملکت قبط میں داخل تھی۔

شاہ مصر اور حکیم تامود

اس وقت قبطیوں کا بادشاہ مقوقس بن راعیل تھا جو ایک اہل الرائے صاحب التدبیر اور فاضل بادشاہ تھا اور حکیم تامود[1] سے نسبت تلمذ (شاگردی) رکھتا تھا یہ تاموذ وہی حکیم ہے کہ جب ارض مصر میں ہر طرف سانپوں کا غلبہ ہو گیا تھا اور انہوں نے ارض مصر کو تباہ و برباد کر دیا

---

[1] ایک نسخہ میں حکیم اعاشاد مون ہے ۱۲ منہ

تھا تو اس نے ایک ایسی قسم کی جھانجھ[۱] تیار کی تھی کہ جس وقت اسے بجایا جاتا تھا تو تمام سانپ اپنے اپنے بلوں سے نکل نکل کر ایک ایک میل کے فاصلے پر چلے جاتے تھے اور ان کی جان بچ جاتی تھی لیکن اگر کوئی اپنے اس بل میں رہ جاتا تھا تو ہلاک ہو جاتا تھا۔

شاہانِ مصر اور حکمائے مصر کے ہاں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار

یہ مقوقس بادشاہ اپنے زمانہ کا ایک بہت بڑا عالم تھا اور قبطی اس کی سلطنت میں نہایت آرام اور شان و شوکت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کے ظہور مبارک کا یہ بادشاہ متوقع تھا اور یہ انتظار کر رہا تھا کہ کب آپ اس دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اسی بادشاہ کے زمانہ سلطنت میں مصر کے اندر ایک حکیم تھا جسے عطماوس کہا کرتے تھے اس نے ایک مدت مدید کے بعد ایک ہوائی[۲] رہٹ اور ایک ہوائی چکی[۳] ایجاد کی تھی۔

یہ شخص حکمت کے رموز و اسرار جانتا تھا سونے چاندی کے خواص سے مطلع تھا علم الحرکات میں ان حرکتوں سے کہ جو ہوا میں تموج اور حرکت پیدا کر دیں واقف تھا اور ہواؤں کے تمام اقسام جانتا تھا امم ماضیہ کی کتب سابقہ میں اس نے جو علوم پڑھے تھے ان سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ارض تہامہ سے ایک ایسے نبی عربی کو مبعوث فرمائینگے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دینگے کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کو بلند اور ظاہر کرینگے ان کا دین تمام سرزمین پر پھیل جائیگا۔ اور ان کے ساتھی (صحابہ) مشرق سے مغرب تک تمام شہروں پر قابض ہو جائینگے۔

مصری حکیم کا مسلمانوں کی فتوحات کیلئے ایک نشانی مقرر کرنا

راعیل بن قطماوس بن مقوقس کے زمانہ میں اس حکیم نے اپنی حکمت کے زور سے تانبے کے ستونوں پر ایک بہت بڑی عالیشان عمارت موضع عین شمس میں قائم کی تھی اور اس عمارت کے اوپر چند مجوف (خولدار) تصویریں جن کا رخ مصر کی طرف تھا بنائی تھیں اور قبطی زبان میں ان پر یہ عبارت کندہ کرادی تھی فرادحرارت ہذہ الاشخاص وجوھھا ممایلی الحجاز فقد قرب ملک العرب یعنی یہ

---

[۲] یہ جلجل کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ [۳] یہ دوالیب الریح کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ [۴] یہ ارحی الھوا کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

تصویریں جس وقت عرب کی طرف منہ پھیرلینگی تو عربوں کی بادشاہت کا وقت قریب آ جائیگا۔

بادشاہ کا مسلمانوں کی فتوحات کی نشانی دیکھ کر معززین مملکت سے خطاب کرنا

راوی کا بیان ہے کہ اتفاق سے ایک روز مقوقس گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کے لئے نکلا یہ زمانہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کا زمانہ تھا جس وقت یہ سیر کرتا ہوا عین شمس کی طرف گیا تو اچانک ان تصویروں کا رخ حجاز کی طرف پھر گیا اور ان سے چیخوں کی آوازیں نکلنے لگیں بادشاہ کو اس وقت اپنے ملک کے زوال اور عزت کے ذلیل ہونے کا یقین ہو گیا۔ شکار کا خیال چھوڑ کے شہر میں آیا اور سیدھا قصر شاہی میں داخل ہو کر سریر مملکت پر بیٹھا اور معززین قبط پادری اور رہبانوں کو جمع کر کے کہنے لگا یا اہل دین نصرانیہ! تمہارا زمانہ لد گیا اور تمہاری بادشاہت ختم ہو چکی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ زمانہ انہیں نبی کا ہے جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گے اور جن کے بعد پھر کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ یہ وہی آخر الانبیاء ہیں جو تلوار اور رعب وداب کے ساتھ دنیا میں تشریف لائیں گے جن کے ساتھیوں میں سے یقیناً ایک شخص ملکوں کو فتح نافرمانوں کو ذلیل اور بادشاہوں کو مقہور کر کے میرے پایہ تخت تک کا مالک ہو جائیگا تمہیں چاہئے کہ تم اپنے تمام کاروبار میں غور وفکر کو کام میں لاؤ آپس میں صلح اور اتفاق رکھو رعیت کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ احکام میں سختی نہ کرو ظلم کرنے سے ڈرتے رہو کیونکہ ظلم ایک ایسی شدید اور سخت چیز ہے کہ جس کا ثمر ہمیشہ بُرا ہی ہوا کرتا ہے۔ ضعیفوں کو امن دو قوی اور زوردار لوگوں کو ان پر دست درازی نہ کرنے دو اور یاد رکھو کہ دنیا نے آج تک کسی کا ساتھ نہیں دیا کہ جواب وہ تمہارا دیگی یا تمہاری ہو کر رہے گی۔ جس طرح تم دوسروں سے چھین کر اس پر قابض ہو گئے تھے اسی طرح اب دوسرے تم سے چھین کر اس پر قابض ہو جائینگے اپنی نیتوں کو ان امور میں جو تمہارے اور تمہارے خالق کے مابین ہیں درست رکھو اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ تم اپنی دشمنوں پر ضرور کامیاب ہو گے لیکن اگر تم نے اپنی خواہشات کا ساتھ دیا اور ہوا وہوس کے پیچھے پڑ گئے تو تمہیں ہلاکت کے دریا کی موجیں خود قعر ذلالت میں بہا کر لے جائیں گی۔

شاہ مصر کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ

حضرت ابوعبداللہ محمد بن عمر والواقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالملک بن محمد نے اور ان سے ان کے والد حسان بن کعب نے اور ان سے عبدالواحد بن ابی عون نے اور ان سے موسیٰ بن عمران نے اور ان سے حمید طویل نے اور ان سے ابن اسحاق نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی کے راوی ہیں بیان کیا ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور قبیلہ اوس وخزرج نے آپ سے بیعت کر لی تو آپ نے تمام روئے زمین کے بادشاہوں کے نام فرامین لکھے انہیں میں سے ایک فرمان مقوقس بن راعیل بادشاہ مصر اور اسکندریہ کے نام بھی تھا۔ جسکے کاتب خلیفہ اول جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول الله الى صاحب مصر والا سكندريه اما بعد فان الله تعالىٰ ارسلنى رسوله وانزل على قرآناً مبيناً وامرنى بالاعذار والانذار ومقاتلة الكفار حتى يدينو الناس بدينى ويدخلوافى ملتى وقد دعوتک الى الاقرار بوحدانية الله تعالىٰ فان فعلت سعدت وان ابيت شقيت والسلام.

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ کی طرف یہ خط ہے۔ امابعد مجھے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر (دنیا میں) بھیجا ہے میرے اوپر روشن قرآن شریف نازل کیا ہے مجھے ختنہ[1] کرنے ڈرانے اور کفار سے

---

[1] اعذار کے چند معنی لکھے ہیں مثلاً غلو کرنا، زخمی کرنا، عذر کرنا ضیافت ختنہ کرنا مگر مجھے یہ معنی اچھے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ختنہ کرنا سنت ابراہیمی ہے جسے آپ نے زندہ کیا ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

3

لڑنے کا حکم دیا ہے یہانتک کہ لوگ میرے دین وملت میں داخل ہو جائیں۔ میں تجھے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر تو نے اسے قبول کرلیا تو سعید اور نیک بخت ہو جائیگا اور اگر انکار کردیا تو شقی اور بد بخت بن جائے گا والسلام۔

اس فرمان کو آپ نے ملفوف کیا انگشتری مبارک سے اس پر مہر لگائی اور اسے آپ نے انگلی میں ڈال لیا (پہن لیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک

کہتے ہیں کہ آپکی انگشتری چاندی کی تھی جس پر تین سطریں کندہ تھیں پہلی سطر میں لفظ محمدؐ دوسری میں لفظ رسول اور تیسری میں لفظ اللہ مندرج تھا اور یہ عبارت[1] کسی شخص کی مہر یا انگوٹھی پر کندہ نہیں ہوسکتی۔

ثمرہ بن عوف کا بیان ہے کہ میں نے حمید بن طویل سے دریافت کیا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی پر نگینہ بھی تھا یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اسکے متعلق مجھے معلوم نہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہاتھ میں انگشتری پہنا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ میں انگشتری پہنے دیکھا آپ فرماتے تھے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے زینت کیلئے زیادہ مستحق ہے (یہ کہہ کر) آپ نے دائیں ہاتھ میں انگشتری پہن لی پھر (کچھ دنوں کے بعد) اس کو بائیں ہاتھ میں تبدیل کرلیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور آقائے دوجہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام کے تمام حضرات بائیں ہاتھ میں ہی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

---

[1] کیونکہ نام تو اگرچہ ہر شخص کا محمد ہوسکتا ہے مگر وہ رسول نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

شاہ مصر کی طرف نامہ لے جانے والے صحابیؓ

کہتے ہیں کہ جس وقت فرمان مبارک سر بمہر ہو چکا تو آپ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا آپ میں سے کون صاحب والی مصر کے پاس میرا یہ خط لیجائینگے جس کا اجر اور مزدوری اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے ذمہ ہے یہ سنتے ہی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ[1] القرشی جلدی سے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کام کے لئے میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہارے ارادوں میں برکت عنایت فرمائیں۔

حضرت حاطبؓ کی روانگی

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے دست مبارک سے وہ فرمان لیا اور آپ سے رخصت ہو کے اپنے گھر آیا اونٹنی کو کسا اہل وعیال سے الوداع کہا اور اونٹنی پر سوار ہو کے مصر کے راستہ پر اسے ڈال دیا۔

راستہ میں تین دشمنوں کو قتل کرنا

جس وقت مدینہ طیبہ سے تین روز کے فاصلہ پر نکل گیا تو بنی بدر کے چشمہ پر پہنچا ارادہ ہوا کہ اونٹنی کو پانی میں ڈالدوں اچانک دو آدمی اونٹنیوں پر اور ایک گھوڑے پر سوار نظر آئے میں انہیں دیکھ کر ٹھٹکا تاکہ ان سے کچھ دریافت حال کرسکوں گھوڑے کا سوار مجھے دیکھ کر میری طرف بڑھا اور پاس آ کے کہنے لگا اے شخص کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائیگا میں نے کہا مرد خدا! ایسے سوال کرنے سے کہ جس سے تجھے کچھ حاصل نہ ہو کیا فائدہ اس سے خواہ مخواہ تجھے اور رنج پہنچے گا۔ میں ایک مسافر ہوں اور راستہ طے کر رہا ہوں اس نے کہا ڈرو مت ہم تجھے کچھ کہنا نہیں چاہتے اور نہ تو ہمارا مقصود ہے ہم تو محمد بن عبداللہ سے اپنا بدلہ لینے جا رہے ہیں، ہم نے آپس میں طے کر کے یہ حلف اٹھالیا ہے کہ ہم شہر یثرب (مدینہ طیبہ) میں غفلت کے وقت دھوکے سے داخل ہوں اور اچانک اس پر حملہ کردیں شاید ہم اس طرح اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم اگر اللہ پاک جل

---

[1] ایک نسخہ ثعلبہ ہے ۱۲ منہ

مجدۂ مجھے ان کے مقابلہ میں طاقت بخشیں تو میں ان تینوں سے اگر چہ دھوکے اور مکر ہی کے ساتھ سہی ضرور جہاد کرتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ الحرب خدعۃ لڑائی دھوکے اور مکر ہی سے انصرام پاتی ہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس سوار سے یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ وہ دونوں اونٹنی سوار بھی آ پہنچے اور میری طرف متوجہ ہو کے سخت غصہ کے لہجہ میں کہنے لگے افسوس ہے تم پر کہ تم بھی محمد کے ساتھیوں میں سے ہی معلوم ہوتے ہو میں نے کہا تمہیں مغالطہ ہوا میں تو اپنے دل میں وہی مقصد لئے ہوئے ہوں جو تمہارا مقصد ہے میں بھی مدینہ ہی جا رہا ہوں اور تم دونوں کی صحبت اور معیت اختیار کرنا چاہتا ہوں مگر میں نے یہ سنا ہے اور بہت معتمد شخص سے سنا ہے کہ محمد نے کسی ایلچی کو مصر کے بادشاہ کے پاس ایک خط دیکر روانہ کیا ہے میں اس کی تلاش میں ہوں کہ شاید وہ مجھے مل جائے میرا جہاں تک خیال ہے وہ اسی جنگل میں چھپا ہوا ہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے سے قریب ہی ایک جنگل تھا جسے وادی الاراک کہتے تھے اور میں اکثر اسی جنگل میں آ کر ٹھہرا کرتا تھا میں نے اسکی طرف اشارہ کر دیا کہ وہ اس میں چھپا ہوا ہے اور کہا کہ تم میرے ساتھ اپنے میں سے ایک نہایت مضبوط دلاور اور نیزے باز شخص کو بھیجو تا کہ ہم اسے وہاں تلاش کریں اور اگر وہ ملے تو اسے قتل کر دیں اس گھوڑے سوار نے مجھ سے کہا کہ تمہارے ساتھ میں چلوں گا یہ کہہ کر میرے آگے آگے ہو لیا۔ اور اپنے دونوں ساتھیوں کو اونٹنی پر اسی طرح سوار چھوڑ دیا ہم دونوں جنگل میں داخل ہو گئے جب وہ اپنے دونوں ساتھیوں سے دور نکل آیا اور نظروں سے غائب ہو گیا تو میں آگے بڑھ کر اس کے سامنے آ کے کہنے لگا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا سلاب[1] بن عاصم ھمدانی میں نے کہا سلاب! یہ یاد رکھ کہ مدینہ میں جانے کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے اور وہاں بہت ہی قوی اور مضبوط دل والا جا سکتا ہے اس نے کہا تجھے کس طرح معلوم ہوا میں نے کہا کہ وہاں تمام روئے زمین کے سادات اور بہادران عرب موجود ہیں۔ جیسے عمر، علی اور فلاں اور فلاں، سلاب! تیری یہ تلوار کیسی ہے اس نے کہا نہایت تیز اور رواں چلتی ہے میں نے کہا ذرا مجھے دکھا

---

[1] ایک نسخہ میں سیلاب ہے ۱۲ منہ

دے اس نے فوراً میان سے کھینچ کے میرے ہاتھ میں دیدی میں نے اسے ہاتھ میں پکڑ کے حرکت دی اور گھما کے کہنے لگا سلاب! کیا یہ بہت تیز ہے پھر میں نے یہ شعر پڑھا شعر

سیوف حدا دیا لوی بن غالب حداد ولکن این بالسیف ضارب

غالب کے بیٹے تلواریں تو تیز ہیں لیکن انکا مارنیوالا کہاں ہے

اس نے کہا اسکے کیا معنی! میں نے کہا اے ابن عاصم یہ تلوار تو واقعی بہت تیز اور قوم عاد کی بنائی ہوئی ہے اور عربوں کی خواب میں یہی آج تک ایسی عمدہ اور تیز نہیں آئی مگر میں چاہتا ہوں کہ تیری عزت اور قدر کروں۔ اور مجھے ایک ایسا حیلہ اور مکر بتلا کر کہ جس سے تو اپنے دشمنوں پر غالب آ جائے تیرے ساتھ اپنے دوستانہ مراسم بڑھا لوں اس نے کہا تجھے عربوں کی ذمہ داری اور ان کے وفائے عہد کی قسم تو مجھے ضرور بتلا میں نے کہا جس وقت تو میدان حرب میں پہنچے دشمن مقابلے پر آئے لڑائی کے لئے تیار ہو اور تو چاہے کہ میں ہزیمت دیکے اسے قتل کر دوں تو تو اس تلوار کو اس طریقہ سے حرکت دے اور جنبش میں لا کہ یہ بجلی کی طرح چمکنے لگے اور اسکی باڑہ کوندتی ہوئی دکھلائی دے پھر دشمن پر حملہ کر دے اس طرح یہ نہایت سرعت کے ساتھ دشمن کو کاٹ کر علیحدہ ہو جائیگی اس کے بعد میں نے چیخ کر اسے آواز دی اور کہا سلاب! کیا تو اس سوار کو دیکھ رہا ہے جو اس جنگل کے ایک کنارے سے ہماری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے میرے خیال میں تو یہ ہمارے دشمنوں میں سے معلوم ہوتا ہے سلاب یہ سنکر بیٹھ پھیر کر ادھر غور سے دیکھنے لگا میں نے موقع کو غنیمت جان کر اس کی گردن پر اس زور سے ایک جچا تلا ہاتھ مارا کہ گردن دور جا کر پڑی اور خدا کا دشمن زمین پر آ رہا۔ میں نے جلدی سے بڑھ کے اس کے گھوڑے کو پکڑ کر ایک درخت سے باندھ دیا تا کہ یہ بھاگ کے اپنے ساتھیوں سے نہ جا ملے اور انہیں کچھ شبہ ہو جائے میں اسے وہیں باندھا ہوا چھوڑ کے ہانپتا کانپتا ان دونوں کے پاس پہنچا وہ دونوں ہمارے انتظار میں چشم براہ کھڑے ہی تھے مجھے دیکھ کر ان میں سے ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا کیا ہوا اور سلاب کہاں رہ گیا میں نے کہا آپ کو مبارک ہو بدلہ لینے کا وقت آ گیا اب ننگ و عار سب جاتی رہیگی۔ محمد کے دو ساتھی اس جنگل میں سو رہے ہیں سلاب نے مجھے تمہارے پاس اس غرض سے بھیجا ہے کہ

میں تم میں سے ایک اور شخص کو اپنے ساتھ لے آؤں تا کہ ہم انہیں قتل کر دیں ایک آدمی کا رہنا یہاں بھی ضروری ہے کیونکہ اس جنگل میں محمد کے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ہی یہاں رہتا ہے اس نے کہا واقعی صلاح نہایت عمدہ ہے یہ کہہ کر وہ میرے ساتھ ہولیا۔ میں جہاں سلاب مقتول پڑا تھا اس سے دوسری طرف کو اس کے ساتھ جلدی جلدی چلا اور جب وہ اپنے ساتھی کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو میں نے سامنے آ کے اس سے کہا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا عبداللات میں نے کہا خوف تو دل سے نکال دے اور پا پیادہ ہو جا جس وقت ہم ان کے پاس پہنچ جائیں تو دل کو ذرا مضبوط رکھنا ایسا نہ ہو کہ بھی گھبرا جائے یہ کہہ کر میں نے کبھی دائیں اور کبھی بائیں دیکھنا شروع کیا اس نے کہا کہ کیا ہے میں نے کہا کہ مجھے غبار اٹھتا ہوا دکھلائی دے رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے محمد کا دین اختیار کر لیا ہے وہ آ رہے ہیں یہ سن کر وہ بہت چکا سا ہو کے ادھر ادھر دیکھنے لگا میں نے جلدی سے اس کے بھی ایک ہاتھ رسید کیا گردن پر تلوار پڑتے ہی وہ تو علیحدہ جا کر گری اور دھڑ زمین پر تڑپنے لگا اور وہیں ٹھنڈا ہو گیا اب میں تیسرے شخص کی طرف متوجہ ہوا وہ مجھے اکیلا دیکھ کر فوراً سمجھ گیا کہ کچھ دال میں کالا ہے اور میری طرف بڑھا قریب آ کے حملہ کیا میں نے بھی حملہ کا جواب دیا اسکی ضربات بھی مجھ پر پڑیں اور میں نے بھی اسکے ماریں آخر اللہ جل جلالہٗ نے میری اعانت کی اور نصرت خداوندی سے میں نے اسے بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا قبیلہ عبد شمس کا ایک شخص زمانہ جاہلیت میں میرا بہت بڑا دوست تھا میں نے وہ دونوں اونٹنیاں گھوڑا اور تمام سامان اس کے یہاں رکھا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مصر کی طرف چل دیا۔

مصر میں پہنچنا

میں رات دن برابر بڑھا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ ایک روز مصر میں پہنچ گیا قبطی مجھے دیکھ کر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے شخص کہاں سے آیا ہے میں نے کہا میں تمہارے بادشاہ کے پاس بطور ایلچی کے آیا ہوں انہوں نے کہا کس کی طرف سے میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ سن کر انہوں نے مجھے اپنے حلقہ میں لے لیا اور قصر شاہی کی طرف لے چلے اور جب قصر شمع میں پہنچے تو مجھے دروازے پر کھڑا کر کے بادشاہ سے

اجازت طلب کی اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔

بادشاہ کا والا نامہ کو احترام سے لینا اور سننا

میں اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا وہ ایک مرصع بجواہر تخت پر جسکے حاشیوں میں وہ یاقوت جو بطور نگینے کے ٹکے ہوئے تھے جگمگا رہے تھے بیٹھا ہوا تھا اور خدام باادب سامنے کھڑے ہوئے تھے میں نے اسکے سامنے کھڑے ہوکر اسلام کے طریقہ سے اسے سلام کیا بادشاہ کے ایک خادم نے مجھ سے کہا عربی بھائی! وہ تمہارے نبی کا خط کہاں ہے میں نے اس فرمان مبارک کو خود اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے ہاتھ میں دیدیا بادشاہ نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اس کو میرے ہاتھ سے لیا بوسہ دیکر اپنی آنکھوں سے لگایا اور کہنے لگا مرحبا بکتاب النبی العربی (نبی عربی کے خط کو فراخی اور مبارکی ہو) اس کے بعد اپنے وزیر کو جس کا نام باکلین تھا دیکر حکم دیا کہ وہ اس کو پڑھکر سنائے وزیر نے تمام فرمان مبارک کو پڑھ کر سنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک بارے تفتیش کرنا

بادشاہ نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ میں نے تجھے جو صندوقچی[1] (جامہ دان) دی تھی وہ لا۔ خادم اسے لے کر حاضر ہوا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔

بادشاہ نے اسے کھول کر اس میں سے ایک بساط[2] (جامہ نگارین) نکالی اسے کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تمام انبیاء علیہم السلام کی تعریف اور حلیہ درج تھا آخر میں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بھی اس میں مندرج تھی بادشاہ نے وزیر سے مخاطب ہوکر کہا اسے کہو کہ وہ ہم سے اپنے نبی کی تعریف اور ان کا حلیہ اس طرح بیان کرے کہ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں وزیر نے مجھ سے کہا کہ اے برادر عربی! بادشاہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے اپنے سردار کی تعریف بیان کرو میں نے کہا طاقت بشری سے یہ خارج ہے کہ کوئی شخص میرے آقا کے ایک عضو کی تعریف بھی بیان کرسکے وزیر نے کہا بادشاہ کے حکم کی تعمیل ضروری ہے میں چونکہ بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہوا اور آپ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرنے لگا۔

---

[1] یہ سفط کا ترجمہ ۱۲ منہ [2] یہ عظ کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

میرے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوبصورت خوشرو۔ جمیل۔ معتدل القامۃ اور ایک بزرگ ترین ہستی ہیں۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک تل ہے جو چاند کی طرح چمکتا رہتا ہے۔ آپ صاحب خشوع، متدین، پاکدامن، نقصان سے بری صادق اللہجہ اور حسین ہیں۔ آپ کی بینی مبارک سنوان اور بلند، پیشانی کشادہ، لسان باریک، دونوں اگلے دانت خوشنما اور براق، آنکھیں سرگیں، دونوں ابرو باریک اور دراز، اگلے دونوں دانتوں میں کسی قدر کشادگی، بینی مبارک راست، سینہ چوڑا اور کشادہ، شکم مبارک مثل ریشمی کپڑے کی شکن کے زبان فصیح اور آپ کا نسب سب سے اچھا اور خالص ہے صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ و جمالہٗ۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت حاطب کی زبان سے بادشاہ نے آپ کی یہ تعریف سنی تو کہنے لگا ایہا العربی، واقعی تم نے سچ کہا ان کی تعریف اور حلیہ ہماری کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔

حضرت حاطبؓ کے لئے کھانے کا انتظام

کہتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بادشاہ مصر آپس میں گفتگو کر ہی رہے تھے کہ دستر خوان بچھا کے اس پر کھانا چن دیا گیا۔ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ بادشاہ نے مجھے کھانا کھانے کے لئے آگے بڑھنے کو کہا مگر میں اسی جگہ بیٹھا رہا بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا عربی بھائی! مجھے تمہارے حلال وحرام کی سب خبر ہے میں جانتا ہوں کہ تمہارے یہاں کیا حرام ہے اور کیا حلال ہے میں نے پہلے ہی تمہارے لئے پرند کے گوشت لانے کا حکم دیا تھا میں نے کہا ہم ان سونے چاندی کے برتنوں میں نہیں کھاتے کیونکہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان میں کھانے کا ہم سے بہشت میں وعدہ فرمایا ہے بادشاہ نے اسی وقت میرے لئے مٹی کے برتنوں میں کھانا رکھنے کا حکم دیا اور جس وقت ان میں رکھ دیا گیا تو میں بلا تکلف کھانے لگا۔

کھانے اور ہدیہ کے بارے میں بادشاہ کے سوالات

بادشاہ نے مجھ سے دریافت کیا عربی بھائی! تمہارے سردار کون سے کھانے کو زیادہ پسند کرتے ہیں میں نے کہا لوکی (آل کدو) کو اور کہا جس وقت ہم کھانا کھاتے ہیں اور لوکی

کسی دوسرے شخص کے سامنے ہوتی ہے تو ہم اسے آپ ہی کی طرف بڑھا دیتے ہیں۔ایک روز کا ذکر ہے کہ ہم سب ایک قوم کے یہاں کھانا کھانے گئے آپ کے سامنے ایک بڑے پیالے میں ثرید[1] پیش کیا گیا۔

جس کے اوپر لوکی کی ترکاری بھی رکھی ہوئی تھی آپ نے اس ثرید کو اس لوکی ہی سے تناول فرمایا چونکہ میرے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی بہت زیادہ مرغوب ہے اس لئے میں بھی اسے بہت شوق سے کھاتا ہوں بادشاہ نے کہا آپ پانی کس میں پیتے ہیں میں نے کہا لکڑی کا ایک پیالہ ہے اس نے کہا کیا وہ ہدیہ بھی قبول کرتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں بلکہ اس کے متعلق آپ کی ایک حدیث ہے کہ لودعت الی کراع لاجبۃ ولواھدی الی ذراع لقبلۃ کہ اگر میں بکری کے گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرف بھی بلایا جاؤں تو میں اسے منظور کرلونگا اور اگر کوئی شخص بکری کا ایک دست بھی مجھے ہدیہ کریگا تو میں اسے قبول کرلونگا بادشاہ نے کہا کیا آپ صدقہ بھی قبول کرلیتے ہیں میں نے کہا نہیں بلکہ ہدیہ قبول فرماتے ہیں آپ کا ارشاد ہے اور میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔ **لوسلم الناس لتھا دوامن غیر جوع** کہ اگر لوگ آپ میں صلح آشتی اور اتفاق رکھنا چاہیں تو بغیر ضرورت کے بھی آپس میں ہدیئے کی رسم کو جاری رکھیں میرا چشم دید واقعہ ہے کہ جب کوئی کھانے کی چیز بطور ہدیہ کے آپ کے پاس آتی ہے تو اس وقت تک کبھی نہیں کھاتے جب تک آپ کے صحابہ نہ کھالیں۔

بادشاہ کے کچھ اور سوالات

بادشاہ نے کہا کیا آپ سرمہ بھی لگاتے ہیں میں نے کہا ہاں آپ دائیں آنکھ میں تین دفعہ اور بائیں آنکھ میں دو دفعہ سرمہ ڈالتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کو مجاز ہے کہ وہ اس سے کم وبیش بھی کرسکتا ہے۔آپ کا سرمہ سنگ اثمد کا ہوتا ہے آپ آئینہ دیکھتے ہیں بالوں میں شانہ کرتے ہیں اور یہ چیزیں تو سفر اور حضر میں آپ سے کبھی جدا نہیں ہوتیں۔سرمہ دانی، کنگھا، آئینہ اور مسواک۔ میں نے آپ کو ملاقاتیوں اور ساتھیوں کے ملنے کے لئے علاوہ اس زینت اور آرائش کے جو آپ اپنے اہل وعیال کے سامنے کرتے

---

[1] ثرید عربی میں ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے یعنی روٹی کے ٹکڑے کرکے گوشت کے شوربہ میں بھگو دیتے ہیں ۱۲ منہ

ہیں اور زیادہ زیب و زینت کرتے دیکھا ہے آپ نے ایک روز پیالے کے اندر رکھے ہوئے پانی میں دیکھ کر بالوں کو درست فرمایا تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ دیکھ کر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ پیالے کے رکھے ہوئے پانی میں دیکھ کر بالوں کو درست فرماتے ہیں حالانکہ آپ اللہ کے رسول اور خدا کی بہترین مخلوقات میں سے ہیں آپ نے فرمایا عائشہ! جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے کسی دوست اور عزیز سے ملنے کیلئے نکلے تو اللہ پاک جل جلالہٗ کو یہ زیادہ محبوب ہے کہ وہ آرائش و زیبائش کر کے نکلے بادشاہ نے کہا جب آپ کسی لشکر کی کمان کرتے ہیں تو آپ کے سر پر کس قسم کا پھریرا اُڑتا ہے میں نے کہا سیاہ اور سفید قسم کا جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بادشاہ نے کہا آیا آپ کے پاس کوئی کرسی ہے جس پر جلوس فرماتے ہیں یا کوئی خیمہ ہے جس کے اندر بیٹھتے ہیں میں نے کہا ہاں آپ کے پاس لوہے کے پیروں کی ایک کرسی ہے نیز ایک سرخ خیمہ بھی۔ میں نے آپ کے پاس دیکھا ہے جس میں قریب چالیس آدمیوں کے بیٹھ سکتے ہیں اس نے کہا کس قسم کا گھوڑا پسند فرماتے ہیں میں نے کہا پچکلیان جو سب سے زیادہ تیز دوڑتا ہے میں ایک گھوڑا جس کا نام مرعرع ہے ابھی آپ کے پاس چھوڑے چلا آ رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف اور واپسی جواب

کہتے ہیں کہ جب بادشاہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سب کچھ دریافت کر چکا تو اس نے اپنے گھوڑوں میں سے ایک عمدہ گھوڑا جس کا نام مامون تھا منتخب کیا اس پر زین بندھوائی لگام دلوایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کر دیا ایک گدھا جس کا نام عفیر تھا ایک خچر جسے دلدل کہتے تھے ایک سیاہ فام لڑکی جو بریرہ کے نام سے موسوم تھی ایک نہایت خوبصورت اور حسین قبطیوں کی خوبصورت لڑکیوں میں سے ایک لڑکی بنام ماریہ[1] ایک مسمی محبوب غلام کچھ مشک اور عود اس کے علاوہ خوشبودار چیزیں اور قبطی سفید رنگ کے باریک کتانی عمامے جو مصر میں تیار ہوتے تھے آپ کیلئے منگوائے اور وزیر کو حکم دیا کہ وہ آنحضرت

---

[1] یہ وہی آپکی زوجہ محترمہ ماریہ قبطیہ ہیں ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا جواب ان الفاظ میں لکھے۔

بار خدایا میں آپ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔از جانب مقوقس بہ طرف محمدؐ۔ آپ کا والا نامہ پہنچا پڑھا اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اس پر خوب غور وخوض کیا۔آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے فضیلت بخشی ہے اور مجھ پر قرآن مبین کو نازل کیا ہے۔اے محمدؐ! ہمیں آپ کے متعلق پہلے ہی سے علم تھا (اب) یہ یقین ہو گیا کہ واقعی آپ داعی الی اللہ ہیں اور سب سچوں سے زیادہ سچے اگر اس بہت بڑی سلطنت کا بار میرے کندھوں پر نہ ہوتا تو سچ سمجھئے کہ چونکہ میں آپ کو خاتم الانبیاء، سید المرسلین اور امام المتقین سمجھتا ہوں اس لئے سب سے پہلے میں ہی آپ کی خدمت میں باریابی حاصل کرتا

والسلام ورحمة الله وبركاتهٗ الى يوم الدين.

قاصدِ نبوی کی واپسی

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ خط اور تمام تحائف میرے سپرد کئے میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا حاطب! تمہیں خدا کی قسم میری طرف سے جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان اسی طرح بوسہ دینا اس کے بعد اپنے آدمیوں سے کچھ آدمی منتخب کر کے انہیں حکم دیا کہ وہ مجھے بلاد عرب اور میرے مسکن تک بحفاظت تمام پہنچا آئیں میں اس جماعت کے ساتھ رات دن منازل طے کر کے عرب کی حدود میں داخل ہوا شام سے ایک قافلہ مدینہ طیبہ جا رہا تھا اسے دیکھ کر میں نے بادشاہ کے آدمیوں کو تو واپس کر دیا اور اس قافلے کے ساتھ مدینہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلا آیا۔

حضرت حاطبؓ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری

یہاں پہنچ کر سیدھا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کیا اور اسکے قریب پہنچ کے اونٹنی کو بیٹھلا کر اسے تو باندھ دیا اور میں مسجد میں داخل ہو کر حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادموں کو جو آپ کے پاس اس وقت موجود تھے سلام کیا اور یہ اشعار آپ کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنے لگا۔

انعم صباحاً یا وسیلة امته ترجوا النجاة غداة یوم الموقف

اے امت کے سہارے آپ ہمیشہ ناز ونعمت کے ساتھ زندگی بسر فرمائیں۔
کل قیامت کے دن امت بخشش کی توقع آپ ہی سے رکھتی ہے۔

انی مضیت الی الذی ارسلتنی اطوی المهامة کالجهید المعتف

آپ نے جہاں مجھے بھیجا تھا میں وہاں پہنچا۔
نہایت کوشش کرنے والے کی طرح جنگل بیابان کو قطع کرتا ہوا۔

حتی رئیت بمصر صاحب ملکها فبدأ الی مثل قول المنصف

حتی کہ مصر میں وہاں کے بادشاہ کو دیکھا۔ اور اس نے نہایت منصفانہ طریق پر مجھ سے گفتگو شروع کی۔

فقراء کتابک حین فک خطامه فاظل یرعد کا هتراز المرهف

اس نے آپ کا والا نامہ اس کی مہر توڑنے کے بعد پڑھا۔ اور باریک تلوار کی طرح تھر تھر کانپنے لگا۔

قال البطارقة الذین تجمعوا ماذا یریعک من کتابٍ مشرف

ان سرداروں نے جو اس کے پاس جمع تھے کہا۔ اس بہترین خط سے تجھے کس نے ڈرا دیا۔

قال اسکتوا یا ویلکم وتیقنوا هذا کتابٌ لا لامن مصحف

اس نے کہا کم بختو! چپ رہو اور بالکل سچ جانو۔ کہ یہ ایک روشن خط ہے اور کتابوں سے۔

قالوا وهمت فقال لست بواهم لکن قرأت بیان خط الاحرف

انہوں نے کہا تو نے غلط سمجھا اس نے کہا میں غلط سمجھنے والا نہیں ہوں۔
لیکن میں نے آپ کے لکھے ہوئے خط کا مضمون پڑھا ہے۔

فی کل سطر من کتاب محمدٌ خط یلوح لناظرٍ متوقف

محمدؐ کے خط کی ہر سطر میں۔ غور سے دیکھنے والے کیلئے ایک چمکتا ہوا خط ہے۔

هذا الکتاب کتابه لک جامعاً یا خیر مبعوثٍ بفضلک نکتفی

یہ آپ کے نام اس کا خط ہے جو آپ کی فضیلت کا جامع ہے۔
اے خیر مبعوث! تیری ہی بزرگی پر اکتفا کرتے ہیں ہم۔

اہل مصر کے لئے حضورؐ کی دعا

ان اشعار کے بعد میں نے خدمت اقدس میں وہ مقوقس کا عریضہ پیش کیا آپ نے امام برحق جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرما کر انہیں اسکے پڑھنے کا حکم دیا انہوں نے حرف بحرف آپ کو پڑھ کر سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ دنیا میں قبطیوں کے اندر برکت عنایت فرمائیں انہوں نے امر حق کو پہچان لیا اور ٹھیک جواب دیا اس کے بعد ہدایا لانے کے متعلق فرمایا چنانچہ وہ تمام چیزیں آپ کے سامنے پیش کی گئیں آپ نے فرمایا اس میں سے ہر ذی روح میرے لئے مخصوص ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہ سے نکاح

آپ نے ماریہ قبطیہ کو اپنے لئے مخصوص فرما کے ان کا مہر آزادی مقرر کیا اور ان سے نکاح کر لیا کچھ دنوں کے بعد ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے ابراہیم رکھا دو برس یا کچھ کم عمر میں اس کا انتقال ہو گیا اتفاق سے جس روز انتقال ہوا اسی روز سورج گہن ہو گیا مسلمانوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کے بیٹے ابراہیم کی انتقال کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا ہے آپ نے فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ تبارک وتعالیٰ کی منجملہ دوسری نشانیوں کے دو نشانیاں ہیں کسی آدمی کے مرنے سے ان میں کسوف اور خسوف نہیں ہوتا جب انہیں گرہن لگے تو تم نمازیں پڑھا کرو حضرت ماریہ قبطیہ کے ساتھ ساتھ آپ نے دوسری باندی سوداء گھوڑے خچر اور گدھے کو بھی اپنے لئے مخصوص فرما لیا اور باقی ہدایا کو اپنے تمام دوستوں پر برابر برابر تقسیم کر دیا۔

حضرت عمرو اور حضرت یوقنا کا مشورہ کرنا

واقدی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ اب میں پھر اصل قصہ یعنی فتوح المصر کی طرف متوجہ ہوتا ہوں مجھ سے بہت سے ثقات راویوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مصر کے ارادے سے ساحل شام سے رخصت ہو کر رفح کے پڑاؤ میں پہنچے تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لشکر سے اپنا لشکر علیحدہ کر کے آپ سے کہا کہ

آپ کا ارادہ مصر پر فوج کشی کر کے اس کے فتح کرنے کا ہے یا ممکن ہے کہ غفلت کے وقت اہل مصر پر آپ حملہ کر کے اسے فتح کر لیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میں آپ سے علیحدہ ہو کر بالا بالا مصر پہنچ جاؤں اور مکر و فریب کے ذریعہ اسے آپ کے ہاتھ پر فتح کرادوں آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے چلے جایئے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں تمہاری مدد کریں اور اپنی حفاظت وسلامتی میں رکھیں۔

حضرت یوقنا ؒ کی مصر روانگی

آپ ان سے رخصت ہو کر رات کے وقت فرماء[1] کی طرف چل پڑے راستہ میں قلعہ عریش واردہ اور بلقارہ پڑتے تھے یہ تینوں قلعے نہایت مضبوط تھے ان میں نصرانی عرب رہا کرتے تھے جو مقوقس بن راعیل کے باجگذار تھے ان سے آپ نے کچھ تعرض نہیں کیا اور آگے بڑھے چلے گئے ان کی فتوحات کا ذکر ہم انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر کرینگے۔

لشکر کو دیکھ کر مقوقس کے گورنر کا پریشان ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ رات دن برابر بڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ فرماء میں پہنچے والی مصر مقوقس کی طرف سے یہاں ایک گورنر رہتا تھا جسکا نام ویندان تھا فرماء یا قرمہ بحر تینس کے (شرقی کنارے کے متصل آباد تھا جس وقت آپ مع اپنے لشکر کے یہاں پہنچے تو آپ نے یہاں بہت ڈیرے اور خیمے کھڑے دیکھے آپ کے پہنچتے ہی ایک شور و غوغا برپا ہو گیا اور شاہی گورنر گھوڑے پر سوار ہو کے بادشاہ کے لشکر کو لیکر باہر نکل آیا۔

مصریوں پر ملک شام کی فتح کا اثر

راوی کہتا ہے کہ مسلمانوں کے کارنامے اور ملک شام کی تمام خبریں روزانہ یہاں آیا کرتی تھیں جب مسلمان ساحل شام اور قیساریہ پر قابض ہو گئے اور ملک قسطنطین بن ہرقل ان کے مقابلے میں سے بھاگ کھڑا ہوا تو یہ خبر بھی یہاں پہنچی اہل مصر کو اس سے بہت بڑا صدمہ ہوا کیونکہ قسطنطین بن ہرقل نے والی مصر کی شاہزادی ارمانوسہ کے ساتھ ابھی شادی

---

[1] ایک نسخہ میں قرمہ ہے ۱۲ منہ

کی تھی اوراس کے باپ نے اس کے جہیز میں اسے مال واسباب اور کنیزیں دیکر بلبیس کی طرف روانہ کر دیا تھا تا کہ وہ وہاں سے اپنے شوہر کے پاس چلی جائے یہ بلبیس سے ابھی قاقوس ہی تک پہنچی تھی کہ اسے خبر ملی کہ عرب شام کے ساحل پر قابض ہو گئے ہیں نیز قیساریہ بھی ان کے قبضہ میں آ گیا ہے اور وہاں کا والی یعنی قسطنطین بن ہرقل مع اپنے حرم۔ خزانے اور کنیزکوں کے کشتی میں بیٹھ کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا اس کے سنتے ہی یہ پھر بلبیس کیطرف لوٹی اور اپنے ایک جنرل کو دو ہزار سوار دیکر قرمہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ وہاں جا کر اسکی حفاظت کرے ایسا نہ ہو کہ عرب وہاں تک بڑھ آئیں۔

والی مصر کی پیش بندی

راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک قبطی کی جو مقوقس والی مصر کی فوج میں بھرتی تھا۔ ملاقات ہوئی یہ شخص اسلام میں داخل ہو گیا تھا میں نے اس سے فتح مصر کے متعلق دریافت کیا کہ جب تمہیں یہ خبر پہنچی تھی کہ عرب شام اس کے شہروں اور قلعوں کے مالک ہو گئے ہیں بڑے بڑے سرداروں انہوں نے تلوار کے گھاٹ اتار دیئے ہیں اور بادشاہ کو ہزیمت ہو گئی ہے تو تمہارا کیا حال ہوا تھا اس نے کہا جس وقت مقوقس کو یہ خبر پہنچی تھی تو اس نے مصر کے ان شہروں کی جو شام کے متصل اور اس کے قرب و جوار میں تھے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ناکہ بندی کرادی تھی اور حکم دیدیا تھا کہ شام سے کوئی شخص خواہ وہ آدمی ہو خواہ غیر رومی مقوقس کے ممالک محروسہ میں داخل نہ ہونے پائے اور یہ حکم محض اس وجہ سے تھا کہ آنیوالے مسافر عربوں کی شجاعت و بطالت جو انہوں نے شام کے لشکر کے مقابلے میں دکھلائی ہے اور شامیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے بیان کرینگے تو قبطیوں کے دلوں میں عربوں کا رعب چھا جائیگا اور وہ اس سے بزدل ہو جائینگے۔

حضرت یوقنا رحؒ کی مصری باشندوں سے گفتگو

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ مصر کے ارادہ سے روانہ ہو کر عریش پہنچے تو باشندگان شہر آپکی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ وہ آپ سے ناواقف تھے عرض کیا

سردار! آپ ہمیں اپنی سرگذشت سے مطلع کریں اور یہاں آنے کا سبب بھی بیان کریں کہ یہاں کیسے تشریف لائے ہیں۔ نیز جناب کا دولت خانہ کہاں ہے آپ نے فرمایا میں رومی النسل ہوں ملک ہرقل کی فوج میں ملازم تھا عربوں نے بادشاہان نے شام کو شکست دیکر انہیں ان کے شہروں وار قلعوں سے نکال دیا ہے اور خود وہاں متصرف اور مالک ہو کے سکونت اختیار کرلی ہے ہم چاہتے ہیں کہ والی مصر کے پاس جا کے مصر کی شہریت کے حقوق حاصل کریں اس کے ہمرکاب ہوں اور بقیہ زندگی اس کے سایہ عاطفت میں عیش وآرام سے گذار دیں انہوں نے کہا قسطنطین بن ہرقل والی قیساریہ نے کیا کیا آپ نے فرمایا اس کے حالات دریافت کرنے سے تمہارا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا اور اس پر ایسی کیا اوفتاد پڑی اور ایسا کونسا امر پیش آیا کہ وہ اپنی بیوی ارمانوسہ بنت ملک مقوقس تک کو بھول گیا۔ حالانکہ اسکے باپ نے جہیز کا سب سامان (مال واسباب کنیزک وغلام) درست کر کے اس غرض سے رکھ چھوڑا تھا کہ وہ اسے رخصت کردے آپ نے فرمایا مجھے اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہے۔

حضرت یوقنا رح کی حکمت عملی

راوی کہتا ہے کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جس وقت ان کی یہ گفتگو سنی تو آپ بہت خوش ہوئے دل میں ایک حیلہ سوچا اور اپنے ارادہ اور مقصد کو قوی اور مضبوط کر کے وہاں سے کوچ کر دیا آپ چونکہ نہایت عاقل اور امور حرب میں نہایت ماہر تھے نیز لڑائی کے موقع اور محل اور اس کے مکروفریب سے آپ کو پوری آگاہی تھی اس لئے راستہ میں جب آپکو کوئی قلعہ پڑتا تھا اور وہاں کے باشندے آپ کے حالات اور آنے کا سبب دریافت کرتے تھے تو آپ انہیں ادھر ادھر کے جواب دیکر اپنے مکروفریب سے ڈال دیتے تھے جس وقت راستہ کے تمام قلعے آپ طے کر چکے اور قرمہ میں داخل ہوئے تو وہاں بہت زیادہ ڈیرے اور خیمے نصب دیکھے آپ کے پہنچتے ہی وہاں ایک شور مچ گیا۔

قرمہ کے والی سے گفتگو

والی قرمہ مع ملکہ کے معتمدوں اور اس تمام لشکر کے جو وہاں موجود تھا گھوڑے پر سوار ہو

کر آپ کے پاس آیا اور دریافت حال کرنے لگا آپ نے ایک معتمد سے مخاطب ہو کر فرمایا سردار! ملک قسطنطین بن ہرقل نے مجھے یہاں اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں ملکہ ارمانوسہ کو کشتی میں سوار کر کے قسطنطنیہ یعنی قسطنطین کے پاس لیجاؤں والی قرمہ نے جب آپ سے یہ سنا آپ کی حشمت و شوکت پر نظر کی اور آپ کے لشکر کو دیکھا تو آپ کا حیلہ اس پر کارگر ہو گیا اور اسے آپ کے کہنے کا یقین آ گیا کہنے لگا ملکہ ارمانوسہ کو اس کے باپ نے جہیز وغیرہ دیکر پہلے ہی تیار کر دیا تھا مگر عربوں کے خوف سے نہ بھیج سکا نیز اسے یہ خبر بھی مل گئی تھی کہ قسطنطین قیساریہ سے قسطنطنیہ چلا گیا ہے کیا آپکو اسکے متعلق کچھ خبر ہے آپ نے فرمایا میرے سامنے وہ سفر کی تیاری کر رہا تھا۔ ابھی چلا نہیں تھا البتہ مجھے یہ حکم دیا تھا کہ ارمانوسہ کو لیکر دریا کے راستہ سے میرے پاس قسطنطنیہ چلے آنا اس نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریں لشکر کو بھی یہیں ٹھہرنے کا حکم دیں میں ملکہ کے حضور میں آپ کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں یہ کہہ کر اس نے آپ کے متعلق وہاں کے حاکم کو سخت تاکید کی کہ انکی حفاظت وصیانت کیجائے اور خود ملکہ کے پاس جا کے زمین بوس ہونے کے بعد آپ کے آنے کی اطلاع اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اسکی خبر کی۔

ملکہ ارمانوسہ سے گفتگو

ملکہ نے حکم دیا کہ انہیں یہیں بلا لانا چاہئے ثمیلا[1] طوس گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً آپ کے پاس پہنچا اور کہا کہ آپ بھی سوار ہو کر میرے ہمراہ ملکہ کے پاس چلیں آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اپنی فوج کو بھی سوار ہونیکا حکم دیا اور مع لشکر کے ملکہ کی طرف چلے جس وقت ملکہ کے خیمہ کے قریب پہنچے تو آپ نے وہاں بڑا لاؤ لشکر دیکھا جو قریب دس ہزار سواروں کے تھا آپ اور آپ کی فوج پاپیادہ ہو گئی اور خیمہ کے دروازہ پر اس غرض کیلئے کھڑی ہو گئی کہ اجازت طلب کر کے اندر جائیں معتمد نے اجازت طلب کی ملکہ نے محض آپ کو اندر آنے کی اجازت دی آپ زمین بوس ہو کر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اس نے ایک لوہے کی کرسی منگا کر اس پر آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا آپ اس پر بیٹھ گئے اور ملکہ کے معتمدین اس کے سامنے خدام اور غلام دائیں بائیں صف بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے قبطی زبان اگرچہ رومی زبان

---

[1] اسی معتمد کا نام تھا ۱۲ منہ

4

کے علاوہ ہے مگر بادشاہ دوسری زبانیں بھی سیکھ لیا کرتے ہیں تا کہ ضرورت کے وقت اس میں گفتگو کر سکیں اس لئے ملکہ نے بغیر کسی ترجمان کے رومی زبان میں آپ سے دریافت کیا بادشاہ سے علیحدہ ہوئے تمہیں کتنے دن ہوئے آپ نے فرمایا ایک مہینہ اس نے کہا کیا بادشاہ تمہارے سامنے ہی کشتی میں سوار ہو گیا تھا آپ نے فرمایا نہیں بلکہ جس وقت بادشاہ نے مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا اس وقت اس کا کشتی میں سوار ہونے کا محض ارادہ ہی ارادہ تھا البتہ جس وقت میں غزہ کے پڑاؤ میں آیا ہوں تو وہاں مجھے یہ خبر ملی تھی کہ بادشاہ کشتی میں سوار ہو کر دریا کے راستہ سے قسطنطنیہ چلا گیا ہے بادشاہ نے مجھ سے تخلیہ میں ایک روز یہ ضرور کہا تھا کہ میرے اندر عربوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے نیز یہ بھی کہا تھا کہ عربوں کے خوف سے میرا باپ بھی انطاکیہ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اے یوقنا! میرے باپ نے عربوں کے مقابلے میں لشکر کشی کی ہر ایک نصرانی سے جو نصرانیوں کے ملک میں رہتے ہیں ہر ایک قسم کی مدد طلب کی باہان ارمنی کو چھ لاکھ فوج علاوہ نصرانی عربوں کی فوج کے دیکر یرموک کے میدان میں ان کے مقابلے پر روانہ کیا مگر باوجود اس کے عربوں نے بادشاہ کی فوج کو مار بھگایا سرداروں کو قتل کر دیا اور باہان ارمنی کو موت کے گھاٹ اتار دیا میں نے تو اب یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے اہل وعیال، خزانہ، مال واسباب کو لیکر اپنے باپ کے پاس قسطنطنیہ چلا جاؤں اور اپنی نیز اپنے اہل وعیال کی جان بچالوں اس گفتگو کے بعد اس نے آپ کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریا کے راستہ سے آپ کو اس تک پہنچا دوں۔

کہتے ہیں کہ جس وقت ملکہ ارمانوسہ نے آپکی یہ گفتگو سنی تو گردن جھکا لی پھر سر اٹھا کر کہنے لگی میں بادشاہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی میں ابھی اس کے پاس یہ تمام حالات قلمبند کر کے روانہ کرتی ہوں اس کے بعد آپ کو لوٹ جانے کا حکم دیا آپ زمین بوس ہو کر باہر آئے آپ کے آدمیوں نے اپنے اور آپ کے خیموں کو نصب کر دیا تھا آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ملکہ کی طرف سے سامان ضیافت اور گھوڑوں کے لئے دانہ اور چارے کا انتظام کیا گیا۔

ملکہ کے جاسوسوں کی اطلاع

ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رات کی تاریکی نے جب ان تمام باتوں پر

پردہ ڈال دیا تو ملکہ کے پاس اس کے جاسوس آئے اور انہوں نے اس سے قیساریہ اور مدائن ساحل کی فتح حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصر کی طرف روانگی۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ان سے گفتگو اور ان کا مکر وحیلہ دل میں لے کر حضرت عمرو بن عاص کے پاس سے چلنا غرض تمام کیفیت بیان کر دی اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اسے بہت ڈرایا اور کہنے لگے یہ شخص حلب کا بادشاہ ہے اس نے عربوں کا دین اختیار کر لیا ہے یہی وہ شخص ہے جس نے طرابلس اور صور کو مکر کے ذریعہ سے فتح کیا ہے۔

حضرت یوقنا رحمہ اللہ کی گرفتاری کی تیاریاں

یہ سن کر ملکہ کے دل میں رعب گھر کر گیا اور وہ یہ سمجھ گئی کہ جاسوس جو کچھ کہتے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے یوقنا مجھے گرفتار کرنا چاہتا ہے یہ سوچ کر اس نے اپنے معتمد کو بلایا اس سے تمام قصہ بیان کیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر ساز وسامان اور کیل کانٹے سے لیس ہو جائے۔ اور ہر شخص ہوشیار رہے اس کے بعد اپنے غلاموں نوکروں اور چاکروں کو حکم دیا کہ جس وقت یہ رومی اور اس کے خاص خاص آدمی یہاں آئیں تو تم انہیں فوراً گرفتار کر لینا جس وقت وہ گرفتار ہو جائینگے تو پھر ان کی فوج خود بخود ہزیمت خوردہ ہو جائے گی۔

ملکہ کا حضرت یوقنا رحؒ کو بلوانا

ملکہ جب تمام احکام نافذ کر چکی اور گرفتاری کے تمام سامان درست کر لئے تو اس نے اپنے ایک خادم کو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا کہ تم ان سے جا کر کہو کہ ملکہ تمہیں اس غرض سے یاد فرماتی ہیں کہ جو کچھ وہ اپنے باپ کے پاس لکھ کر بھیجیں اس میں تم سے پہلے مشورہ کر لیں خادم نے جس وقت آپ سے یہ جا کر بیان کیا تو آپ نے اس سے فرمایا تم ملکہ سے جا کر کہہ دو کہ میں ابھی اپنے خاص دوستوں کے ہمراہ بسر وچشم حاضر خدمت ہوتا ہوں۔

حضرت یوقنا رحؒ کا اپنے لشکر والوں سے خطاب

جب وہ خادم لوٹ گیا تو آپ نے اپنے اکابر دوستوں کو جمع فرما کر ان سے کہا یا بنی عمی! اس قوم کی ملکہ نے مجھے اس وقت بلا کر بھیجا ہے یاد رکھو اس وقت کا بلانا خالی از علت

نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہمارے منصوبوں کو پرکھ لیا ہے یہ تمہیں خود معلوم ہے کہ اگر ہم اس قوم کے ہاتھوں میں پڑ گئے تو وہ ہمیں قتل کئے بغیر نہیں چھوڑینگے اور ہم اپنے سے بعد کے آنے والے مسلمانوں کیلئے محض ایک مثال ہو کر رہ جائینگے بہتر یہ ہے کہ ہم عزت کے ساتھ مریں اور خود دانستہ موت کے منہ میں نہ جائیں اس دنیا میں ہمیں ہمیشہ رہنا نہیں ہے اس لئے دین مبین کی مدد و نصرت میں اگر دم نکلے تو یہ سب سے بہتر ہے علاوہ اس کے آج تک اس غدار دنیا نے کسی کے ساتھ اپنی دوستی کو نہیں نبھایا جو ہم اس سے کسی بہتری کی امید رکھیں تم اس امر و نہی کو جس پر تم پہلے سے چلے آ رہے تھے دیکھ ہی چکے ہو اب وہ کیفیت و حالت تم سے زائل ہو چکی ہے۔ بس بہتر یہ ہے کہ اب تم اس دار فنا کو چھوڑ کر دار بقا میں اپنی جگہ بنا لو اس قوم سے جہاد کرو ممکن ہے کہ تمہارے اس جہاد سے تمہارا رب تم سے خوش ہو جائے اور حالت کفر میں جو کچھ تم افعال قبیحہ کر چکے ہو باری تعالیٰ جل مجدہٗ اس جہاد کو ان کا کفارہ بنا کر تمہارے ان افعال کو محو کر ڈالیں۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کے ساتھیوں نے آپ کا یہ وعظ سنا تو آپکی آنکھیں کھل گئیں ایمان تازہ ہو گیا اپنے دشمن سے جہاد کرنیکا عزم صمیم کر لیا لڑائی کیلئے ہتھیار اٹھا لیے اور اپنے تمام کاموں میں اپنے رب پر پورا پورا بھروسہ کر لیا۔

حضرت یوقنا رح اور آپ کے لشکر کا محاصرے میں آنا

کہتے ہیں کہ ملکہ ارمانوسہ کے پاس جس وقت اس کا خادم لوٹ کر گیا تو اس نے اسے آپ کے جواب سے مطلع کیا وہ آپ کے نیز آپ کے دوستوں کے انتظار میں بیٹھ گئی اور یہ ارادہ کر لیا کہ جس وقت وہ آئیں انہیں گرفتار کر لیا جائے مگر آپ اسکے پاس نہ تشریف لے گئے جب دیر ہوئی تو اس نے پھر خادم کو آپ کے پاس روانہ کیا جس نے ملکہ کے حکم کی یاد دہانی کرائی آپ نے خادم سے فرمایا تم اپنی ملکہ سے جا کر کہو کہ بادشاہوں کی عادت یہ نہیں ہوا کرتی کہ وہ ایلچی کو بار بار بلائیں ہاں اگر کوئی نیا کام ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہوتا دن میں میں اس کے پاس تھا ہی اب آدھی رات مجھ سے کیا کام ہے خادم نے ملکہ سے آپ کا یہ جواب دوہرایا یہ سنتے ہی اسے اپنے جاسوسوں کی خبر کا یقین ہو گیا اور وہ یہ بخوبی سمجھ گئی کہ یہ شخص واقعی مجھے گرفتار اور

میرے باپ کے ملک واملاک پر قبضہ کرنیکی نیت سے یہاں آیا ہے یہ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور آپ اور آپ کے لشکر کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہ دیکھتے ہی رات کی تاریکی نے تو چپکے چپکے کھسرنا شروع کیا اور سپیدۂ صبح نے منہ نکال کر دیکھا۔

ملکہ کے معتمد کے سوال کا جواب

ملکہ کا معتمد آپ اور آپ کے دوستوں کے پاس آ کے کہنے لگا سردار اعظم! تم پر ایسی کیا افتاد پڑی تھی کہ تم نے دین مسیحی کو کہ جس پر تمہارے آباء واجداد چلے آتے تھے خیر باد کہہ دیا مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو چھوڑ دیا۔ ہمارے پاس آئے تو مکر کا جال بچھاتے ہوئے دراصل مسیح علیہ السلام تم سے ناراض ہو گئے ہیں اور ہمیں تم پر مسلط کر دیا ہے اب ہم تم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتے آپ نے فرمایا مسیح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک بندہ ہیں اللہ کے حکم کے بدون وہ کسی شے پر قادر نہیں ہیں کیونکہ بندہ محکوم اور مکلّف ہوتا ہے۔ اللہ پاک جل مجدہٗ نے انہیں گہوارہ ہی میں گویا فرمایا تھا اور انہوں نے کہا تھا اِنّی عَبدُ اللّٰہِ آتَانِی الکِتابَ وَجَعَلَنِیْ نبِیًّا وجَعلَنِیْ مبارَکاً اینَ مَا کُنْتُ وَاوْصانِی بِالصَّلوٰۃ والزَّکَاۃِ مَادُمتُ حَیًّا وَبَرًّا بوالِدَتی وَلَم یَجعلنی جَبّاراً شَقِیاً وَالسّلامُ عَلَیَّ یومَ وُلِدتُّ ویومَ اَمُوتُ وَیومَ اُبعَثُ حَیًّا۔ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی نبی بنایا اور جہان میں ہوں برکت والا کیا۔ جب تک میں زندہ رہوں نماز اور زکوۃ نیز والدہ کے ساتھ سلوک کرنے کی وصیت کی اور مجھے جبار اور بدبخت نہیں بنایا اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مرونگا اور جس دن پھر جی جما کر کھڑا ہونگا۔

اے معتمد! جسے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا جاتا ہے اور جو شخص موت کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتا ہے وہ کبھی خدا نہیں ہوسکتا حضرت عیسیٰ نبینا علیہ السلام ایک ہمارے جیسے مکلّف بہ عبادت بندہ تھے مخلوق میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ایک ایسے خالق یکتا ہیں کہ انہوں نے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے دراصل تمہیں شیطان نے گمراہ کیا اور بولس نے حضرت مسیح علیہ السلام پر غیر حق بول کر تمہیں راہ حق سے ہٹا دیا ہم بھی تمہاری طرح صلیبوں کو بوسہ دیتے تھے تصویروں اور قربانی کی تعظیم کرتے تھے مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا

کہتے تھے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت میں دوسروں کو شریک کرتے تھے حتیٰ کہ ہمارے دل کی گہرائیوں میں شمع حق نے ضیاء پاشی کی حق ظاہر ہوا صداقت نے ہمارے لئے دروازے کھول دیئے اور ہم نے یہ اچھی طرح جان لیا کہ نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین و مذہب وہی واضح اور حق دین ہے کہ جس پر تمام انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے پس ہمیں باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے اسی دین مبین کے اتباع کی توفیق بخشی ہم نے اس کا اتباع کیا اور یہ جان لیا کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ کی روح اسکے کلمہ اس کے نبی اور مخلوق کی طرف اسکے ایک رسول ہیں اور بس اور یہی قول اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کا اپنی اس کتاب عزیز میں موجود ہے جو بطور خبر دینے کے انہوں نے اپنے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں **مَا الْمَسِیحُ ابنُ مریَمَ الاَّ رَسُولٌ قَد خَلَت مِن قَبلِہِ الرُّسُلُ وَاُمُّہٗ صِدِّیقَۃٌ کَانَا یَاکُلانِ الطَّعَامَ** مسیح ابن مریم نہیں ہیں مگر رسول ان سے پہلے بھی بہت رسول گذر چکے ہیں ان کی ماں صدیقہ ہیں دونوں (ماں بیٹے) کھانا کھایا کرتے تھے ہم یہ بھی کہا کرتے تھے اور ہمارا اعتقاد تھا کہ ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام نصرانی تھے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ہمارے اس عقیدے اور قول کی تکذیب بھی اپنی کتاب عزیز میں فرمادی چنانچہ فرماتے ہیں اور فرمانے والے کیا ہی بزرگ ہیں **مَا کَانَ اِبرھیمُ یَھُودِیاً وَلا نَصرانِیاً وَلٰکِن کَانَ حَنِیفاً مسلماً وَمَا کَانَ مِنَ المُشرِکین**۔ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ فرمانبردار مسلمان تھے اور نہیں تھے وہ مشرکین سے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے نبی پاک کے مذہب اور آپکی ملت کے اثبات اور حق ہونے میں اللہ پاک جل جلالہٗ اپنی کتاب عزیز و بزرگ میں فرماتے ہیں۔ **وَمَن یَبْتَغِ غیر الاسلامَ دِیناً فلَن یُقبَلَ منہُ وَھو فِي الاٰخِرۃَ مِنَ الخاسِرِین** اور جو شخص سوائے اسلام کے کسی دوسرے دین کی پیروی کریگا پس ہرگز نہیں قبول کیا جائیگا اس سے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں سے ہے اور اب یاد رکھو ہم یہاں تمہارے پاس اس غرض سے آئے ہیں کہ تم سے جہاد کریں ہاں اگر تم کلمہ پڑھ لو اور کہدو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا جزیہ دینا قبول کرلو تو پھر ہم تم سے کسی طرح کا تعرض نہیں کرینگے۔

حضرت یوقنا اور ملکہ کی فوج کی جنگ

کہتے ہیں کہ معتمد نے جس وقت آپکی یہ گفتگو سنی تو اپنی قوم سے مخاطب ہوکر کہنے لگا یہ لوگ جو تمہارے قتل کرنے۔ تمہارے ملکوں پر قبضہ جمانے، تمہارے مال چھیننے اور تمہارے عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے تمہارے پاس آئے ہیں انہیں آگے دھرلو لشکری اپنے سردار کا یہ حکم پاتے ہی چیختے چلاتے آپ اور آپکی فوج کی طرف بڑھے اور چاروں طرف سے گھیر کے آپ پر ایک دم ہلہ بول دیا آپ کی فوج نے بھی حملہ کا جواب دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے فلک شگاف نعرے لگائے گئے آگے بڑھ کر معرکہ کارزار میں شمشیر خارا شگاف کے جوہر دکھلانے لگے اور ایک گھمسان کا رن ڈالدیا قبطی دس ہزار تھے اور آپکی فوج کل چار ہزار اسلئے آپ ایک ایسے ابتلاء میں گرفتار ہوگئے کہ جس کی آپ میں طاقت نہیں تھی آپ کے ساتھی قتل ہی ہوئے اور زخمی بھی مگر پھر بھی قبطیوں کی تعداد قتل میں زیادہ رہی آپ اور آپکی فوج نے معرکہ کارزار میں نہایت صبر و استقلال کے ساتھ قدم جمائے رکھے لڑائی نے طول کھینچا اور اس وقت تک نہایت زور شور سے جنگ ہوتی رہی جب تک سورج اپنی کرنوں کو لئے اسے دیکھتا رہا آخر روز روشن اپنی روشنی کو ساتھ لے کے بھاگا اور ظلمت شب نے اسکی جگہ قبھائی دونوں لشکر جدا ہوئے اور ملکہ ارمانوسہ اس خوف و ہراس کو ساتھ لیکر جو اس نے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کی فوج کے رنگ ڈھنگ، کیفیت جنگ اور انکی ثابت قدمی و استقلال سے حاصل کیا تھا اپنے خیمہ کی طرف لوٹی۔

ملکہ ارمانوسہ کا مدد کیلئے باپ کو لکھنا

کہتے ہیں کہ ملکہ ارمانوسہ کو جس وقت جاسوسوں نے آکر حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قصہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصر کی طرف آنے کے متعلق خبر دی تھی تو اس نے اسی وقت ان دونوں باتوں کی اطلاع بذریعہ خط کے اپنے باپ کو کردی تھی اور اسی خط میں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ میرا ارادہ ان سے جنگ کرنے کا ہے آپ کمک روانہ کیجئے میں آپ کے جواب اور کمک دونوں کی منتظر ہوں قاصد سے اس نے یہ تاکید کردی تھی کہ بہت جلد اسکا جواب لائے۔

بادشاہ کا اپنے ارکان دولت سے مشورہ

کہتے ہیں کہ جس وقت بادشاہ کے پاس قاصد پہنچا تو اس نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر سلام کر کے وہ خط پیش کر دیا بادشاہ نے مہر توڑ کر اسے پڑھا اسکے بعد ارکان دولت کو جمع کر کے خط کا تمام مضمون دوہرایا حالات سے اطلاع دی اور کہنے لگا اس میں تمہارا کیا مشورہ ہے انہوں نے کہا حضور! ملکہ کے پاس کمک روانہ کیجئے اس کی مدد فرمایئے اور اسے تنہا نہ چھوڑیئے اس کے بعد اطراف بلاد میں دوسرے بادشاہوں کے پاس جیسے ملک بجاۃ اور شاہ برار ہیں ایلچی روانہ کر کے ان سے مدد طلب کیجئے امید ہے کہ وہ اپنے اپنے لشکروں کو آپکی کمک کے لئے روانہ کرینگے نیز اپنے گورنروں کے نام فرامین جاری کیجئے جیسے والی اسکندریہ اور صعید الاعلیٰ ہیں وہ اپنی اپنی فوج آپ کے پاس روانہ کر دینگے جس وقت آپ کے پاس کافی جمعیت ہو جائے اور یہ تمام لشکر جمع ہو کر آ جائے تو عربوں پر ایکدم سے جا پڑیئے اور انہیں اتنی مہلت ہی نہ دیجئے کہ وہ آپ کے ملک کی طرف للچائی ہوئی آنکھ سے دیکھ سکیں یا دوسرے ملکوں کی طرح کہ جن پر انہوں نے اپنا قبضہ جما لیا ہے اور جن پر وہ قابض ہو گئے ہیں یہاں آنے کی جرأت ہی کر سکیں۔

بادشاہ کی تقریر

بادشاہ نے کہا یا اہل دین نصرانیہ! اور اے بنی ماء معمودیہ! یہ یاد رکھو کہ بادشاہوں کو سیاست کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور یہ مجبور اور محتاج ہوتے ہیں سیاست کی طرف جو شخص اپنی عقل پر غالب ہو گیا وہ اپنی رائے اور تدابیر پر گویا غالب ہو گیا اور جب رائے اور تدبیر اس کے قبضہ میں آ گئی تو سمجھ لو حوادثات زمانہ سے اب یہ شخص بیخوف اور مامون اور مصؤن ہو گیا غلبہ کثرت سے کبھی نہیں ہوتا اور نہ فتح زیادہ آدمیوں سے ہوتی ہے بلکہ یہ مرہون ہے حسن تدبیر کی حسن تدبیر ہی سے ہمیشہ فتوحات حاصل ہوا کرتی ہیں خدا کی قسم ملک ہرقل بادشاہ روم کی فوجی طاقت ہم سے بہت زیادہ تھی اس کے ممالک محروسہ ہمارے ملک سے بہت زیادہ وسعت رکھتے تھے سامان رسد اور اسلحہ ہم سے کہیں زیادہ اس کے پاس تھے بادشاہان روم سے لیکر یونان

بلادخیوہ اوراندلس تک سے اس نے مدد طلب کی تھی نیز علاوہ دوسری سلطنتوں کے خود ہم سے بھی اس نے کمک حاصل کی تھی مگر باوجودان سب باتوں کے اس کی یہ تمام جمعیت قضاء وقدر کے مقابلہ میں کچھ نہ کرسکی اور وہ اپنے تقدیر کے پلہ کو ذرا بھی بھاری نہ کرسکا یہ تم خوب سمجھ لو کہ وہ آدمی کہ جسے باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے اپنے خطاب کے لئے مخصوص فرمایا ہے اور جو مکلّف اور روئے زمین پر تمام مخلوق الٰہی سے افضل واشرف ہے اس کی اصل دراصل عقل ہے اگر یہ اپنی عقل پر قادر ہو گیا اور اسے اس نے اپنے قبضہ میں کرلیا تو اس نے اپنے کام کو خود اپنے ہاتھ میں لے لیا لیکن اگر انسان یہاں تک نہیں پہنچتا اور اس کا کوئی کام سرانجام نہیں پاتا تو پھر یہ اپنے جہل پر راضی ہو جاتا ہے یہ بھی یادرکھو کہ انسان عقل کے ذریعہ ہی حکمت تک پرواز کرسکتا ہے حکیم یاسیوس کا قول ہے کہ حکمت چونکہ ارواح وقلوب کو قوی کرتی اور انہیں تقویت بخشتی ہے اس لئے اس کی سیڑھی بہت بلند اسکا طالب عقلمند اور اسکا تارک ذلیل وخوار ہے یہ یادرکھو کہ میں کسی خواہشات نفسانی یا ہواوہوس کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا بلکہ (باعتبار بادشاہ ہونے کے) مجھ پر فرض ہے کہ میں صحیح صحیح اور سچ سچ بات تمہارے سامنے کہدوں یہ تمہیں خود خبر ہے اور تم خود جانتے ہو کہ ہماری اس حریف قوم کے نبی محمدؐ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) جنہوں نے ہمیں ہمارے پاس ایک فرمان بھیج کے اپنے دین کی طرف دعوت دی تھی میں نے ان کے اسی فرمان اور والا نامہ سے ان کے دعویٰ کے صدق پر استدلال اور ان کے معجزات سے جولوگوں کے سامنے ان سے ظہور میں آئے ان کی سچائی معلوم کرلی تھی تم نے یہ خود سنا ہے کہ جس وقت وہ معبوث ہوئے تھے اور انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو جس شخص نے ان کا ذکر سنا تھا وہی لرزہ براندام ہو گیا تھا اوران کی دعوت کو قبول کرنیکے سوا اسے کوئی چارہ نظر نہیں آیا تھا مجھے ان کے بعض معجزات کے متعلق اطلاع پہنچی ہے مثلاً یہ کہ ان کے ایک اشارہ سے چاند دوٹکڑے ہو گیا آپ کی دعوت کو اس نے قبول کیا اور آپ کو سلام کیا دوسرے یہ کہ بکری کے دست کے بھونے ہوئے گوشت نے جس میں زہر ملا دیا گیا تھا آپ نے گفتگو کی اور کہا کہ یارسول اللہ آپ مجھے تناول نہ فرمایئے میرے اندر زہر ہے سوسمار (گوہ) اور پتھر نے آپ سے کلام کیا چوتھے درخت نے آپکو سجدہ کیا اوراس بات کی گواہی دی کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں پانچویں آپ آسمانوں پر تشریف لے

گئے چھٹویں پانی کی موجوں پر آپ چل پڑے یہ خوب سمجھ لو کہ سب سے پہلے انہیں کی قوم نے ان سے لڑائی مول لی تھی اور سب سے پہلے اسی نے انکی مخالفت کر کے دشمنی کا ثبوت دیا تھا اور سب سے اول اسی نے آپ کے قول کی تکذیب کی تھی اور وہ آپ ہی کی قوم تھی جس نے سب سے پیش پیش ہو کے آپ کی شریعت کو جھٹلایا تھا مگر دیکھو یہ قوم وہی قوم ہے کہ آج جس نے شام کو فتح کر کے دکھ دیا ہے جب اسے معلوم ہو گیا کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ بالکل حق ہے آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سرتاپا صدق ہے تو یہ قوم کے افراد آپ پر ایمان لے آئے آپ کی مدد کی اور آپ کے ساتھ ہو کر دوسروں سے جہاد کرنا شروع کر دیا اور اب جنہیں تم دیکھ رہے ہو کہ انہوں نے رومیوں کو ان کے ملک سے نکال دیا ہے ان کے شہروں قلعوں اور ہر چیز پر قبضہ کر لیا ہے تو یہ وہی تو ہیں اب ان سے نبٹ کر یہ تمہاری طرف بڑھے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک کریں جو تمہارے غیروں کے ساتھ کیا ہے مگر تم اب ان کے اس فعل کو بری نگاہ سے دیکھتے اور اپنے ذہن میں مکروہ خیال کرتے ہو حالانکہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے اور اللہ پاک کی ان حدود کو جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے قائم کرتے ہیں انکی کتاب میں دراصل ہے کیا وہی جو انجیل مقدس میں تھا مگر اصل میں تمہیں شیطان بولس نے بہکا دیا راہ حق سے منحرف کیا تمہیں دھوکے میں ڈالا تمہاری شریعت کو ایسے نام سے بدل دیا کہ جسکے وہ لائق نہ تھی تمہیں جادۂ حق سے علیحدہ کر دیا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے جو اپنی اس کتاب میں جو تمہارے نبی پر نازل فرمائی تھی تمہارے اوپر حرام کیا تھا اس نے اسے حلال کر دیا یہ تو ایک امر محال اور اندھی تقلید ہے کہ بولس کے کہنے کا تو اتباع کیا جائے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ اپنی اس کتاب میں کہ جس نے تمہارے نبی پر نازل کی تھی فرمایا تھا اسے چھوڑ دیا جائے حضرت عیسیٰ ابن مریم روح اللہ علیہ السلام سے یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ کے حکم کے خلاف ارشاد فرمائیں اور بولس کی کیا مجال ہے کہ وہ تم سے یہ کہدے کہ مسیح علیہ السلام نے مجھ سے خواب میں فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے لئے سور کا گوشت حلال اور ارتکاب معاصی کو خواہ وہ ظاہر ہو یا باطن درست کر کے اس کا حکم دیدیا ہے اور پھر تم اس کے اس قول کو صحیح سمجھ لو حاشا وکلا مسیح علیہ السلام نہ ایسا کر سکتے ہیں اور نہ ایسا کہہ سکتے ہیں دنیا میں آج

تک جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے وہ سب اسی طریقہ پر تھے جس پر جناب محمدؐ رسول اللہ مبعوث ہوئے ہیں۔ حکماء سابقین کے تمام اقوال بھی وحدانیت اللہ ہی کے متعلق ہیں چنانچہ حکیم دمویا ہی کو لے لو کہ جس نے ویر تراحیم بنا کر اس وقت سے آخر زمانہ تک کی آنیوالی امتوں کے لئے ایک مثال قائم کر دی تھی اور جس نے حکماء کی تصویریں بنائی تھیں اور ایک تصویر کے سر پر یونانی زبان میں یہ چار سطریں لکھ دی تھیں کہ اول مَن خَافَ الوَعیدَ سلاَ عَمَّا یُرِیدُ جو کوئی عذاب سے ڈریگا وہ اپنے ارادے میں بے خوف رہیگا۔ دوسری مَن خَافَ مِما بیَدیه صَار مَانِي یدیه جو شخص غائبانہ بات سے بھی ڈریگا تو جو کچھ اس کے قبضہ میں ہوگا وہ بھی اس سے جاتا رہیگا تیسری اِن کُنتَ تَطلبُ الُجَزِیل فلاتَنَم وَلاَ تَقُل اگر تو بزرگی کا خواہشمند ہے تو کم سو اور کم بول۔ چوتھی میں تھا بادِرُ قَبلَ نَزُوُلِ مَا تُحَاذِر جس چیز سے تو ڈرتا ہے اس کے آنے سے پہلے احتیاط کر لے۔ جن لوگوں کے ایسے اقوال ہوں پھر بھلا وہ ان کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں یہ اقوال بھی دراصل مذہب محمدؐیہ کے فرائض میں سے ایک فرض ہے ارکان دولت اور اعیان سلطنت نے جب مقوقس کی یہ تقریر سنی تو اس سے برہم ہو کر سب نے گردنیں جھکا لیں۔

کہتے ہیں کہ مقوقس والی مصر نے اس تقریر کرنے سے پہلے ہی اپنی حفاظت وصیانت کیلئے اپنے غلاموں، نوکروں اور پاسبانوں سے عہد لے لیا تھا اور ایک ہزار ہتھیار بند سپاہی کھڑے کر لئے تھے کہ میری تقریر سن کر کوئی شخص مجھے کسی قسم کا گزند نہ پہنچا سکے کیونکہ اسے ملک ہرقل والی روم کے متعلق معلوم ہو چکا تھا کہ جس وقت اس نے اپنے بطارقہ سرداروں اور ارکان سلطنت کے سامنے اس قسم کی تقریر کر کے انہیں نصیحت کی تھی تو وہ بھڑک کے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اسکے قتل کا ارادہ کر لیا تھا۔

ملکہ ارمانوسہ کے نام بادشاہ کا جوابی خط

تقریر کرنے کے بعد مقوقس اپنے وزیر کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میری بیٹی کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ دے کہ تو اس قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آ اس کے افراد کو امان دے اور انہیں میرے پاس روانہ کر دے تا کہ ان کا دل خوش ہو۔ میں انہیں خلعت دونگا وہ ہمارے ساتھ رہیں گے اور ہمارے دشمنوں اور ان لوگوں سے جو ہمارے ملک کا قصد

کرینگے وہ ہماری طرف سے مقابلہ کیا کرینگے اس مضمون سے بادشاہ کا مقصد یہ تھا کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے ہمراہی قبطیوں کے ہاتھ سے رہائی پا جائیں کیونکہ یہ جانتا تھا کہ مسلمان حق پر ہیں بہرحال وزیر نے ملکہ ارمانوسہ کے نام اسی مضمون کا خط لکھ کے قاصد کے سپرد کیا اور اسے تاکید کر دی کہ حتی المقدور جلد پہنچے۔

بادشاہ کا خط حضرت یوقنا رحؒ کے پاس

کہتے ہیں کہ قاصد خط لیکر نہایت سرعت کے ساتھ چلا آفتاب جنگ کا نظارہ کرتا کرتا ابھی ابھی شفق کی طرف گیا ہی تھا حرب وضرب کی جھنکار کم ہوگئی تھی اور دونوں طرف کے بہادر خون میں غسل کر کے ابھی آرام کرنے کے لئے خیموں میں پہنچے ہی تھے کہ یہ ملکہ ارمانوسہ کے دربار میں پہنچا زمین بوس ہوکر سلام کیا اور وہ خط پیش کر دیا اس نے ہاتھ میں لیکر معتمد کی طرف جھکایا اور اس نے کھول کر اسے پڑھنا شروع کر دیا جب یہ اس کا تمام مضمون سن چکی تو معتمد کے ہاتھ میں سے لیکر پھر پہلے کی طرح اسے ملفوف کر کے خادم کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اسے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے جائے خادم سر اطاعت خم کر کے مسلمانوں کی طرف بڑھا اور لشکر میں پہنچ کر اسے آپ کے سپرد کر دیا آپ نے اسے کھول کر پڑھا اور خادم کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ تم ملکہ سے جا کر کہدو کہ ہم بادشاہ کی تحریر پر پہلے غور وفکر کرلیں۔ جس وقت خادم چلا گیا تو آپ اپنے اکابر دوستوں کی طرف متوجہ ہو کے فرمانے لگے خدا کی قسم اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس بادشاہ کے دل پر سے غفلت کا پردہ اٹھا لیا ہے اور جو حق ہم پر ظاہر ہوا تھا وہ اس پر بھی ظاہر ہوگیا ہے اب اس میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے انہوں نے کہا آپ جو کچھ فرمائیں ہم بسر وچشم حاضر ہیں آپ نے کہا اچھا آپ حضرات آرام کریں میں رات بھر سوچ لوں صبح کو جیسا کچھ سمجھ میں آئیگا کہہ دوں گا یہ تمام حضرات اپنے اپنے خیموں میں لوٹ گئے اور آپ تنہا رہ گئے۔

حضرت عمرو بن عاص رضؓ کا قاصد حضرت یوقنا رحؒ کے پاس

جب رات کی تاریکی نے آپ کے سامنے سیاہی کی چلمن ڈالدی قبطیوں کے لوٹ

جانے اور لڑائی کے موقوف ہونے سے اطمینان قلب ہو گیا تو آپ نے اپنی فوج کے سپاہی کو تاکید کر دینے کے بعد کہ ممکن ہے قبطی غداری کر جائیں اس لئے ہوشیار رہیں فوراً ان نمازوں کی نیت باندھ لی جو لڑائی کی وجہ سے فوت ہو گئی تھیں۔ ابھی آپ نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ آپ کے خیمہ میں اچانک ایک شخص داخل ہوا اول تو آپ گھبرائے مگر پھر دل کو ڈھارس دے کے نماز پوری کرنے لگے وہ شخص آپ کے مصلی کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا آپ نے اسے اپنے پاس کھڑا دیکھ کے نماز مختصر کی اور سلام پھیر دیا اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کے اسے غور سے دیکھا اور پہچان لیا کہ حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ آپ نے انہیں پہلے جنگ انطاکیہ میں جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یہ وہاں بطور قاصد کے آئے تھے دیکھا تھا آپ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا ایھا الشیخ! کیا بات ہے کیسے تشریف لائے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اسلئے روانہ کیا تھا کہ وہ مصر پر فوراً فوج کشی کر دیں اب حضرت امیر المسلمین عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے آپ کے پاس اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں آپ کی خیر و عافیت معلوم کر کے انہیں اسکی اطلاع دیدوں آپ نے کہا وہ اس وقت کہاں تشریف فرما اور خیمہ زن ہیں انہوں نے فرمایا آپ کے پاس ہی زیادہ سے زیادہ تین چار کوس کے فاصلے پر بلکہ اس سے بھی کم۔ آپ نے ان سے تمام سرگذشت بیان کی اور ملکہ ارمانوسہ کی کیفیت بیان کر کے کہا آپ فوراً لوٹ جایئے اور امیر المسلمین سے کہد یجئے کہ آپ بہت جلد یہاں تشریف لے آئیں۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کا قرمہ پہنچ کر قبطیوں کو شکست دینا

حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نہایت سرعت کے ساتھ پہنچے اور عرض حال کر دیا آپ نے تمام سامان بار برداری مال و اسباب ساحل اور روم کی غنیمت وہیں چھوڑی۔

حضرت عامر بن ربیعہ عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دیکر ان کی حفاظت پر مامور کیا اور خود تمام فوج لیکر رات ہی کو چل پڑے طلوع فجر کے وقت وہاں پہنچے تو تمام قبطیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے اللہ اکبر کے فلک شگاف آوازوں سے زمین و آسمان کو گونجا دیا تلواریں میان سے کھینچ لیں اور قبطیوں کی فوج کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا آفتاب ابھی بلند نہیں ہونے پایا تھا کہ مسلمانوں کا علَم فضائے آسمانی میں پھریرے اڑانے لگا۔

ملکہ ارمانوسہ کی گرفتاری۔

ایک ہزار سے زیادہ قبطی تلوار کی نظر ہوئے ایک خلقت کثیر گرفتار ہو کر پا بجولان نظر آئی باقی مصر کی طرف بھاگ پڑے بیحد مال و اسباب ڈیرے اور خیمے مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور ملکہ ارمانوسہ بھی مع اپنی خواصوں، لونڈیوں، کنیزکوں اور غلاموں کے گرفتار ہو گئی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے آپکو سلام کیا اور آپکی خیر و عافیت پر آپکو مبارک باد دی مسلمانوں نے اپنے خیمے ایستادہ کر کے وہیں پڑاؤ کیا اور بیحد مال غنیمت حاصل کر کے اس پر قابض ہو گئے حضرت عمر بن ربیعۃ عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسلمانوں کے اہل و عیال اور مال غنیمت کے ہمراہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی آ گئے۔

حضرت عمرؓ کا خطاب اور ارمانوسہ کو اس کے باپ کے پاس بھیجنا

کہتے ہیں کہ جب مسلمان قبطیوں پر قابض ہو گئے ملکہ ارمانوسہ مع اپنی خواصوں مال و اسباب کے گرفتار ہو گئی اور تمام مسلمان اپنے اپنے خیمے نصب کر کے ان میں آرام کرنے لگے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکابر صحابہ یعنی حضرت یزید بن ابوسفیان، ہاشم بن سعید طائی، قعقاع بن عمرو تمیمی، خالد بن سعید سہمی، عبداللہ بن جعفر طیار اور صفوان وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کر کے ان سے فرمایا یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باری تعالیٰ جل مجدہٗ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں هَل جَزَاءُ الاحسانِ الّا الاِحسانُ کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے انہوں نے کہا اس سے آپ کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا یہ تو آپکو معلوم ہی ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس بادشاہ کو توفیق بخشی تھی اور اس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عریضہ لکھ کر اس کے ساتھ کچھ ہدایا بھی روانہ کئے تھے لہذا ہم پر ایک استحقاقی فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنے مولا وآقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا معاوضہ اور بدلہ دیدیں۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں اور میری رائے میں یہ انسب واولیٰ ہے کہ میں بادشاہ کی بیٹی کو مع اس کے مال واسباب، کنیزوں اور غلاموں کے جو ہم نے غنیمت میں حاصل کئے ہیں بادشاہ کے پاس بھیج دوں یاد رکھو ہم ایک ایسی قوم کے افراد ہیں جو اپنے نبی کی سنت پر مرمٹنا ہی اپنے لئے باعث فخر سمجھتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے ارحموا عزیز قوم ذل وغنی قوم افتقر کہ اگر کسی قوم کا سردار ذلیل ہو جائے یا کسی قوم کا دولت مند فقیر ہو جائے تو تم اس پر رحم کھاؤ۔ تمام حضرات نے آپکی رائے کو پسند کیا اور کہا جیسا حکم ہو ہم بسر وچشم اطاعت کرنے کو موجود ہیں آپ نے فوراً حضرت قیس بن سعید[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ملکہ ارمانوسہ کو مع اسکے مال واسباب وغیرہ کے بعزت تمام اسکے باپ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت قیس کا ارمانوسہ کو لے کر بادشاہ کے پاس پہنچنا

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تو یہ ہو رہا تھا ادھر بقیۃ السیف قبطی جب ہزیمت کھا کے مصر میں پہنچیں تو اکابر قوم بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور تمام کیفیت سے اسے مطلع کیا جب اس نے لشکر کی ہزیمت سپاہیوں کے قتل اور اپنی بیٹی کی گرفتاری کے متعلق سنا تو سخت صدمہ ہوا سوچتا رہا کہ کیا کرے اس کی نیت عربوں سے لڑنے کی نہیں تھی ابھی یہ تدبیر کی الجھنوں میں الجھا ہوا ہی تھا کہ ایک مبشر نے آکر اسکی لڑکی مال واسباب خواصوں کنیزوں اور غلاموں کے آنے کی بشارت دی اس سے اسکی کلفتوں میں کسی قدر کمی ہوئی خوشی نے دل میں گھر کیا اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں کی قوم فاتح ہے یہ ضرور فتح کر کے رہے گی۔

---

[1] ایک نسخہ میں قیس بن سعد ہے ۱۲ منہ

حضرت قیسؓ کی بادشاہ مصر سے گفتگو

ملکہ ارمانوسہ جب قصر شاہی میں داخل ہو چکی تو بادشاہ نے حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں بلانے کے متعلق حکم دیا جس وقت آپ دربار میں تشریف لائے تو بادشاہ نے آپکی نہایت تعظیم وتکریم کی وزراء اکابر دولت اور ارکان سلطنت بادشاہ کے پاس ملکہ ارمانوسہ کی واپسی اور خیریت پر تہنیت اور مبارک باد دینے آئے تھے بادشاہ ان سب کے سامنے حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس غرض سے کہ یہ آپکی گفتگو سنیں اور اس سے ان کے قلوب پگھل جائیں مخاطب ہوا یہ تمام حضرات حضرت قیس کی طرف دیکھ رہے تھے اور آپ کے لباس کو دیکھ دیکھ کر تعجب کر رہے تھے بادشاہ نے آپ سے کہا عربی بھائی! آپ کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا قیس بادشاہ نے کہا کیا آپ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ اور ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے آپ کے سامنے ہی جہاد کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں بادشاہ نے کہا آپ اپنے نبی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق مجھے خبر دیجئے کہ آپ کیسے گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے آپ نے فرمایا گرے پچکلیان پر آپ کے پاس اسی صفت کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام مرتجل تھا بادشاہ نے کہا عربی بھائی! میں نے سنا تھا کہ آپ محض اونٹ اور گدھے ہی پر سوار ہوتے تھے گدھا چونکہ قبطیوں کے نزدیک ایک کمینہ جانور ہے اس لئے بادشاہ نے حضرت قیس کی کسر شان کیلئے یہ کلمات استعمال کئے تھے آپ نے فرمایا اللہ پاک جل جلالہ، وعم نوالہ نے اونٹ کو مکرم ومشرف فرمایا ہے جس وقت اسے حکم دیا کہ ہو جا تو وہ فوراً ہو گیا نیز اونٹنی کو ایک بڑے پتھر[1] سے پیدا کیا۔

اور عرب کے لئے مخصوص فرمایا دوسروں کو محروم رکھا چونکہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اسے مبارک پیدا کیا ہے وہ قانع، صابر، پورے بوجھ کا اٹھانے والا، کٹھن راستوں میں چلنے والا اور اگر پانی نہ ملے تو اس تک پر صبر کرنیوالا جانور ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوا کرتے تھے اللہ پاک عزوجل نے اپنی کتاب عزیز میں اس کا ذکر کیا ہے وَعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یاتینَ مِن کُلِ فَجٍ عمیقٍ کہ پتلے دُبلے اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز

---

[1] غالباً حضرت صالح علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲ منہ

راستوں چلے آتے ہیں نیز فرماتے ہیں وَالبُدْنَ جَعَلنَا هَا لَكُمُ مِن شعَآئِرِ اللهِ کہ ہم نے اونٹ کو تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے اسلام کا سب سے پہلا معرکہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس میدان میں تشریف لائے غزوۂ بدر ہے اس میں آپ کے ساتھ محض ایک سو آبکش اونٹ اور دو گھوڑے تھے جس میں سے ایک پر حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے پر حضرت مصعب بن عمر تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے قریش کی تعداد باوجودیکہ ہم سے بہت زیادہ تھی مگر ہم نے ان کا مقابلہ کیا اور اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انہیں ہزیمت دیدی وہ بھاگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ، مرثد بن ابومرثد حلیف حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بطور فخر یہ ان کا تعاقب کیا مقوقس نے کہا تو کیا اچھا وہ گدھے پر سوار نہیں ہوتے تھے آپ نے کہا ہاں اس گدھے پر جسے تو نے بطور ہدیہ کے آپکی خدمت بابرکت میں روانہ کیا تھا بلکہ آپ اپنے پیچھے اس پر اپنے دوست حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بٹھلالیا کرتے تھے اس گدھے کا پالان[1] اور مہرہ[2] درخت خرما کے پوست کا بنا ہوا تھا۔

اے قبطی بادشاہ! آپکی عادات شریفہ میں سے تھا کہ آپ خود ہی اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے کرتا اگر پھٹ جاتا تھا تو اس میں آپ ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور گدھے پر بغیر کسی کی مدد کے خود بخود سوار ہو جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے مَن رَغِبَ عَن سُنَّتی فَلَيسَ مِنّي جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے آپ کے پاس سوتی قسم کا ایک ایسا کُرتا تھا جو آپ کے اونچا آتا تھا آستینیں اسکی چھوٹی چھوٹی تھیں اور جس میں گھنڈی تک لگی ہوئی نہ تھی ایک حلہ (بردیمانی) ذیرِدو نے آپ کے پاس ہدیہ میں بھیجا تھا جسے اس نے تینتیس ۳۳ اونٹوں کے بدلے میں خریدا تھا وہ آپ نے محض ایک دفعہ استعمال کیا ایک جبہ شام سے ہدیہ میں آپ کے پاس آیا تھا اسے آپ نے اس قدر استعمال میں رکھا کہ وہ بالکل پھٹ گیا دو موزے بھی آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ نے انہیں یہاں تک استعمال کیا کہ

---

[1] یہ اکاف کا ترجمہ ہے۔ [2] یہ خطام کا ترجمہ ہے خطام اگرچہ لگام کو کہتے ہیں مگر گدھے کے لگام نہیں دیتے بلکہ اسکے منہ پر جو رسی باندھتے ہیں اسکو مہرہ کہتے ہیں۔

5 وہ بوسیدہ ہو گئے ایک چادر آپ کے پاس ایسی تھی جسکا طول چار گز اور عرض اڑھائی گز کا تھا آپ اسکو ہمیشہ استعمال فرمایا کرتے تھے نیز آپ کے پاس[1] ایک اونی ریشمی کپڑا تھا۔

جس وقت آپکی خدمت میں کوئی وفد حاضر ہوتا تو آپ اس کو زیب بدن فرما کر اس سے ملاقات کرتے لوگوں میں آپ نہایت فصیح اور شیرین کلام واقع ہوئے تھے جب آپ کوئی کلام فرماتے تھے تو اسے تین دفعہ کہا کرتے تھے کسی قوم کے پاس سے جب آپ کا گزر ہوتا تھا تو آپ خود سلام کیا کرتے تھے بات کرنے میں ہمیشہ خندہ پیشانی اور تبسم کو ملحوظ رکھتے تھے دوستوں کے مجمع میں سے جب آپ اٹھنے کا ارادہ فرمایا کرتے تھے تو آپکی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوجایا کرتے تھے **سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک**. ہم نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کلمات تو آپکی عادت ثانیہ بن گئے ہیں آپ نے فرمایا مجھے جبریل[2] علیہ السلام نے ان کے متعلق ایسی ہی تلقین کی ہے۔ اے بادشاہ! یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپکی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک چادر اور ایک ازار جو دونوں موٹے کپڑے کی بنی ہوئی تھیں ہمارے پاس لیکر آئیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو کپڑوں کے اندر انتقال فرمایا ہے۔

امت محمدیہؐ کے بارے میں بادشاہ کی پادری کو تنبیہ

بادشاہ نے کہا خدا کی قسم انبیاء علیہم السلام کے یہی اخلاق ہیں بشارت ہے اس شخص کو جس نے آپ کا اتباع کیا آپ ہی کی امت وہ امت ہے جسکی انجیل میں تعریف آئی ہے جو اشخاص اس وقت بادشاہ کے پاس حاضر تھے ان میں ایک پادری بھی تھا اس نے کہا بادشاہ تجھے بشارت ہو اس امت سے زیادہ افضل اللہ کے نزدیک جو امت ہے وہ ہم ہیں بادشاہ اس کے اس قول سے بہت برہم ہوا اور کہنے لگا تم کس وجہ سے اللہ کے نزدیک افضل ہو گئے

---

[1] یہ خز کا ترجمہ ہے عربی میں خز ریشمی کپڑے کو بھی کہتے ہیں اور اون وریشم سے ملا کر جو بنایا جائے اسکو بھی کہتے ہیں اس لئے یہ دوسرا ترجمہ کر دیا گیا۔ [2] ایک نسخہ میں یہ ہے کہ زادنی بھن جبریل کہ جبریل علیہ السلام نے میری زیارت انہیں کلمات ہی کی وجہ سے کی ہے ۱۲ منہ

آیا حرام کے کھانے سے یا معاصی کے ارتکاب سے برے افعال کے کرنے سے یا اچھے کاموں کے رکنے سے رعیت پر ظلم کرنے سے یا دنیا کو پیٹ میں بھرنے سے تم ایسے کہاں ہو اور ایسی قوم کے افراد بننا تمہاری قسمت میں کب لکھا ہے جیسی قوم پر کہ اسکندر کا گذر ہوا تھا اس نے دیکھا نہ اس میں کوئی بادشاہ ہے نہ قاضی نہ اپنے کسی دوسرے بھائی سے کوئی مالدر ہے کہ اسے دوسروں کی نظروں میں خصوصیت ہو نہ کوئی فقیر کہ وہ اس کی وجہ سے حقیر ہو ہر ایک بات اور ہر چیز میں سب مساوی ہیں کھانا ہے تو سب کا ایک اور پینا ہے تو سب کا ایک لباس ہے تو سب کا یکساں اور پہناوا ہے تو سب کا ایک طرح کا نہ کوئی دوسرے کی ضد کرتا ہے نہ برائی بھلائی بلکہ آپس میں نہایت محبت اور خلوص کی زندگی بسر کرتے ہیں اسکندر نے اسے نہایت تعجب کی نظر سے دیکھا عقلمندوں اور اکابر قوم کے پاس جا کر جو کچھ تعجبات سے دیکھا تھا اس کے متعلق ان سے استفسار کیا اور نہایت غور و خوض کے ساتھ جواب کو سننے لگا انہوں نے کہا نیک بخت بادشاہ! ہم نے ایک کھوپری (جمجمہ) پڑی دیکھی تھی جس پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے اے آدم کے بیٹے! تیری امید نے تجھے باز رکھا حتیٰ کہ تو نیک کام اور اچھے عمل سے خالی ہاتھ رہ گیا تیری موت نے جلدی کی تو قبر کی طرف گیا اور دوستوں نے تجھ پر مٹی ڈالدی اب تو اکیلا رہ گیا اور جو کچھ پہلی کمائی تھی وہ سامنے آ گئی اگر وہ اچھے اعمال تھے تو تجھے خوش کر دیا اور اگر بُرے کرتوت تھے تو تجھے ندامت اٹھانی پڑی اور ایسی کہ جو بالکل بے سود تھی اب تو نے پھر چاہا کہ میں دنیا میں لوٹ جاؤں تا کہ عمل نیک جو پہلے کرنے سے رہ گئے تھے ان کو اب کر کے تلافی کر دوں یہ سوچ کے قبر اکھاڑنے کیلئے تو نے بہتیرے ہاتھ پیر مارے مگر افسوس کہ تو پھر دنیا میں کسی طرح نہ لوٹ سکا پس بشارت ہے اس مرد زیرک اور عقلمند کے لئے کہ جس کے پاس نہ سستی آ کر ٹپکتی ہے نہ غفلت تو اپنی تقصیر اور خطا پر دو آنسو گرانے سے پہلے وہاں کچھ زادراہ بھیج دے جہاں جا کر کوئی چیز واپس نہیں آتی اور وقت نکل جانے سے قبل نیکی کی طرف قدم اٹھالے اپنی حیات مستعار کو موت کے آنے سے پیشتر غنیمت سمجھ لے اور اپنی زندگی کو ایسی خیال کرلے گو یا وہ موت کے چنگل میں پھنس کر ہر چیز کو حسرت بھری نظر سے دیکھ کر جدا ہو رہی ہے۔

اے بادشاہ! ہم نے ان کامل واکمل اور عمدہ نصیحتوں سے عبرت حاصل کی انہیں عمل کے لئے اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور ان پر اچھی طرح کاربند ہو گئے اسکندر نے کہا اس کی کیا وجہ ہے کہ تمہاری مسجدیں بہت دور اور قبرستان بہت قریب ہیں انہوں نے کہا کہ مسجدیں اس لئے دور تعمیر کی گئیں ہیں کہ ان کی طرف جتنے زیادہ قدم اٹھا کر چلیں گے اجر وثواب زیادہ ہو گا اور قبریں اس واسطے قریب واقع ہیں کہ انہیں دیکھ دیکھ کر ہمیشہ موت کی یاد تازہ کرتے رہیں تاکہ گناہوں سے بچیں اسکندر نے دریافت کیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ تمہارے گھروں کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں کبھی بند نہیں ہوتے انہوں نے کہا اس لئے کہ ہمارے ملک میں کوئی چور نہیں جس کا ڈر ہو اسکندر نے کہا اچھا اس کا کیا سبب ہے کہ تم میں نہ کوئی حاکم ہے نہ امیر انہوں نے کہا اس واسطے کہ ہمارے اندر کوئی شخص ظالم و جابر نظر نہیں آتا اسکندر نے کہا تم میں مجھے کوئی فقیر اور غریب آدمی بھی دکھلائی نہیں دیا انہوں نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے ہمارے صغیر وکبیر اور ہر چھوٹے بڑے کو برابر روزی تقسیم کی ہے اس کے بعد انہوں نے بڑی بڑی دو کھوپریاں نکال کر اسکندر کو دکھلائیں اور کہا بادشاہ ! تو ان میں سے کونسی کھوپری کو پسند کرتا ہے ان میں سے یہ کھوپری ایک ظالم شخص کی ہے اور یہ عادل شخص کی اور یہ دونوں کے دونوں ایک ہی منزل کی طرف اور ایک ہی جگہ چلے گئے ہیں انہیں نہ انکی کسی تدبیر نے کام دیا نہ ان کی فوج اور لاؤلشکر نے انہیں فائدہ پہنچایا ہاں عادل شخص وہاں خوش وخرم اور فرحان ہے اور ظالم نادم و پشیمان متقی اپنی مراد کو پہنچ گیا اور شقی محروم رہ گیا اے بادشاہ تو جو کچھ دیکھ رہا ہے موت سے پہلے اس سے سبق حاصل کر لے کیونکہ تو ان کھوپریوں کے بعد ان سے عبرت حاصل کرنے کے لئے آیا ہے اے بادشاہ! تو بہت سی قسمتوں کا مالک ہے تیرے ہاتھ میں بلندی وپستی اور دنیا کے نشیب وفراز واقع ہوئے ہیں اللہ پاک نے زمین پر تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ عقل وفرض کو کام میں لائے اور انہیں استعمال میں رکھے تو آخرت اور قبر کو ہمیشہ یاد رکھ اور یہ سمجھ لے کہ جب تیری روح اس قفس عنصری سے علیحدہ ہوگی تخت سے اتر کو تختہ پر سوار ہو کے مٹی کے اندر سوئے گا تو نہ

تجھے اس وقت یہ تیری فوج کام دیگی نہ لاؤ لشکر شیطان اور اس کے احکام کو چھوڑ دے اور رحمٰن کو پکڑ کر اس کے منہیات سے اجتناب کر ایسا نہ ہو کہ شیطان تجھے چکمہ دیکے رحمان سے علیحدہ کر دے اور تو گناہوں کا ایک انبار اپنے سر پر رکھ کر مالک حقیقی کے دربار میں حاضر ہو اے بادشاہ! تو اس قصہ کو یاد کر جو شیطان نے تیرے باپ آدم کے ساتھ کیا تھا کہ اس نے ایک مکر کا جال بچھا کر ایک دانہ گندم کے لالچ میں انہیں پھانس لیا تھا۔

اُمت محمدیہ کی فضیلت پر حضرت قیس کی گفتگو

حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بادشاہ! کیا تو جانتا ہے کہ وہ (نصیحت کرنیوالے) کون لوگ تھے بادشاہ نے کہا مجھے خبر نہیں آپ نے فرمایا وہ لوگ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی قوم کے مومن تھے اللہ جل جلالہٗ نے قرآن شریف میں ان کی خبر اس آیت میں دی ہے **ومن قوم موسیٰ امة یھدون بالحق وبه یعدلون** کہ موسیٰ کی قوم میں سے ایسی جماعت ہے جو حق کی طرف ہدایت کرتی اور اسی پر انصاف کرتی ہے۔ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم جب شب معراج میں آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے تو آپ نے اس قوم کو دیکھا تھا جب آپ مراجعت فرما ہوئے تو آپ اسی قوم کے پاس سے ہو کر گزرے اور ہمیں اسکی خبر دی ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ قوم اس[1] پر بھی ایمان لائی ہے۔

جو آپ پر نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا ہاں اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اس قوم کو یہ بتلا دے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس سے بھی زیادہ افضل ہے چنانچہ اس امت کی شان میں فرمایا کہ **وممن خلقنا امة یھدون بالحق وبه یعدلون** کہ اور ان لوگوں میں سے کہ جنہیں ہم نے پیدا کیا ایک ایسا فرقہ ہے جو حق کی طرف راہ بتاتا اور اسی پر انصاف کرتا ہے۔

مقوقس نے کہا عربی بھائی! اب تم اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ جاؤ جو کچھ یہاں دیکھا اور سنا ہے ان سے بیان کر دو اور ہمارے تمہارے مابین جو کچھ قرار پائے اس کے منتظر

---

[1] ایک نسخہ میں ہے قوم ہذا یومنون بالخیر کیا یہ قوم نیکی کی ساتھ ایمان لائی ہے مگر یہ یہاں مناسب نہیں معلوم ہوتا اسلئے اسکا ترجمہ نہیں کیا ۱۲ منہ

رہو آپ نے فرمایا بادشاہ! یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ جنگ یقینی ہے اگر کوئی چیز ہماری دو دم تلواروں سے نجات دلا سکتی ہے تو وہ اسلام ہے یا جزیہ ورنہ پھر لڑائی جو کچھ بھی فیصلہ کر دے اس نے کہا میں تمہارے مطالبات ابھی اپنی قوم کے سامنے پیش کروں گا مگر مجھے یقین ہے کہ وہ انہیں ہرگز منظور نہ کریگی کیونکہ حرام کھاتے کھاتے اس قوم کے قلوب بہت سخت ہو گئے ہیں۔

شاہِ مصر کا ایک معمول

محمد بن اسحاق اموی بسلسلہ راویوں کے حضرت سلیمان بن یحیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کی یہ ہمیشہ سے عادت تھی اور یہ ایک بہت بہتر اور عمدہ طریقہ اس نے اپنے لئے مقرر کر رکھا تھا کہ جس وقت رمضان شریف کا چاند دکھلائی دے جاتا تھا تو وہ رعیت اور ارباب دولت سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایک مکان کے اندر جو اس نے اسی غرض سے بنا رکھا تھا خلوت نشین ہو جایا کرتا تھا ارکان سلطنت سے ملنا چھوڑ دیتا تھا اور سوائے ان خادموں کے جو اسے کھانا کھلاتے اور پانی پلایا کرتے تھے اور کوئی شخص اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا رمضان شریف جس وقت گذر جاتے تھے تو پھر باہر آ کر سر براۓ مملکت ہو جاتا تھا۔

حضرت قیسؓ کی واپسی

حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس وقت اس کی یہ گفتگو ہوئی ہے شعبان کا آخیر ہفتہ اور رمضان شریف کی آمد آمد تھی حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس سے رخصت ہو کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کچھ بادشاہ سے گفتگو ہوئی تھی اسے دوہرایا۔

ولیعہد کا بادشاہ کو قتل کرانا

اور بادشاہ چاند دیکھتے ہی اپنے اس خلوت کے مکان میں داخل ہو گیا بادشاہ کا میلان اسلام کی طرف تھا اور عربوں سے کسی طرح لڑنا نہیں چاہتا تھا خلوت میں چلے جانے کے بعد اس کا ولی عہد ارسطولیس اسکی جگہ تخت پر بیٹھا یہ شخص نہایت جابر ظالم اور باطل کی حمایت کرنے والا تھا اپنے باپ کی گفتگو جو حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی سن کر سمجھ گیا تھا کہ باپ

کا میلان اسلام کی طرف ہے وہ کسی طرح عربوں سے لڑنا نہیں چاہتا اور بہت جلد مسلمان ہو کر اپنا ملک ان کے حوالے کرنیوالا ہے اس نے ارباب دولت اور اکابر قبط کو فوراً جمع کیا اور ان سے کہنے لگا کہ یہ تمہیں معلوم ہے کہ طوفان نوح (علیہ السلام) کے بعد سے یہ ملک تمہارے قبضہ میں ہے اب میرا باپ یہ چاہتا ہے کہ وہ اسے عربوں کے سپرد کر دے عربوں کے سفیر سے اسکی جو گفتگو ہوئی ہے اسے سنکر میں نے تو یہی اندازہ کیا ہے اور میں فقط اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے انہوں نے کہا سلطنت تیرے قبضہ میں ہے تو اس کا ولیعہد ہے اسکے بعد مملکت کی قسمت کی باگ دوڑ تیرے ہی ہاتھ میں ہوگی۔ اس لئے جس طرح تو مناسب سمجھے اور اپنا فائدہ رعیت کی فلاح اور ہمارا سود و بہبود جس میں تجھے نظر آئے وہ کام کر یہ کہہ کر وہ تو چلے گئے اور اس نے اپنے باپ کے مار ڈالنے کا عزم بالجزم کر لیا۔

کہتے ہیں کہ جو شخص بادشاہ کو پانی پلایا کرتا تھا یہ اسکے پاس گیا اسے ہزار دینار دیئے کچھ جاگیر عطا کرنے کا وعدہ کیا اور اس بات پر قسم لے کے اسے آمادہ کر لیا کہ وہ بادشاہ کو زہر دیدے گا چنانچہ اس نے پانی میں زہر ملا کر بادشاہ کو پلا دیا بادشاہ زہر پیتے ہی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا زہر دینے والے نے ارسطولیس کو اسکی خبر دی یہ باپ کی نعش پر آ کر اول تو رویا پھر خادموں کو حکم دیا کہ اسی شاہی لباس میں بادشاہ کو دفنا دیا جائے جو اسکے بدن پر موجود ہے اسکے بعد اس زہر پلانے والے اور بادشاہ کے ان تمام خادموں کو جو اس خلوت میں اسے کھلایا پلایا کرتے تھے قتل کرا دیا اور یہ تمام کام خفیہ خفیہ کر کے اپنی معمولی عادت کے موافق جیسے کہ ہر سال رمضان شریف کے مہینہ میں اپنے باپ کی جگہ بیٹھ جایا کرتا تھا تخت سلطنت پر متمکن ہو گیا اور رعایا میں سے کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو سکی کہ بادشاہ مر گیا ہے۔

حضرت عمروؓ کی مصر کی طرف پیش قدمی

کہتے ہیں کہ ادھر تو یہ قصہ تھا ادھر جب حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جا کر بادشاہ کی تمام گفتگو سنائی اور حالات سے مطلع کیا تو آپ نے یہ ارادہ کر لیا کہ اگر اسلام یا ادائے جزیہ سے انکار کیا گیا تو مصر کا محاصرہ کر لیا جائے گا اور جنگ چھیڑ دی جائیگی چنانچہ آپ نے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم فرمایا اور ایک موضع میں جس کا

نام قلیوب تھا پڑاؤ کیا وہاں سے آپ نے اطراف و جوانب کے گاؤں والوں کے پاس قاصد روانہ کیا ان کے دلوں کو اطمینان دلایا اور کہلا بھیجا کہ تمہارے لئے امان ہے تم کسی قسم کا خوف و ہراس نہ کرو نہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگو رسد کے متعلق جو کچھ غلہ اور چارہ تم لوگ دو گے اسی پر قناعت کر لی جائیگی اور وہی کافی ہوگا دیہات والوں نے آپ کی اس بات کو قبول کر لیا۔

مصر کا محاصرہ

آپ نے فوج کو آگے چلنے کا حکم دیا اور عین مصر کے قریب جو مجری[1] الحصا مقام تھا وہاں فوج کو ٹھہرایا فوج کے دیکھتے ہی مصر والوں میں ایک اضطراب پھیل گیا شہر بھر جنبش میں آ گیا تشویش پیدا ہو گئی اور شور و غوغا ھر چہار طرف ہونے لگا لوگ دکانیں بند کر کے گھروں میں چلے گئے دروازے بند کر لئے اور ہر ایک اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب بچانے کی غرض سے اپنے اپنے دروازوں پر مسلح ہو کر بیٹھ گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحر الحصا میں پڑاؤ کر کے یمنی عربوں اور ان کے غلاموں کو لشکر کے چہار طرف خندق کھودنے کا حکم دیا انہوں نے تعمیل حکم کی خندق کھودی گئی دیہات والے رسد لیکر حاضر ہوئے اور اس طرح مصر کے محاصرہ کا استحکام حسب خواہش انجام کو پہنچ گیا۔

ولیعہد کی طرف سے ایلچی بھیجنے کا پیغام

لشکر کچھ دنوں محاصرہ کئے پڑا رہا مگر مصر سے نہ کوئی قاصد آیا نہ وہاں کی کوئی خبر ملی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ مصر کے پاس ایلچی روانہ کیا جائے چنانچہ آپ کے پاس ایک غلام تھا جو رملہ سے آپ کے ہاتھ لگا تھا وہ قبطی زبان جانتا تھا آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا وردان! تو چونکہ قبطی زبان جانتا ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ تجھے ایلچی بنا کر والی مصر کے پاس روانہ کر دوں تو ان سے یہ ظاہر نہ کرنا کہ میں رملہ کا باشندہ ہوں اور بادشاہ کو جانتا ہوں اس نے کہا آقا میں جناب کے حکم کا منتظر ہوں جو حکم ہو بجا لانے کے لئے بسر و

---

[1] ایک نسخہ میں بحر الحصا ہے ۱۲ منہ

چشم حاضر ہوں میں جناب کے حکم کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نہیں نکال سکتا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارادہ ہی کر رہے تھے کہ خط لکھ کر وردان کو دے کے بادشاہ کے پاس روانہ کریں کہ اچانک ایک قبطی خندق کے کنارے پر آ کے عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ کہنے لگا یا معاشر العرب! ولیعہد یعنی بادشاہ کا بیٹا ارسطولیس یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے یہاں سے ایک ایلچی اس کے پاس بھیجو تا کہ وہ اپنے مطالبات پیش کرے ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ ہمارے تمہارے مابین صلح و آشتی کا دروازہ کھول دیں یہ سن کر ایک عربی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دوڑا ہوا گیا اور جو کچھ سنا تھا آپ سے بیان کر دیا آپ نے حضرت یزید ابن ابوسفیان، ہاشم بن سعید طائی عبداللہ بن جعفر طیار، نعمان بن منذر، سعید بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جو آپ کے پاس اسوقت موجود تھے فرمایا شاہان روم کی طرز گفتگو اور ان کے کلام سے جو کچھ اندازہ ہوتا ہے وہ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں میری رائے میں میری طرح ان سے کوئی شخص گفتگو نہیں کر سکتا میں چاہتا ہوں کہ میں خود جاؤں اس قوم کو دیکھوں اس کی قوت کا جائزہ لوں اس کے حالات پر نظر ڈالوں بادشاہ سے ملوں جس طریقہ اور انداز ہ سے گفتگو کرے اسی لب ولہجہ سے میں اسے مخاطب کروں اور یہ دیکھوں کہ اسکا کیا عندیہ ہے مجھے امید ہے کہ میں اس طریقہ سے ان کے حالات معلوم کرنے میں کامیاب ہو جاؤنگا انہوں نے کہا ایہا الامیر! اللہ عزوجل آپ کو آپ کے ارادہ میں کامیاب فرمائیں اور راستہ کو آسان ہم نے سوائے مسلمانوں کی بہبودگی ان کی فلاح و اصلاح اور ان کے مصالح کے غور وفکر کے علاوہ کبھی آپ کو کسی اور کام کے اندر مستغرق نہیں دیکھا اگر جناب کی رائے میں آپ ہی کا وہاں جانا مصلحت اور مسلمانوں کی بہتری اور خیر خواہی کے متقاضی ہو تو اللہ جل جلالہٗ توفیق عطاء فرمانے والے ہیں تشریف لے جایئے اور جو کچھ قضا وقدر دکھلائے دیکھ آیئے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے فوراً حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کے اپنے عہدہ کا چارج ان کے سپرد کیا اور فرمایا تاوقتیکہ میں اس بادشاہ اور اسکی قوم

کے حالات نیز ان کا عندیہ معلوم کر کے نہ لوٹوں تم اس وقت تک برابر میری جگہ کام کرنا حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت بہتر ہے آپ تشریف لیجایئے اللہ پاک عزوجل آپکی رہنمائی فرمائیں اور مقصد میں کامیاب کریں۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا بادشاہ کے پاس تشریف لے جانا

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صوف کے جبہ کے اوپر ملک شام کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا زیب بدن کیا تلوار حمائل کی گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے غلام وردان کو ساتھ لیکر مصر کی طرف چل پڑے شہر مصر کے چاروں طرف نہ فصیل بنی ہوئی تھی اور نہ کوئی خندق کھود رکھی تھی جو آمد رفت میں مانع ہوتی البتہ تمام شہر دروازوں کے ذریعہ سے مامون و مصئون کیا گیا تھا جس وقت آپ شہر کے قریب پہنچے تو تمام دروازوں پر سوار اور پیدل افواج کو کھڑا دیکھا وردان آگے بڑھا اور قبطی زبان میں ان سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے قوم! یہ عربوں کے ایلچی ہیں جو تمہارے پاس آئے ہیں انہیں راستہ دیدو انہوں نے کہا بادشاہ کے حکم کے بغیر ہم کسی شخص کو اندر داخل نہیں ہونے دیں گے یہ گفتگو ابھی ہو ہی رہی تھی کہ ارسطولیس کا وہی ایلچی جو پہلے مسلمانوں کے پاس آ چکا تھا اچانک آ گیا اور کہنے لگا کہ انہیں راستہ دیدیا جائے انہوں نے یہ سنتے ہی راستہ چھوڑ دیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ مع اپنے غلام کے آگے بڑھے بادشاہ کا قاصد ان کے ساتھ ساتھ تھا قصر شمع کی طرف یہ حضرات چلے جا رہے تھے جس وقت اسکے قریب پہنچے تو اچانک انکی نگاہ اٹھی چیدہ لشکر اکابر دولت اور اعیان سلطنت سامنے کھڑے دکھلائی دیئے جو تمام نہایت شان وشوکت تزک واحتشام اور فخریہ لباس میں ملبوس تھے زرہ، جوشن اور لوہے کے عمود زیب بدن تھے ہاتھوں میں چلوں پر چڑھی ہوئی کمانیں تھیں اور مصری لشکر نے حتی المقدور زیب وزینت حشمت وشوکت دکھلانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔

تلوار اُتار کر جانے سے انکار

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ محل کے دروازہ پر پہنچ گئے تو

حاجب نے ارسطولیس سے آپ کے لئے اندر آنے کی اجازت چاہی بادشاہ نے آپ اور آپ کے غلام دروان کے لئے اجازت دیدی بادشاہ کے خدام باہر آئے اور آپ سے التجا کی کہ گھوڑے سے نیچے اتر آئیں آپ گھوڑے سے اتر کر جس وقت اندر تشریف لے جانے لگے تو خدام[1] نے آپکی حمائل شدہ تلوار کو نکالنا چاہا آپ نے فرمایا کہ میں بغیر تلوار کے اندر نہیں جا سکتا۔

اگر تمہارا بادشاہ چاہتا ہے کہ میری گردن سے میری تلوار اتر وائے تو میں جیسا آیا ہوں اسی طرح اپنے خیمے کی طرف واپس چلا جاؤنگا میں ایک ایسی قوم کا فرد ہوں جسے اللہ عزوجل نے اسلام سے عزت ایمان سے نصرت اور تلوار کے ذریعہ تائید اور رحمت بخشی ہے اسی سے ہم نے شرک والوں کا شرک توڑا اور بڑے بڑے طاغوتیوں کو ذلیل کر کے رکھ دیا اس وقت تم نے ہی ہمیں یہاں آنے کی دعوت دی تھی ہماری بالکل خواہش نہ تھی کہ ہم تمہارے پاس آئیں بادشاہ کو اسکی اطلاع کی گئی اس نے کہا وہ جس طرح چاہیں چلے آئیں آپ اور آپ کا غلام دروان اندر داخل ہوئے ارسطولیس تخت پر بیٹھا ہوا تھا خدام ادب سے دست بستہ سامنے تھے غلام دائیں بائیں اس حیثیت سے صف بستہ تھے کہ ہاتھ تلواروں کے قبضوں پر رنگین ریشمی قبائیں بدنوں پر مرصع پٹکے کمروں پر اور سونے کے کنگن ہاتھوں میں جس وقت آپ نے انہیں اس حلیہ سے ملاحظہ کیا تو آپ ہنسے اور یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی **فما اوتیتم من شیٔ فمتاع الحیوۃ الدنیا وما عند اللہ خیر وابقی للذین آمنوا وعلی ربھم یتوکلون.** پس جو چیز تم کو دی گئی ہے سو وہ دنیا کی زندگی کی منفعت کے لئے ہے اور جو اللہ کے یہاں ہے اچھا اور باقی رہنے والا ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

شاہ مصر کے محل کی تاریخ

کہتے ہیں کہ اس محل کو ملک ریان بن ولید بن ارسلاوس کہ جس نے عزیز مصر کے بعد حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کو خلیفہ کیا تھا بنایا تھا اس کے بعد پھر یہ پانچ سو برس ویران

---

[1] ایک نسخہ میں یہ ہے کہ آپ نے گھوڑے سے اترنے سے بھی انکار کر دیا اور سواری پر ہی آپ اندر تشریف لے گئے واللہ اعلم ۱۲ منہ

رہا حتیٰ کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہا زاں بعد مصر کی بادشاہت فرعون تک پہنچی اس نے جو کچھ دعویٰ کیا وہ سب کو معلوم ہے اس نے پھر اس قصر کی بنیاد ڈالی اور جس شان وشوکت کا یہ مکان تھا اس کو پھر از سر نو ایسا ہی تعمیر کیا موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے آپ کے ہاتھ سے فرعون ہلاک ہوا اور وہ محل پھر خراب ہو گیا اور اس وقت تک خراب پڑا رہا کہ عیسی علیہ السلام مبعوث ہوئے آپکی دعوت روئے زمین پر منتشر ہوئی آپ کے ساتھ جو کچھ سلوک ہوا وہ اظہر من الشمس ہے آخر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے آپکو آسمانوں پر اٹھالیا آپکی اُمت چند فرقوں پر منقسم ہوگئی اور انہوں نے جو کچھ جھوٹ اور افترا پردازی کی خوب طرح عیاں ہے۔

ارجالیس کے دور میں اسلام کے غلبہ کی علامتوں کا قیام

اب مصر پر ملک ارجالیس بن مرقالیس قابض ہوا اس نے نہایت احسن طریقہ پر پھر اس محل کو جیسا کہ وہ پہلے تھا بنوایا اور چونکہ وہ شمع سے کبھی اور کسی وقت خالی نہیں رہتا تھا اس لئے اس کا نام قصر شمع رکھا جب یہ محل بن کر تیار ہو گیا تو اس نے شہر اخمیم کے تمام حکماء کو جن میں سب سے بڑا عالم حکیم فریانس تھا جمع کیا اور ان سے کہنے لگا ایہا الحکماء میں نے اکثر ان کتابوں کو جو اللہ پاک عز وجل نے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں پڑھا ہے ان میں لکھا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ آخر زمانہ میں ایک ایسے نبی عربی مبعوث فرمائینگے جن کا قول سچا، دین حق، اخلاق عمدہ، شریعت طاہر ومطہر اور ظاہر واظہر ہوگی عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ان کے نزول اور آمد آمد کی بشارت دی ہے آپ حضرات اس کے متعلق کیا خیالات رکھتے ہیں حکیم فریانس نے کہا آپ نے کتب سابقہ میں جو کچھ پڑھا اور اس وقت بیان کیا ہے وہ بالکل سچ اور سرتاپا صحیح ہے کبھی نہیں ٹل سکتا ایسا ضرور ہو کر رہے گا بادشاہ نے کہا ایسا ہو کر تو ضرور رہے گا لیکن اگر کوئی شخص بعد میں اسکی مخالفت کرے تمام حکیموں نے متفقہ آواز سے کہا ہاں مخالفت تو ضرور ہوگی حکیم فریانس نے کہا بادشاہ! میں چاہتا ہوں کہ سائنس اور حکمت کے ذریعہ سے ایک تصویر بنا کر تیرے اس محل کے اوپر اس طریقہ سے رکھوں کہ اس تصویر کا رخ تیرے بڑے کنیسہ ویربالیس کی طرف اور اس کے قریب رہے (کہتے ہیں کہ اس بادشاہ نے ایک کنیسہ

بنا کراس کا نام ویربالیس یعنی بیت العبادۃ رکھا تھا) نیز ایک دوسری تصویر بنا کراس کنیسہ کے اوپر رکھوں اوراس کا منہ اس تصویر کی طرف کردوں جو تیرے محل پر ہوگی جس وقت ان نبی عربی کے مبعوث ہونے کا وقت ہوگا تو ہر تصویر اپنے مقابل سے منہ پھیر لے گی اور جس وقت وہ مبعوث ہو جائینگے تو وہ تصویر جو کنیسہ کے اوپر رکھی ہوئی ہوگی اپنے منہ کے بل گر پڑے گی اور اے بادشاہ یہ اچھی طرح جان لے کہ یہ مقام (یعنی یہ کنیسہ) اس قوم کے عبادت کرنیکی جگہ ہو گی جو آپ کا اتباع کریگی۔ اوراسی قوم کے سبب انکی شریعت کا قیام ہوگا۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ سن کر حکیموں کو انعام دیا اور انہوں نے اسی طریقہ پر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تصویروں کا بنانا شروع کیا۔

تصویروں کا منہ پھیرنا اور گرنا

جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ہر تصویر نے دوسری تصویر کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کنیسہ کے اوپر والی تصویر بھی اوندھے منہ جا پڑی یہی کنیسہ آجکل جامع مسجد کی شکل میں ہے جو تصویر قصر کے اوپر رکھی گئی تھی یہ منہ پھیر کر اس وقت تک کھڑی رہی کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصر شمع میں داخل ہوئے آپ کے داخل ہوتے ہی اس تصویر سے ایک سخت ہیبت ناک آواز آئی اور وہ بھی اوندھے منہ گر پڑی بادشاہ اورارباب دولت کانپ اٹھے اور سب کے دل دہل گئے قبطی زبان میں کہنے لگے کہ اس شخص کے داخل ہوتے ہی اس تصویر کا گرنا کوئی معمولی امر نہیں بلکہ کسی بڑے امر آنے کا پیش خیمہ معلوم ہوتا ہے بلاشک یہ شخص ہماری مملکت کی جڑیں اکھاڑ کر رکھ دے گا اور ہمارے شہروں پر قابض ہو جائے گا۔

حضرت عمروؓ کی بادشاہ اور وزراء کو نصیحت

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت قصر کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے بادشاہ کی حشمت اس کے ارباب دولت اوران کی ظاہری زیب و زینت پر نظر ڈالی شاہی آداب بجالائے اور تلوار کو اپنے زانو پر رکھ کر بادشاہ کے سامنے بیٹھ گئے قصر شاہی چونکہ سونے اور چاندی سے آراستہ اور رنگا رنگ نگینوں سے پیراستہ تھا آپ نے اسے

دیکھ کر اللہ پاک جلالہٗ کا یہ کلام پڑھنا شروع کیا ولولا ان یکون الناس اُمة واحدہ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضة ومعارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابواباً وسرراً علیھا یتکؤن وزخرفا وان کل ذلک لما متاع الحیوۃ الدنیا والآخرۃ عند ربک للمتقین یعنی اگر نہ ہوتا کہ لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ان لوگوں کے واسطے جو رحمان کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھت کو سونے کی کر دیتے اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر کمر لگاتے ہیں سونا کر دیتے اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگانی کی منفعت کے لئے ہے اور آخرت تیرے رب کے یہاں متقیوں کیلئے ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا تمہارا حشر ننگے بدن اور ننگے پیر ہوگا اور یہ آیت پڑھی کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ بنایا ہے اسی طرح پھر لوٹا ئینگے وعدہ ہے اوپر ہمارے تحقیق ہم اسکو ضرور ہیں کرنے والے اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم جو کچھ تم کرتے ہو قیامت کے دن ضرور تم سے اس کے متعلق سوال ہوگا اس خدا سے ڈرو جس کے پاس تمہیں ایک دن ضرور جانا ہے یاد رکھو دنیا زوال اور فنا کی جگہ ہے اصل رہنے کی جگہ آخرت ہے کیا تم نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کے متعلق نہیں سنا کہ آپ کا لباس بالوں کا بنا ہوا کپڑا ہوتا تھا بستر کے بجائے پتھر اور چراغ کی جگہ محض چاند کی روشنی تھی اور بس میں نے اپنے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ پاک جل جلالہٗ نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی یا عیسی لخ علی نفسک فی العتمات وعا بتھا فی الخلوۃ وسارع الی الصلوۃ واستعمل الحسنات وتجتنب السیأۃ وابک علی نفسک بکاء من ودع الاھل والاولاد واصبح وحیداً فی البلاد وکن یقظاناً اذا نامت العیون خوفاً من امرلا بدان یکون یعنی اے عیسیٰ راتوں[1] کو اپنے نفس پر نوحہ کرو اور خلوت میں اسے جھڑکو نماز کی طرف جلدی چلو نیکیوں کو عمل میں لاؤ برائیوں سے پرہیز کرو جس طرح آدمی اپنے اہل وعیال سے

---

[1] ایک نسخہ میں بجائے عتمات کے فلوات ہے یعنی جنگلوں میں اپنے نفس پر رویا کرو ۱۲ منہ

جدا ہونے کے وقت روتا ہے اسی طرح تم اپنے نفس پر روؤ شہروں میں تن تنہا پھرو اور جس وقت تمہاری آنکھیں سو جائیں اس بات کے خوف کی وجہ سے جو ضرور ہونیوالی ہے تم جاگتے رہو۔ پس جب حضرت عیسی علیہ السلام باوجود روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہونے کے اس طرح ڈرائے گئے تو بندۂ ضعیف اور مکلّف کی کیا حقیقت ہے یاد رکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں سب سے اول جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ یہ تھے انی عبداللہ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جب وہ خود عبودیت کا اقرار فرماتے ہیں تو آپ لوگ کیوں خواہ مخواہ ان کی نسبت ربوبیت کا اعتقاد رکھتے ہیں اللہ عزوجل پاک اور منزہ ہیں مشارکت سے متصف ہیں وحدانیت سے اور معزز ہیں القاب الاہیت سے اور کیا ہی عزیز و بے مثل ہے اس قول کا قائل ما اتخذ اللہ من ولد ولایشرک فی حکمہ احدا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا نہ اس کے حکم میں کوئی شریک ہے۔ یاد رکھو اللہ جلالہٗ پاک و بے نیاز ہیں دوستی اور اولاد سے شرکت اور اضداد سے نہ ان کا کوئی ہم نشین ہے نہ دبیر نہ ان کا کوئی شریک ہے نہ وزیر ان کی اولیت کے لئے ابتداء ہے نہ آخریت کی انتہا نہیں اگرچہ کوئی مکان حاوی نہیں مگر وہ ہر جگہ بغیر حلول کے اس کے اندر موجود ہیں وہ مجسم نہیں ہیں جو مس کئے جاسکیں اور نہ جوہر ہیں جو حس میں آسکیں ان کی تعریف نہ سکون سے ہوسکتی ہے نہ حرکات سے۔ نہ حلول سے کر سکتے ہیں نہ کیفیات سے بلکہ وراء الوراء ہیں وہ کمیات سے اور منافع و مضرات سے قرآن شریف میں ہے ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبداالقدا حصاھم وعدھم عداو کلھم آتیہ یوم القیمۃ فردا کہ نہیں ہے کوئی آسمان وزمین میں جو رحمٰن کا بندہ ہو کر نہ آئے تحقیق اس نے احاطہ کیا ہے ان کو اوروں کے شمار کو گن رکھا ہے اور ہر ایک اس کے پاس قیامت کے دن اکیلا آئے گا۔

بادشاہ کے سوالات اور حضرت عمروؓ کے جوابات

بادشاہ[1] نے کہا اے عربی کیا یہ تمہارے یہاں بھی مسلم ہے کہ مسیح علیہ السلام نے گہوارہ میں بات کی آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا کہ یہ ایک ایسی فضیلت ہے کہ مسیح علیہ السلام کو تمام

---

[1] ایک نسخہ میں ہے وزیر نے کہا ۱۲ منہ

انبیاء علیہم السلام سے مخصوص کرتی ہے آپ نے فرمایا مسیح علیہ السلام کے علاوہ اور لڑکوں نے بھی گہوارہ میں بات چیت کی ہے اس نے کہا کس کس نے آپ نے فرمایا جریج[1] اور اخدود کے ساتھیوں نے بادشاہ نے کہا وہ کس طرح آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک شخص تھا۔

ایک روز وہ اپنے صومعہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آ کے اسے پکارنے لگی اس نے کہا اے میرے پروردگار! میں نماز پڑھ رہا ہوں اور میری والدہ مجھے آواز دے رہی ہے یہ کہہ کر وہ پھر نماز میں مشغول ہو گیا اور اسے کچھ جواب نہ دیا وہ چلی گئی اگلے روز پھر آئی، اور اسے بلانے لگی اس نے پھر وہی الفاظ کہے اور نماز میں مشغول ہو گیا وہ پھر چلی گئی تیسرے روز آ کر پھر آواز دینے لگی اُس نے پھر وہی الفاظ دوہرائے اور کچھ التفات نہ کیا اُس کی ماں نے کہا الہا العالمین جب تک یہ کسی امر بد کا منہ نہ دیکھ لے اور کسی منحوس امر سے اسے واسطہ نہ پڑے اس وقت تک اسے موت کے پنجہ میں گرفتار نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں اس کی عبادت و ریاضت کے چرچے ہونے لگے اسی زمانہ میں بنی اسرائیل کے اندر ایک زانیہ فاحشہ عورت تھی جس کا حسن زبان زد عوام ہو رہا تھا اس نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم کہو تو میں تمہیں اس کی آزمائش کرادوں چنانچہ ایک دن اس نے اس کے پاس جا کر خود کو اس کے آگے پیش کر دیا مگر اس نے اسکی طرف بالکل التفات نہ کیا یہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو اسی صومعہ کے قریب رہتا تھا اور زنا کی خواہش کی اس نے اس سے زنا کیا جس سے اسے حمل رہ گیا وضع حمل کے بعد اس نے لوگوں سے کہا کہ یہ بچہ جریج کے نطفہ سے ہے اور اس نے مجھ سے زنا کیا تھا لوگ یہ سن کر صومعہ میں گھس گئے اور اسے مارتے ہوئے صومعہ سے باہر نکال لائے اس نے کہا آخر میری کیا خطا ہے جو تم میرے ساتھ اس طرح پیش آ رہے ہو انہوں نے کہا تو نے اس فاحشہ کے ساتھ زنا کیا ہے اور اس نے اسی زنا کے نتیجہ میں ایک بچہ بھی جنا ہے اس نے کہا اس بچے کو میرے پاس لے آؤ یہ اس بچہ کو اس کے پاس لے کر گئے اس نے کہا اچھا اسے ذرا تھوڑی سی دیر لئے رہو میں نماز پڑھ لوں وہ اسے لئے رہے اس نے نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگی پھر اس بچہ کے پاس آ کے اپنا ہاتھ اس بچہ

---

[1] ایک نسخہ میں یوسف علیہ السلام کے ساتھی کا بھی لفظ ہے ۱۲ منہ

کے پیٹ میں چھبویا اور کہا اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے اس نے کہا فلاں چرواہا یہ سن کر بنی اسرائیل جریج کے بے حد معتقد ہو گئے بوسہ دیا تعظیم و تکریم کی اور اس سے برکت حاصل کرنے لگے اور کہا اگر آپ فرمائیں تو ہم آپ کے صومعہ کو سونے اور چاندی کا بنوادیں اس نے کہا نہیں بلکہ جیسا یہ پہلے مٹی کا بنا ہوا تھا اسی طرح اسے پھر تعمیر کر دو چنانچہ انہوں نے اسے پھر از سر نو بنوا دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے بادشاہ! دوسرا قصہ اس طرح ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے لڑکے کو بیٹھی دودھ پلا رہی تھی کہ ایک خوبصورت اور نوجوان شخص گھوڑے پر سوار ادھر سے گزرا اسے دیکھ کر وہ کہنے لگی الٰہی میرے لڑکے کو بھی ایسا ہی بنائیو لڑکے نے فوراً پستان منہ سے چھوڑ دی اور کہا الٰہی مجھے ایسا نہ بنانا یہ کہہ کر پھر پستان منہ میں لے لی اور دودھ پینے لگا (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ گویا میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں اور آپ اس لڑکے کے دودھ پینے کی کیفیت اپنے کلمہ کی انگلی کو دہن مبارک میں رکھ کر اور اسکو چوس کر بیان فرما رہے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم قدر حسنہ و جمالہ) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تھوڑی سی دیر میں وہیں سے ایک لڑکی بھی گذری جسے چند آدمی مارتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے اور وہ لڑکی کہتی جاتی ہے کہ **حسبی اللہ ونعم الوکیل** کہ مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے اسے دیکھ کر اس عورت نے کہا الٰہی میرے لڑکے کو ایسا نہ بنائیو اس لڑکے نے پھر اپنی ماں کا پستان چھوڑا اور کہا الٰہی مجھے ایسا ہی بنانا اس وقت اسکی ماں نے اس سے کہا کہ ایک خوبصورت شخص جس وقت یہاں کو گذرا اور میں نے خداوند تعالیٰ سے تیرے لئے اس جیسا ہونے کی دعا مانگی تو تو نے اس کے خلاف خدا سے آرزو کی اس کے بعد ایک ایسی لڑکی آئی جسے لوگ مارتے جاتے اور زنا اور چوری کو کہتے جاتے تھے تو میں نے خداوند جل جلالہٗ سے یہ دعا کی کہ الٰہی میرے لڑکے کو ایسا نہ کرنا تو تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ دعا کی کہ مجھے اس جیسا ہی بنائیو اس نے کہا ہاں وہ مرد ظالم تھا میں نے دعا کی الٰہی مجھے اس جیسا نہ کرنا اور اس لڑکی نے نہ زنا کیا تھا نہ چوری اس لئے میں نے کہا الٰہی مجھے بھی اسکی مثل بنانا۔

ملک ارسطولیس نے کہا عربی بھائی! کیا کبھی اللہ پاک جل مجدہٗ نے تمہاری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کوعربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں بھی گویا کیا ہے آپ نے کہا نہیں اور اسکی خبر قرآن عزیز میں بھی موجود ہے فرماتے ہیں **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم فيضل الله من يشاء ويهدى من يشاء** ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی قوم کی زبان کے ساتھ تا کہ ان کے آگے کھول کر بیان کرے پس اللہ جسے چاہے گمراہ کرتے ہیں اور جسے چاہے ہدایت دیتے ہیں ارسطولیس نے کہا کیا اللہ جل جلالہٗ نے تمہارے نبی عربی کے سوااور بھی کوئی نبی عرب میں بھیجا ہے آپ نے کہاہاں ہود، صالح، شعیب اور لوط[1] علیہم السلام کو۔

ایک وزیر کے سوال کا جواب

کہتے ہیں کہ بادشاہ کا وزیر جو بہت بڑا حکیم تھا اور جس کا نام قیطس یعنی بحرالعلوم تھا اور دیرعدس (ایک کنیسہ کا نام ہے) کا راہب تھا اور ملک ارسطولیس بن مقوقس نے شاہی تخت پر بیٹھتے ہی اسے کنیسہ سے بلا کر اپنا وزیر بنالیا تھا اور علم نجوم کا ایک بہت بڑا ماہر تھا آپ سے کہنے لگا ستاروں اور ان کی تاثیر کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا ستارے چونکہ مامور اور محکوم ہیں ان سے خدمت لیجاتی ہے اس لئے نہ ان میں تاثیر ہے نہ کسی قسم کا حکم جو اپنے اور دوسرے کیلئے کرسکیں ہاں یہ ضروری ہے کہ ہم ان کے منازل معلوم کریں کیونکہ قمر کے لئے یقیناً ایک منزل ہے جس کی طرف وہ جاتا ہے اللہ پاک جل جلالہٗ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے متعلق ہمیں خبر دی ہے **والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم** اور چاند مقرر کردی ہیں ہم نے اسکی منزلیں یہاں تک کہ ٹوٹتا ہے وہ مثل ٹہنی پرانی کے۔ اور منزلیں وہی بارہ برج ہیں حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت اور ستارے سات ہیں زحل، مشتری، مریخ، قمر، شمس، زہرہ، عطارد جو شخص ان کی قطع اور تاثیر کا قائل ہو گیا یادرکھو وہ ہماری ملت اور شریعت سے روگردانی کر کے علیحدہ ہو گیا قطع اور تاثیر کے معنی یہ ہیں کہ ستارہ جب اپنی تاثیر کے ساتھ قطع (مسافت)

---

[1] ایک نسخہ میں لوط نہیں ہے ۱۲ منہ

کرتا ہے تو یہ یقینی امر ہو جاتا ہے کہ بارش ہو اور دنیا میں گرانی یا ارزانی کا دور دورہ ہو جائے اور یہ ایک ایسا علم ہے کہ عالم الغیب جل مجدہٗ نے اپنی مخلوق سے کسی کو اس پر مطلع نہیں فرمایا ہاں جب ستارہ کسی دوسری ستارے سے مقارن یا مقارب ہو جاتا ہے تو یہ احتراق اور انعکاس کا سبب ہو جاتا ہے اور صاحب ستارہ پر اس احتراق اور انعکاس کا اثر پڑتا ہے یہ کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا اسی واسطے ہمارے آقا و مولیٰ مخبر صادق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من صدق کاھناً اومنجماً فقد کفر بما جاء به ابو القاسم محمد** کہ جس شخص نے کاہن یا نجومی کی تصدیق کی اس نے ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیز (شریعت) کے ساتھ کفر کیا (یعنی شریعت مصطفوی کا انکار کیا) اور فرماتے ہیں اذا نشاءت سامیۃ یعنی سحابۃ فتلک غدیقۃ یعنی جس وقت شام کی طرف سے بادل اٹھیں تو بارش ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت ملک شام کی طرف سے مدینہ منورہ میں بادل آئیں تو برسینگے ایسے ہی بجلی کے متعلق مشہور ہے جب یمن کی طرف سے چمکتی ہے تو کہتے ہیں ہذا برق خلب یعنی یہ بجلی بارش سے خالی ہے اور اسی واسطے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اصبح من الناس مؤمن و کافر فمن قال برحمة الله مطرنا فهو مؤمن بالله کافر بالکواکب ومن قال بالکواکب الفلانی مطرنا فهو کا فر بالله مؤمن بالکواکب** یعنی بعض شخص مؤمن اور کافر ہو کر صبح کرتے ہیں جس شخص نے کہا کہ ہم اللہ پاک کی رحمت کے طفیل پانی دیئے گئے ہیں تو وہ اللہ کے ساتھ ایمان لانے والا اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس شخص نے کہا کہ ہم فلاں ستارے کی وجہ سے پانی دیئے گئے ہیں تو وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے اس کے بعد آپ نے قران شریف کی یہ آیت پڑھی **ان الله عندهٗ علم الساعة وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان الله علیم خبیر**، تحقیق اللہ پاک کے نزدیک ہے قیامت کا علم اور نازل کرتے ہیں بارش کو اور جانتے ہیں جو کچھ رحموں میں ہے اور نہیں جانتا ہے کوئی نفس کہ کیا کریگا کل کو اور نہیں جانتا ہے کوئی نفس کہ کونسی زمین مریگا تحقیق اللہ پاک ہیں جاننے والے اور خبر رکھنے والے۔

دربار ہی میں حضرت عمروؓ کو گرفتار کرنے کا منصوبہ

کہتے ہیں کہ جس وقت ملک ارسطولیس کے وزیر قیطس نے آپکی حاضر جوابی، طرز گفتگو اور فصاحت و بلاغت دیکھی تو بادشاہ سے قبطی زبان کہنے لگا ایہا الملک ! یہ بدوی نہایت شیر دل اور فصیح زبان ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں ان کا سردار اور اس فوج کا جو ہمارے مقابلہ کے لئے یہاں پڑی ہوئی ہے یہی شخص کمانیر اعظم ہے اگر آپ نے اسے گرفتار کر لیا تو اسکی تمام فوج ہزیمت کھا کر بھاگ جائیگی کہتے ہیں کہ آپ کا غلام دروان وزیر کی یہ گفتگو سن رہا تھا بادشاہ نے کہا یہ نہایت غیر مناسب ہے ایلچی سے دغا کرنا اور خصوصاً جبکہ ہمیں نے اسے بلایا ہو آئین جہانبانی کے سراسر خلاف ہے دروان نے آپ سے کہا نہ معلوم میں اس وقت آنجناب کو خوف زدہ کیوں دیکھ رہا ہوں کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ملک ارسطولیس آپکو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے آپ اس کی امان میں ہیں یہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا کہتے ہیں کہ جس وقت آپ نے دوران کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو آپ اس کا اصل منشاء سمجھ گئے اور یہ معلوم کر لیا کہ دروان مجھے ہوشیار کرنا چاہتا ہے چنانچہ آپ چوکنے اور مستعد ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے آپکو ہوشیار کر لیا۔

بادشاہ سے مذاکرات

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے آپ سے کہا برادر عربی! یہاں آنے اور ہمارے شہروں پر فوج کشی کرنے سے آپ کا کیا منشاء ہے، ہم معمولی طاقت وقوت کے نہیں ہیں کہ ہر شخص ہمیں لقمہ تر سمجھ کر چٹ کر جائے ہماری طرف آج تک جس کسی بادشاہ نے بھی لشکر کشی کی ہمیشہ منہ کی کھا کر بھاگا ہم نے قوم نوبۃ و بجاۃ[1] کو اپنی مدد کے لئے بلایا ہے

وہ یقیناً ہماری کمک کرینگے بلکہ میں تو گویا انہیں یہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان کے سامنے ہو اور وہ بالکل ہماری طرف متوجہ ہو رہے ہیں آپ نے فرمایا ہم ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں ہم ایک ایسی قوم کے افراد ہیں جو فوجوں کی کثرت سے کبھی نہیں

---

[1] ایک نسخہ میں بجادۃ ہے ۱۲ منہ

ڈرتی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم سے نصرت و اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدہ کو اپنی کتاب عزیز میں اس طرح بیان فرمایا ہے **ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون** ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ میرے نیک بندے زمین کے مالک ہوں گے۔ بادشاہ! اول تو ہم تمہیں اس کلمہ کی دعوت دیتے ہیں کہ صدق دل سے یہ پڑھ لو کہ **لا الہ الا اللہ وحد لا شریک لہ وان محمداً عبدہ رسولہٗ** اور اگر اس کا انکار کرتے ہو اور تمہارے دلوں پر شقاوت ہی مستولی ہوگئی ہے تو جزیہ ادا کرو اس طرح تم ہمارے ہاتھ تلے کے ہو کر ذلیل وخوار ہو گے اور اگر اس کا بھی انکار ہے تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کو جنگ کے لئے الٹی میٹم دیدو۔

حضرت عمروؓ کا بچ نکلنا

کہتے ہیں کہ جس وقت بادشاہ نے آپ کی یہ گفتگو سنی تو کہنے لگا عربی بھائی! بات اصل یہ ہے کہ ہم اپنی رائے سے بادشاہ مقوقس کی صلاح لئے بغیر کوئی کام نہیں کرتے رمضان شریف کے مہینہ میں چونکہ وہ خلوت میں رہتا ہے اس لئے اب اس سے کچھ دریافت نہیں کر سکتے البتہ رمضان شریف کے گذرنے کے بعد جس وقت بادشاہ خلوت کدہ سے باہر آئے گا تو اس وقت اس کی رائے پر عمل کیا جائے گا ہاں عربی بھائی! تم سا چرب زبان، قوی دل اور مستقل مزاج آدمی میری رائے میں تو تمہاری فوج میں اور کوئی شخص نہیں معلوم ہوتا آپ نے فرمایا میں تو بہ نسبت اپنے دوسرے دوستوں کے گونگے جیسا ہوں کہ گویا کچھ بولنا ہی نہیں جانتا اگر تو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی گفتگو کر لے تو پھر تجھے معلوم ہو جائے کہ میں تو ان کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نہیں ہوں بادشاہ نے کہا کہ یہ تو خلاف قیاس اور محالات سے معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا بادشاہ! اگر تجھے میری بات کا یقین نہیں ہے تو اگر تو کہے تو میں ان میں سے دس آدمیوں کو تیرے پاس بلا دوں تا کہ تجھے میری بات کی تصدیق ہو جائے اس نے کہا بہت بہتر پھر قبطی زبان میں اپنے وزیر سے کہنے لگا اگر ہمیں اس کا گرفتار ہی کرنا منظور ہے تو کیوں نہ دس آدمیوں کو بلا کر دس کے دس کو گرفتار کر لیا جائے ایک سے دس آدمیوں کا گرفتار کرنا بہر حال بہتر ہے دروان نے اس کی یہ گفتگو بھی سنی پھر آپ کی طرف متوجہ

ہو کے کہنے لگا اچھا آدمی کو بھیج کر انہیں بلایئے آپ نے فرمایا ایہا الملک! وہ کسی قاصد کے بلانے سے کبھی نہیں آ سکتے اگر آپ کو ان کا بلانا ہی منظور ہے تو میں انہیں خود بلا لاؤں گا بادشاہ نے کہا اچھا بلا لایئے آپ یہ سنتے ہی جست مار کے فوراً کھڑے ہو گئے جلدی جلدی باہر آئے آپ کو چونکہ اپنے بچ نکلنے کی بالکل امید نہ تھی باہر آتے ہی بلا توقف گھوڑے پر سوار ہوئے دروان کو ساتھ لیا اور چل پڑے حتی کہ مصر سے باہر ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر تشریف لے آئے تو بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا مجھے اپنے مذہب وملت کی قسم اگر یہ شخص انہیں یہاں لے آیا تو میں سب کو قتل کرادوں گا۔

اپنے ساتھیوں کے ہاں واپسی

کہتے ہیں کہ جب آپ مصر سے باہر نکل آئے تو آپ کے غلام دروان نے وزیر کا وہ مشورہ جو اس نے آپ کی گرفتاری کے متعلق بادشاہ کو دیا تھا آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں کبھی ایسی جگہ واپس نہیں آ سکتا اور اللہ کی قسم اے دروان چونکہ تو نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اس لئے میں تجھے اس نیکی کا بدلہ نیکی ہی دوں گا ھل جزاء الاحسان الا الاحسان نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے یہ کہتے کہتے آپ اپنے لشکر کے قریب پہنچ گئے مسلمانوں نے جس وقت آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ کے استقبال اور پیش قدمی کے لئے دوڑے سلام کیا بخیر وعافیت واپس آنے پر مبارکباد دی اور کہا ایہا الامیر! آپ کو چونکہ دیر ہو گئی تھی اس لئے سو سو طرف گمان جانے لگے تھے آپ نے شروع سے آخر تک تمام قصہ بیان کیا بادشاہ کا انہیں گرفتار کرنے کا ارادہ دروان کا متنبہ کرنا اور یہ کہ اگر وہ دس آدمیوں کو لیکر آنے کی ضمانت نہ کرتے تو ان کا آنا نہایت دشوار تھا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ سن کر تعجب کیا اور آپ کی سلامتی اور قبطیوں کے ہاتھ سے نجات پانے پر جناب باری میں شکریہ بھیجا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں رات کاٹ دی۔

جنگ کی تیاری اور شاہی قاصد کو جواب

سپیدۂ صبح نے اُفق مشرق سے سر نکالا اور نور کا تڑکا ہوا تو حضرت عمرو بن عاص رضی

اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کو لیکر جناب باری میں دست بستہ کھڑے ہوئے کبریا اور متکبر حقیقی کے سامنے اپنے عجز و بندگی کا اظہار کیا نماز سے فارغ ہوئے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ساز وسامان اور اسلحہ سے مسلح ہو کر جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اچانک خندق کے کنارے پر ملک ارسطولیس کا ایک ایلچی کھڑا دکھائی دیا جو کہہ رہا تھا یا معاشر العرب! والی مصر ارسطولیس تمہارے اس قاصد اور اس کے دس ساتھیوں کا منتظر ہے آپ کو اس کی اطلاع کی گئی آپ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے شخص غدر اور فریب واقعی اپنے فاعل کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اور باغی پر ہمیشہ ہزیمت کے دائرے گھومتے رہتے ہیں نہایت افسوس کی بات ہے کہ اول تو تمہارے بادشاہ نے ہمارے قاصد کو بلایا پھر اس کے گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا اور چپکے چپکے مشورے کرتا رہا بد بخت! اگر ہم اس وقت تجھے پکڑ کے قتل کر دیں تو تجھے کون بچا سکتا ہے مگر نہیں ہم باوفا لوگ ہیں وعدہ کر کے کبھی اس کے خلاف نہیں کرتے اس لئے ہم کبھی ایسا نہ کرینگے اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ جا اور اس سے کہدے کہ اس نے وہ تیری تمام گفتگو جو تو نے اپنے وزیر سے میرے گرفتار کرنے کے متعلق کی تھی سن لی ہے مگر باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے مجھے تیرے مکر سے بچالیا اب میں کبھی تیرے پاس نہیں آؤنگا۔

کہتے ہیں عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس قصہ کے بعد یہ معمول ہو گیا تھا کہ آپ کو جب کسی کام میں قسم کھانے کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ اس طرح قسم کھاتے تھے کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس نے مجھے قبطیوں کے بادشاہ سے نجات بخشی۔

مسلمانوں پر حملہ کے لئے مصریوں کا منصوبہ

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سن کر قاصد لوٹ گیا اور آپ سے جو کچھ سنا تھا وہ وہاں جا کر بیان کر دیا بادشاہ سمجھ گیا کہ وہ شخص میری اس گفتگو سے جو میں نے وزیر سے کی تھی تاڑ گیا ہوگا پھر اپنے وزیر سے کہنے لگا وہ شخص حالانکہ بدوی تھا مگر اس نے ہماری زبان کہاں سے سیکھی وزیر نے کہا میری رائے میں جو شخص اس کے ساتھ تھا وہ غالباً ہماری زبان جانتا تھا اسی نے اسے متنبہ کر دیا ہے اس نے کہا یہ عرب نہایت چالاک اور ہوشیار قوم معلوم ہوتی ہے مکر و فریب تو جہانتک خیال ہے ان پر نہیں چل سکتا اب کیا رائے ہے

کیا کیا جائے وزیر نے کہا میں نے سنا ہے کہ ان کے یہاں ایک نہایت متبرک دن ہے اور اس کی وہ بہت زیادہ تعظیم وتکریم کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے یہاں اتوار کی اور غالباً وہ جمعہ کا دن ہے میرا ارادہ ہے کہ میں جبل مقطم کے قریب ایک کمین گاہ میں کچھ فوج بٹھلا دوں جب اس روز وہ نماز پڑھنے لگیں تو ہماری فوج کمین گاہ سے نکل کر ان پر حملہ آوار ہو جائے اس طرح ان میں سے کوئی شخص بھی بچ کر نہیں نکل سکتا بادشاہ نے اسکی رائے کو بہت پسند کیا اور جمعہ کا انتظار ہونے لگا تا کہ وزیر کی رائے پر کاربند ہو کر کمین گاہ میں فوج بٹھائی جائے۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ کا رسد کیلئے جانا

کہتے ہیں کہ ملک ارسطولیس کے ہاتھ سے جس روز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مخلصی پائی تھی اس سے اگلے روز جب مسلمان مالک حقیقی کے سامنے سے سجدہ ریز ہو کر علیحدہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ قبطیوں نے چونکہ لڑائی میں تاخیر کر رکھی ہے اور یہاں انتظار کرتے کرتے غلہ نیز دانہ اور چارہ ہمارے پاس بقدر کفایت موجود نہیں رہا ہے اس لئے مناسب ہے کہ آپ مع اپنے بنی اعمام کے ان دیہات میں جا کر جو ہمارے صلح میں داخل ہیں سامان رسد مول لے آئیں تا کہ اپنے نیز جانوروں کیلئے کافی ہو جائے آپ نے کہا بہت بہتر جیسا ارشاد ہو یہ کہہ کر آپ نے چلنے کا انتظام کیا گھوڑے خچر اور غلام ساتھ لئے اور چار ہزار اپنے ساتھیوں کو لے کر گھوڑوں پر سوار ہو کے ایک گاؤں کی طرف جس کا نام جوف[1] تھا چل دیئے۔

مصریوں کی فوج کا قریب آ چھپنا

کہتے ہیں قبطیوں کے کچھ جاسوس بھی مسلمانوں میں آ کر مل گئے تھے انہوں نے مسلمانوں کا یہ مشورہ سنا اور اپنے بادشاہ سے جا کے بیان کر دیا بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور جمعہ کا انتظار کرنے لگا جب جمعرات کا دن آیا تو اپنے چچازاد بھائی ماسیوس کو جو مصر کی تمام فوج کا کمانیر (کمانڈر انچیف) تھا بلا کے چار ہزار چیدہ چیدہ سوار حضرت یوقنا رحمۃ اللہ

---

[1] ایک نسخہ میں جرف ہے ۱۲ منہ

کی فوج کی تعداد کے برابراس کے ہمراہ کئے اوراس سے کہا کہ تو اپنے ساتھ کچھ خچر، گھوڑے اور جانور بھی بار برداری کے لے لے تا کہ مسلمان یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ وہ مسلمان نہیں ہیں جو رسد لینے کے لئے گئے تھے اور جس وقت رات ہو جائے تو جبل مقطم کے پیچھے جا کے چھپ جانا کچھ دیدبان (نگاہبان) مقرر کر لے کہ وہ مسلمانوں کی حرکات دیکھتے رہیں اور جب وہ اپنا نماز میں مشغول ہو جائیں تو وہ تجھے خبر کر دیں تو جانور خچر اور گھوڑوں کو آگے کر کے وہاں سے نکل تا کہ مسلمان ان چیزوں کو دیکھ کر تیرے سے بدظن نہ ہوں اور تیری فوج کو مسلمان ہی سمجھتے رہیں اور تو وہاں پہنچ کے ان پر حملہ کر دے۔

کہتے ہیں ماسیوس رات کو اپنا لشکر لیکے جبل مقطم کے پیچھے جا چھپا بادشاہ نے جس طرح اسے حکم دیا تھا اسی طرح تمام کام کو انجام دیا اور سودان (ملک سوڈان) کے غار کی طرف دیدبانوں کو مقرر کر دیا۔

کہتے ہیں کہ ملک ارسطولیس نے مسلمانوں کی ہلاکت کیلئے یہ جال بچھا دیا ماسیوس نے اپنی فوج کو ناحیۃ الحمراء سے لگا کے ٹیلہ نور تک جو اس وقت مسجد موسیٰ ہے بٹھلایا اور کچھ لوگ جبل مقطم کی پشت پر رکھے یہاں سے مقام حجر الصا تک مسلمانوں کی فوج پڑی ہوئی تھی نصف میل سے بھی کم کا فاصلہ تھا۔

نماز جمعہ کے لئے تیاری

کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ رات یہیں بسر کی مسلمانوں کو ان کی مطلق خبر نہ تھی جس وقت جمعہ کی صبح ہوئی دھوپ چڑھی سورج بلند ہوا اور نماز کا وقت قریب آیا تو مسلمانوں نے خطبہ کے لئے گھوڑوں کے چار جامے اور اونٹوں کے کجاوے (شلیطے) جمع کر کے اوپر نیچے رکھ کر ان کا منبر بنایا مسلمان خالی الذہن جوق در جوق نماز کیلئے جمع ہونے لگے جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے لڑائی کی بات چیت کرنا شروع کی جہاد کی ترغیب دی اور اسکی فضیلت بیان کی مؤذن نے اذان دی آپ منبر پر تشریف لے گئے جہاد کی فضیلت اور مجاہدین کیلئے اللہ عزوجل نے اجر وثواب کا جو وعدہ فرمایا ہے اسکے متعلق ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور آخر خطبہ میں یہ آیت تلاوت کی

یایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون. اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتلادوں جو تمہیں سخت عذاب سے نجات دیدے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں کی ساتھ جہاد کرو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو اس کے بعد آپ نے جہاد اور رمضان شریف کی فضیلت اور اللہ پاک عزوجل نے جس اجر وحسنات کا رمضان شریف میں وعدہ فرمایا ہے اس کو بیان کیا۔

کہتے ہیں کہ شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تمام مسلمان جمعہ کی نماز کیلئے جمع تھے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنوں کی جنگ کا ذکر کرکر کے فضیلت جہاد بیان کرنے کے بعد لڑائی کی ترغیب دے رہے تھے کہ حضرت سعید بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا امیر! آخر جنگ میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے آپ نے فرمایا! خدا کی قسم میں دشمن کے خوف وہراس کی وجہ سے دیر نہیں کر رہا ہوں بلکہ ملک مقوقس کے قصے اور اسکی فطانت عقل سے تم خود واقف ہو کہ وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل ہے اور رمضان شریف کے اندر خلوت گزین ہو جایا کرتا ہے اب وہ اسی خلوت کے اندر ہے اس مہینہ کے محض پانچ دن باقی رہ گئے ہیں وہ خلوت سے باہر آ کر تخت سلطنت پر بیٹھے گا اس وقت ہم اس کے پاس اپنا ایلچی بھیجیں گے اور جو کچھ اس کا جواب صلح یا جنگ کے متعلق ہوگا معلوم ہو جائے گا۔

بادشاہ کے ایلچی کا آنا

حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ اچانک ارسطولیس لعین کے ایلچی نے خندق کے کنارے پر کھڑے ہو کر لشکر میں اندر آنے کی اجازت چاہی آپ نے دیدی چونکہ خندق مصر اور اس کے دروازوں ہی کی طرف تھی اس لئے وہ دور سے چکر کاٹ کے جبل مقطم کے پاس کو ہوتا ہوا ہموار زمین سے لشکر میں آیا آپ کے سامنے کھڑا ہو کے آپ کو سلام کیا اور کہنے لگا یا امیر العرب! بادشاہ کے ولیعہد نے سلام

کے بعد عرض کیا ہے کہ میں از خود چونکہ صلح یا جنگ کے متعلق کچھ نہیں کر سکتا اور جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ بادشاہ خلوت میں ہے پانچ روز محض اس کے نکلنے کے رہ گئے ہیں اسکے بعد وہ تخت سلطنت پر بیٹھ کر رعیت کے حق میں جیسا کچھ کہ بہتر ہوگا کرے گا اس لئے آپ اور ذرا توقف فرمائیں آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے میں اسے منظور کرتا ہوں ہاں اگر بادشاہ خلوت میں نہ ہوتا یا ہمیں جو کچھ اس کے عقیدہ کے متعلق معلوم ہے کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مقر ہے ایسا نہ ہوتا تو ہم تمہیں ایک گھڑی کی بھی مہلت نہ دیتے والسلام یہ سن کر ایلچی چلا گیا۔

کہتے ہیں کہ ارسطولیس مردود نے یہ ایلچی فقط اس غرض سے روانہ کیا تھا تا کہ مسلمانوں کے دل خوش اور مطمئن ہو جائیں اور جو کچھ مقدار میں لکھا ہے وہ پورا ہو جائے کیونکہ جب تقدیر بگڑتی ہے تو تدبیر کچھ فائدہ نہیں دیتی اور جس وقت کسی کام کا ہونا ہوتا ہے تو اسکے اسباب بھی ایسے ہی مہیا ہو جاتے ہیں بہرحال اس خبر سے مسلمانوں کے دل مطمئن ہو گئے نماز کا وقت بالکل قریب تھا قاصد کے چلے جانے کے بعد مؤذن نے اذان دی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا جہاد کی ترغیب دی دوزخ سے ڈرایا اور جنت کا اشتیاق دلایا خطبہ سے فارغ ہوئے نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور غلاموں کو حکم دیا کہ وہ مصر کی طرف دیکھتے رہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ہم نماز میں ہوں اور دشمن اچانک ادھر سے آ کے حملہ کر دے۔

نماز جمعہ کے دوران مصریوں کا حملہ

شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نیت باندھتے وقت چونکہ ہمیں کوئی سوار یا پیدل مصر کی طرف سے آتا ہوا دکھلائی نہیں دیا تھا اس لئے ہم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صفیں سیدھی کر کے بلاخوف نیت باندھ لی پہلی رکعت میں قرأت کے بعد رکوع کر کے جس وقت سجدے میں جانے لگے تو اچانک رسد کے سامان سے لدے ہوئے اونٹ اور خچر جنکے پیچھے پیچھے لشکر چلا آ رہا تھا آتے ہوئے دکھلائی دیئے یہ وہی کمین گاہ کا لشکر تھا جو خدا کے دشمن ارسطولیس نے بٹھلایا تھا اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس کی تعداد حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کی برابر چار ہزار ہی تھی اس لئے جس وقت اسے ہمارے غلاموں نے آتا ہوا دیکھا تو یہ گمان کر لیا کہ یہ ہماری وہی فوج ہے جو رسد لینے کیلئے

گئی تھی وہ اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور آپس میں کہا کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے ہمراہی تشریف لے آئے ہیں وہ برابر بڑھتے رہے حتیٰ کہ ہموار زمین سے ہوتے ہوئے ہمارے بالکل قریب پہنچ گئے ہم دوسری رکعت کے سجدے میں پڑے حضور جل جلالہ، کے در اقدس پر جبہ سائی کر رہے تھے کہ انہوں نے ہمارے اندر آ کے صفایا بولنا شروع کر دیا اور تلواریں مسلمانوں کی گردنیں کاٹنے لگیں حالانکہ مسلمان برابر کٹ رہے تھے مگر کسی مسلمان نے نہ تو سجدے سے سر اٹھایا اور نہ ہی نیت توڑی یہ تمام کا تمام حملہ پچھلی اور اس سے اگلی صف پر جن میں قوم یمن، بجلہ اور کچھ لوگ وادی القریٰ طائف اور وادی نخلہ کے تھے ہو رہا تھا۔

حضرت یوقنا رح کا مصریوں پر حملہ

حضرت عباد بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں شام حضر موت اور یرموک کی لڑائیوں میں بھی شامل رہا ہوں مگر خدا کی قسم جس مکر و فریب کے ساتھ ہم ارض مصر کے بحر الحصا مقام میں قتل ہوئے ہیں ایسے کہیں نہیں ہوئے قبطیوں کی تلوار بڑھ بڑھ کے چل رہی تھی اور سھتراؤ کرتی جاتی تھی حتیٰ کہ ہماری دونوں صفیں اخیر ہوئیں خدا کی قسم اگرچہ تلواریں سروں پر چل رہی تھیں مگر کسی مسلمانوں نے نہ تو نیت ہی توڑی اور نہ کسی نے اپنے رب کی طرف سے منہ ہی موڑا چونکہ مسلمان نماز میں تھے اور اس سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتے تھے ادھر غنیم برابر اپنا کام کر رہا تھا اس لئے ہمیں بھی اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا مگر اچانک حضرت عبداللہ یوقنا رحمۃ اللہ علیہ سامان رسد لیکر تشریف لے آئے جس وقت آپ نے ہمارے اندر بجلی کی تلوار چمکتی ہوئی دیکھی تو آپ فوراً سمجھ گئے کہ مسلمان کسی مصیبت پر پھنس رہے ہیں یہ سوچتے ہی آپ نے عمامہ سر سے اتار کر پھینک دیا اپنے بنی اعمام اور ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے چیخے اور فرمایا خدا کی قسم ہمارے بھائی مصیبت میں پھنس گئے خبردار جو شخص دشمن سے لڑنے میں کوتاہی کریگا یا اللہ کے راستہ میں اپنی جان پیش کرنے میں پس و پیش کریگا تو قیامت میں اس سے مطالبہ ہوگا یاد رکھو اللہ کے دشمنوں نے ہمارے ساتھیوں کے ساتھ دھوکا کیا ہے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر تلواریں لے لیکے پل گئے ہیں خبردار ان میں سے کوئی شخص زندہ بچ کر نہ بھاگ سکے یہ کہہ کر آپ نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا اور

خدا کے دشمنوں پر حملہ آور ہو گئے قبطیوں نے جب مسلمانوں کا یہ اچانک حملہ دیکھا تو نمازیوں کی طرف سے پھرے اور حضرت یوقنار حمۃ اللہ تعالیٰ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔

مصریوں کی شکست

کہتے ہیں کہ قبطیوں اور حضرت یوقنار حمۃ اللہ تعالیٰ کی فوج میں جنگ ہو ہی رہی تھی کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہو گئے مسلمان بپھرے ہوئے شیروں کی طرح جست مار مار کے اٹھے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمان جلدی جلدی گھوڑوں پر سوار ہوئے دشمن پر ایک سخت حملہ کیا اور غنیم کو نیزوں کی نوکوں کے سامنے رکھ لیا۔

حضرت جابر بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے دشمن کو چاروں طرف سے گھیر لیا مصر اوران کے مابین حائل ہو گئے تلوار کو سونت سونت کے ان کی طرف بڑھے اور انہیں موت کے گھاٹ اتارنے لگے خدا کی قسم ہماری تلوار کے سامنے سے ایک متنفس بھی انہیں سے بچ کر نہ نکل سکا وہ گویا چڑیاں تھیں کہ تمام کی تمام صیاد کے جال میں پھنس کر رہ گئیں بادشاہ کا چچرا بھائی ماسیوس نیز مخبر تک سب وہیں ڈھیر ہو کر رہ گئے اور خدا کی زمین نعشوں سے پٹی ہوئی دکھلائی دینے لگی۔

شہداء کی تجہیز و تکفین

کہتے ہیں کہ جب تلواروں کی پیاس بجھ چکی لڑائی ختم ہوگئی تو مسلمانوں نے اس فتح پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں شکر یہ بھیجا آپس میں مبارکباد دی حضرت یوقنار حمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے ساتھیوں کی تعریف کی قبطیوں کے گھوڑے، خچر، گدھے، ہتھیار اور اس سامان کو جو رسد کے متعلق وہ اپنے ساتھ لائے تھے اپنے قبضہ میں کیا اور اس طرح ایک بہت بڑی غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگی شہداء کی تعداد جنکا اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہادت اور ایمان پر خاتمہ کیا معلوم کرنے سے چار سو چھتیس ۴۳۶ ہوئی ان میں سے خاص خاص حضرات یہ تھے۔

حمزہ بن سالم یشکری، ربیعہ بن صابر سہمی، مسیّب بن خویلد یشکری، نسیب بن غالب یشکری، نصر یشکری، سائق بن مزید عجلی، مزید بن سعید یشکری، خزام بن عمرو عجلی، قیس بن ماجد

تنوخی، طلحہ بن ثابت مخزومی، نصر بن اخیل مولی عیاض بن غانم طائی یہ گھوڑے کے نہایت شہسوار شخص تھے۔ نصر بن عبد مناط سلمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی کامل بن سعید بن غازم تجیبی، مقدام بن ساریہ تجیبی، سعید بن مرشد حضرمی، رفاعہ بن مسروق لعمی، جعفر بن وانیہ جو اپنی ماں کی ابنیت سے مشہور اور قوم بنی عامر بن صعصعہ کے فرد واحد تھے عروہ بن شامل ثقفی، معمر بن طاعن زبیدی عامری، عائش بن سمرۃ عامری، رافع بن سہل عامری، عبداللہ بن قاہر کلابی، مالک بن نقیط عامری، مکرم بن غالب عامری، معمر بن خلیفہ داری، ماجد بن مرہ خزرجی، وہمان بن عوض بن مسلم عجلی، طارق بن معن سلمی، لبابہ بن طاعن عبسی، ہیاح بن عمرو تمیمی، ساہم بن مضرح تمیمی، خوص بن یربوع تمیمی، یاسر بن مفرح نبہانی، ہلال بن خویلد غطفانی، ہجام بن غنیہ غطفانی، طوق بن حبیب کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم یہ کل ساٹھ آدمی سادات قوم کے تھے جن کا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے شہادت پر خاتمہ فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں مجری الحصا کے مشرق کی جانب انہیں سپرد خاک کردیا ان کی قبریں یہاں مشہور ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہینگی۔

بادشاہ کے دربار میں جنگ کا مشورہ

کہتے ہیں کہ ملک ارسطولیس کو اس کے چچازاد بھائی ماسیوس اور اس کی چار ہزار فوج کے مارے جانے کی خبر جس وقت پہنچی تو اسے سخت صدمہ ہوا اور اس نے اپنی ہلاکت اور زوال مملکت کا یقین کرلیا بڑے بڑے سرداروں اور اکابر دولت کو بلا کر ان سے مشورہ کیا انہوں نے کہا ایہا الملک! آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ سے قبل بھی دنیا ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہی جو آپ ہی کے پاس رہے شاہان دنیا بگڑتے ہیں اور بنتے ہیں شکست کھاتے ہیں اور پھر سنبھل کر میدان میں آتے ہیں سب سے پہلے آپ ہی نے شکست نہیں کھائی ہم نے سنا ہے کہ دارنیوس[1] بن اردلیس بن ہرمز بن کنعان بن یزدجرد فارسی نے سکندر رومی سے ستر دفعہ شکست کھائی تھی آپ کو چاہئے کہ آپ ہمیں اور تمام لاؤلشکر کو لیکر لڑائی کے لئے باہر نکلیں جنگ شروع کریں اور نا امید نہ ہوں مسیح (علیہ السلام) آپ کی مدد کریں گے۔ اور یہ

---

[1] ایک نسخہ میں اس طرح ہے داؤنوس بن اردین بن ہرمز بن کنعان بن نیر جور طارسی ۱۲ منہ

پادری! راہب، شماسہ، مطران اور تبرک اعانت کی دعا مانگیں گے بادشاہ نے ان کے اس مشورہ کو قبول کرلیا باپ کے خزانہ کو کھولا لشکر میں رسد اور اسلحہ تقسیم کئے اور حکم دیا کہ عربوں کے مقابلہ کے لئے باہر نکلیں یہ سنتے ہی قبطی باہر نکلے ڈیرے تنبو نصب کئے اور اپنے حریف کو دو دو ہاتھ دکھانے کے لئے تیار ہو گئے اس کے بعد ملک ارسطولیس نے حاکم نوبۃ اور والی بجاۃ کے نام خطوط لکھے اعانت چاہی اور ان کے انتظار میں چشم براہ ہو کر بیٹھ گیا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ رواۃ عبدالرحمٰن بن حبیب سے اور یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے سامنے مقدر کا وہ لکھا ہوا جس کو ہم نے ابھی بیان کیا ہے آچکا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ خلافت میں حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حسب ذیل عریضہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و العاقبة للمتقین

از طرف عمرو بن عاص بن وائل سہمی بعالی خدمت امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ

السلام علیکم! فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو واصلی علی نبیہ، اما بعد میں مصر میں بخیر و عافیت پہنچا موضع بلبیس میں بادشاہ مقوقس کی بیٹی کے ساتھ کچھ جھڑپ ہوئی خداوند تعالیٰ نے ہمیں فتح بخشی ہم آگے بڑھے اور مجر الحصا پڑاؤ میں پہنچ کر خیمہ زن ہو گئے ہم نے اپنے چاروں طرف خندق کھودی اطراف کے دیہات سے جنہیں حوف کہا جاتا ہے ہم نے صلح کر لی تاکہ وہ ہماری مدد کریں رسد دیں اپنے گاؤں کی عمدہ عمدہ چیزیں لائیں یا کم از کم غلہ چارہ ہی مہیا کر دیں۔

ہم نے ایک روز حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ ان کے بنی اعمام اور ان کے لشکر کو ان دیہات کی طرف اسی غرض سے بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر ضروری سامان خرید لائیں۔ میں چند مسلمانوں کا ایلچی بن کر قبطیوں کے بادشاہ ارسطولیس بن مقوقس کے پاس گیا تھا اس سے دیر تک سوال و جواب ہوتے رہے وہ مجھے گرفتار کرنا چاہتا تھا مگر اللہ جل جلالہٗ نے مجھے اس کے مکر و فریب سے بچا لیا۔ اس نے ہمارے لئے مکر کا جال بچھایا کچھ فوج کمین گاہ میں بیٹھا

دی اور ہماری توجہ ہٹانے کے لئے ہمارے پاس اپنا ایک ایلچی بھیج دیا تا کہ ہم اس کے مکرو فریب میں بالکل پھنس جائیں۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو ہم نے نماز کے لئے صف بندی کی نیتیں باندھ لیں رکوع اور سجدہ کیا ہم چونکہ بالکل بے خبر تھے جب دشمن یکلخت ہم پر آ پڑا اس وقت ہمیں خبر ہوئی ہم سجدے میں تھے قبطی ہماری گردنوں کو اڑا رہے تھے مگر ہم خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ کے سامنے پڑے برابر اپنی نماز کو پوار کر رہے تھے اگر چہ چار سو چھتیس ۴۳۶ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا مگر کسی بندۂ خدا نے اپنے رب سے منہ نہ موڑا برابر نماز پڑھتے رہے آخر اللہ عز وجل نے اپنے فضل وکرم سے اسی وقت ہماری مدد کی حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ رسد لیکر آ گئے تلواریں چمکتی ہوئی دیکھ کر اپنے لشکر میں زور سے چلائے اور قبطیوں کو چاروں طرف سے گھیر کر ان پر حملہ کر دیا قبطیوں نے ہمارے سروں کے اوپر سے تلواریں اٹھائیں حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی فوج سے لڑنے لگے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ اوران کے لشکر کی تلواروں نے جو ہر دکھلانے شروع کئے لشکر کا سردار ماسیوس جو بادشاہ ارسطو لیس کا چچازاد بھائی تھا مارا گیا اور اس کی تمام فوج تلوار کے گھاٹ اتر گئی ایک متنفس بھی زندہ نہ بچ سکا اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے ہمیں ان کے گھوڑے، ہتھیار، چوپائے خچر اور جو کچھ ان پر مال واسباب لدا ہوا تھا غنیمت میں بخشا۔ اب ہم یا امیر المؤمنین! دشمنوں کے ایک بحر تلاطم کے اندر پھر رہے ہیں آپ ہماری مدد کریں مسلمانوں کا ایک لشکر بھیج کر مشکور فرمائیں تا کہ وہ مشرکین کے مقابلہ میں ہماری اعانت کرے تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے والسلام علیک ورحمۃ برکاتہٗ

آپ نے اسے بند کر کے سر بمہر کیا اور عبداللہ بن قرط ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے انہیں حکم فرمایا کہ وہ اسے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں لیجائیں عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور دن رات کی لگاتار کوشش سے وسط شوال ۱۲ھ میں مدینہ شریف پہنچے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹنی سے نیچے اترے اس کی مہار مسجد کے دروازے سے باندھی اندر داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف سلام کیلئے چلے جس وقت

وہاں پہنچے تو جناب امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو در اقدس پر حاضر پایا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام حضرت امیر المؤمنینؓ کا حکم نامہ

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آقائے دو جہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو سلام کیا اس کے بعد میں جناب خلیفۃ المسلمین کی طرف متوجہ ہو کے آپکو سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیا میری طرف دیر تک دیکھتے رہے اور پہچان کے فرمانے لگے کون ہے عبداللہ میں نے عرض کیا ہاں یا امیر المومنین آپ نے فرمایا مرحبا خیریت سے ہو میں نے آپ کے ہاتھوں کا بوسہ دیا اور وہ عریضہ پیش کر دیا آپ نے فرمایا عبداللہ کہاں سے آ رہے ہو میں نے عرض کیا حضرت! مصر سے اور جناب کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے آپ نے فرمایا شاد باش یا ابن قرط۔ اس کے بعد آپ نے مہر توڑی اور اسے پڑھنا شروع کیا جب تمام خط پڑھ چکے تو فرمایا **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پھر فرمایا جو شخص حزم و احتیاط کو اٹھا کر پس پشت پھینک دیتا ہے اسے ایسے ہی منحوس واقعات سے سابقہ پڑا کرتا ہے خدا کی قسم میرے نزدیک عمرو بن عاص نہایت عقلمند، مدبر عمدہ سیاست دان اور کام کو قابو میں رکھنے والا شخص ہے لیکن جب بُرا وقت آتا ہے تو تمام تدبیریں خاک میں مل جاتی ہیں اور تقدیر کے سامنے تدبیر اندھی ہو کر رہ جاتی ہیں اس کے بعد آپ نے شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک حکم نامہ لکھا اس میں اول تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو کچھ واقعہ گذرا تھا تحریر کیا پھر لکھا کہ ان کی اعانت کے لئے بہت سا لشکر روانہ کر دیا جائے اور اس حکمنامہ کو آپ نے سالم مولیٰ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ ان کے پاس روانہ کر دیا۔

حضرت عمروؓ کے نام امیر المؤمنینؓ کا حکم نامہ

عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں میں نے دو روز قیام کیا تیسرے روز میں نے اجازت چاہی آپ نے بیت المال سے منگا کر مجھے زادراہ دیا اور حسب ذیل فرمان حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازطرف عمر بن خطاب بجانب عمرو بن عاص۔ السلام علیکم۔ فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو واصلی علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمہارا خط پہنچا پڑھا تمہارے ساتھ دشمن نے جو مکر کیا اس کے حالات معلوم ہوئے۔ یہ تقدیر کا لکھا ہوا تھا جو سامنے آیا ابن عاص! تمہیں چاہئے کہ دشمن سے غافل نہ رہو اور اس کی باتوں میں نہ آؤ میں تمہیں نہایت صائب الرائے اور احسن التدبیر سمجھتا ہوں مگر جو لکھ دیا گیا ہے اس کا ہونا ضروری ہے تم اپنے کام کو نہایت ہوشیاری کے ساتھ کئے جاؤ کسی قسم کا فکر نہ کرو اور نہ کسی وقت مسلمانوں کے مصالح سے غافل رہو یاد رکھو ہر ایک راعی اپنی رعایا کے معاملات سے قیامت میں پوچھا جائے گا اپنے کام میں مستعد رہو دشمن سے نڈر نہ رہو ہمیشہ احتیاط کو کام میں لاؤ کیونکہ تم قوم کے امام ہو اور امام ہمیشہ احتیاط سے کام کیا کرتا ہے کسی خبر کو جھوٹا نہ سمجھو اور کوئی رات بغیر احتیاط کے بسر نہ کرو۔ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہ اپنی عبادت پر ہماری اور تمہاری دونوں کی مدد فرمائینگے۔ میں نے امین الامۃ ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہاری کمک کیلئے لکھ دیا ہے تمام مسلمانوں کو سلام کہہ دینا والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اسے لکھ کر آپ نے ملفوف کر کے سربمہر فرمایا اور مجھے سپرد کر کے روانگی کا حکم دیا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ فرمان لیکر اونٹنی پر سوار ہو کے نہایت سرعت کے ساتھ چلا اور دن رات ایک کرتا ہوا دس دن کے بعد مصر پہنچا امیر المؤمنین عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر سلام کے بعد وہ فرمان پیش کیا آپ نے مہر چاک کر کے اول اسے آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو بہت خوش ہوئے پھر زور سے پڑھ کر تمام مسلمانوں کو سنایا مسلمان کمک آنے کا ذکر سن کے بیحد خوش ہوئے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمک کا انتظار فرمانے لگے۔

بادشاہِ مصر کا ارکانِ دولت پادریوں اور دیگر معززین سے خطاب

سہل بن عبدالرزاق راوی کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن مسلمانوں پر جب قبطی اچانک آپڑے تھے اور مسلمان نماز میں تھے تو چونکہ قبطی اپنے چکر میں خود ہی پھنس کر رہ گئے تھے اور انہیں کا پانسہ الٹا پڑ گیا تھا ماسیوس بادشاہ کا چچازاد بھائی مع اپنی تمام فوج کے وہیں کھیت رہا

تھا اور چار ہزار نفوس کے اندر سے ایک شخص بھی بچ کر نہیں نکل سکا تھا بادشاہ نے جب اس واقعہ کو سنا تو آگ بگولا ہو گیا اور اس کے دین میں جس چیز کی قسم کھائی جاتی تھی اس کی قسم کھا کر کہنے لگا میں مسلمانوں سے اسکا بدلہ ضرور لونگا فوراً اپنے خداموں کو حکم دیا کہ وہ تمام امراء اکابر دولت اور معززین بطارقہ کو قصر شمع والے گرجا میں جسکا نام کنیسہ معلقہ ہے جمع کریں چنانچہ انہوں نے تمام اعیان مملکت کو جمع کیا بادشاہ کے لئے ایک کرسی بچھائی گئی باشاہ اول تو اس پر آ کے بیٹھا پھر ایک لیکچرار کی حیثیت سے کھڑے ہو کے حسب ذیل تقریر کرنے لگا

یا اہل دین نصرانیہ! اور اے بنی ماء معمودیہ! یاد رکھو تمہارا ملک ملک عقیم[1] اور تمہارا یہ شہر ایک شہر عظیم ہے یہ دراصل فراعنہ کا شہر اور شاہان آل حمیر کا جو تم سے قبل یہاں آباد تھے۔

دارالسلطنت ہے جیسے کہ فیسغان پستق جلجان جو اس اہرام[2] کا بانی مبانی ہے

اور مرثد بن عینان، شداد بن عاد، لقمان بن عاد، شدید بن عاد، نمرود بن کنعان اور ملک اعظم ذوالقرنین جو ایک اعلیٰ درجہ کا تلوار کا دھنی تھا پھر زمانے نے پلٹا کھایا انکی حکومت جاتی رہی اور ارض سبا بلاد یمن حضر موت اور قصر عمران والوں نے حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی آخر ان کی قسمت کا ستارہ بھی ڈگمگایا اور ان کی جگہ قبطیوں یعنی تمہارے آباء واجداد نے سنبھالی اسطلیس بیلموس ریان بن ولید جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ان کے بعد ولید ثانی یعنی نعیطس جسکی کنیت فرعون تھی سریر آرائے سلطنت ہوا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام بن عمران کے ہاتھ سے ہلاک کر دیا اس کے بعد طیماوس پھر میرادادار اعیل اور اس کے بعد

---

[1] ملک کو عقیم اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس میں نسب کچھ کام نہیں آتا اسکے لالچ میں باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو چچا بھتیجے کو بھتیجا چچا کو قتل کر دیتا ہے [2] اہرام اور ہرمان مصر کے آثار قدیمہ میں سے دو عمارتیں گنبد کی شکل کی ہیں جو پتھر سے بنائی گئی ہیں کہتے ہیں کہ طوفان سے قبل حضرت ادریس علیہ السلام کو نجوم کے ذریعہ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ طوفان آئے گا آپ نے علوم کی حفاظت کے لئے یہ عمارت بنوائیں اور اسمیں بحر طب اور طلسم کی کتابیں رکھ دیں اور وہ طوفان سے خراب نہیں ہوئیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے تقریباً پانچ ہزار سال قبل جنوں نے یہ عمارت بنائی تھی اسی کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکی تاریخ نکالی ہے البرمان النسر فی اللہ طان یعنی جب نسر ستارہ سرطان میں تھا تو اسکی تعمیر ہوئی تھی نسر ایک برج میں دو ہزار سال تک رہتا ہے اور اب جدی میں ہے۔

میرا باپ مقوقس یکے بعد دیگرے اس تخت پر بیٹھے (چنانچہ ہم اس وقت اس پر قابض ہیں) روئے زمین کے تمام بادشاہ خواہ وہ کہیں حکومت کرتے ہوں مصر کو ضرور للچائی ہوئی آنکھ سے دیکھتے ہیں چنانچہ یہ عرب بھی دراصل جوع الارض (سلطنت کے حاصل کرنے کے مرض میں مبتلا ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے ملکوں اور شہروں سے نکال کر ان پر خود قابض ہو جائیں یہ یہاں اس نیت سے آئے ہیں اور ملک شام کی طرح کہ جہاں انہوں نے بہادروں کو تلوار کے گھاٹ اتار اتار کے قیاصرہ سے ان کا ملک چھین لیا مال و اسباب لوٹ لیا ان کی عورتوں اور اولاد کو پکڑ کر غلام بنالیا ہے چاہتے ہیں کہ اسے بھی قبھالیں پس اگر تم نے ان سے مقابلہ کرنے میں ذرا بھی سستی سے کام لیا تو یاد رکھو یہ تمہارے اوپر شیر ہو جائینگے تمہارے جوانوں کو قتل کر دینگے مال و اسباب لوٹ لینگے عورتوں اور تمہاری اولاد کو پکڑ کر غلام بنا لینگے تمہارے گھروں میں سکونت اختیار کر لینگے شہروں پر قبضہ کر لینگے اور تمہارے معبد خانوں کو اپنی مسجدیں بنالینگے مقوقس والی مصر نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں ان عربوں سے لڑوں اور یہ کہا ہے کہ جب تک عربوں اور تمہارے مابین کوئی فیصلہ کن جنگ نہ ہو جائے اس وقت تک میں اس خلوت سے باہر نہیں آؤنگا اب آپ حضرات بتلائیے کہ آپکی کیا رائے ہے۔

وزراء وارا کین کا جواب

انہوں نے کہا ایہا الملک! ہم تو اس سلطنت کے نمک خوار و وفادار غلام ہیں ہمیں اس حکومت نے اپنی شرافت کی وجہ سے نیز اس لئے کہ اسکی نعمتیں ہم پر ہمیشہ سایہ فگن رہی ہیں اپنا مطیع بنالیا ہے ہم حکومت کی اس محبت کی وجہ سے جو ہمیں اس سے ہے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرینگے مارینگے اور مرینگے ممکن ہے کہ مسیح علیہ السلام ہماری مدد کریں اور اگر ایسی ویسی ہی ہوئی تو ہم تمام آدمی اپنی جانیں لڑا دینگے اور جب تک ایک متنفس بھی ہمارے اندر زندہ رہیگا کبھی پشت دیکر نہ بھاگیں گے بلکہ میدان جنگ میں ہی ڈھیر ہو کر رہ جائینگے۔

جنگ کی تیاری

بادشاہ نے یہ سن کے ان کا شکریہ ادا کیا خلعت بخشی اور کہا کہ تمہیں چاہئے کہ تم باہر

نکل کر خیمے ڈیرے نصب کرو اور لڑائی کو اس وقت تک طول دیتے رہو کہ میں حاکم نوبۃ اور والی بجاۃ کو لکھ کر وہاں سے کمک نہ منگالوں انہوں نے کہا بہت بہتر اس کے بعد تمام سرداران لشکر اور ارکان دولت بادشاہ کے پاس سے اٹھے اور خادموں کو حکم دیا کہ وہ ڈیرے تنبو اور خیمے لیکر تل نور اور اصد (جگہوں کے نام ہیں) کے پاس نصب کریں انہوں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور انہیں جہاں جگہ بتلائی گئی تھی وہیں ڈیرے تنبو گاڑھ دیئے۔

محمد بن اسحاق اموی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قبطیوں نے جس روز انتظام کرنے کے بعد تل نور اور اصد کے پاس اپنے ڈیرے خیمے باہر نکال کر نصب کئے اسی روز بادشاہ کا وہ ایلچی بھی جسے اس نے ملک نوبۃ و بجاۃ کے پاس روانہ کیا تھا واپس آ گیا اور یہ خبر دی کہ ملک نوبۃ و والی بجاۃ کے مابین خود جنگ چھڑ گئی ہے اسلئے ان میں سے کوئی بھی بادشاہ کی مدد نہیں کرسکتا بادشاہ کو یہ سن کر بہت صدمہ ہوا قبطیوں کے ڈیرے اور خیموں کے درمیان میں بادشاہ کا خیمہ نصب کیا گیا اور اس کے گرداگرد امراء سلطنت کے ڈیرے خیمے کھڑے ہوئے۔

مسلمان فوج کی ہوشیاری

مسلمانوں نے جب قبطیوں کو اس طرح آمادہ اور ان کے ڈیروں کو شہر سے باہر کھڑے دیکھا تو ہوشیار ہوئے خود کو دشمن سے لڑنے کے لئے تیار کیا جنگ کیلئے آمادہ ہوئے اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن موقع دیکھ کے پہلے کی طرح اچانک دھوکے میں حملہ نہ کردے حفاظت کے لئے دستے مقرر کئے کہ باری باری سے وہ تمام لشکر کی نگہبانی کریں کہتے ہیں کہ جس شخص نے مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا دستہ لیکر پہلی رات یہ کام کیا ہے وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ آپ[1] نے تمام رات شروع سے آخر تک فوج کی نگہبانی کی مسلمان برابر حفاظت کرتے رہے ایک دم کو بھی غافل نہیں ہوئے ان کے لشکر پر نور برس رہا تھا ان کی تکبیر و تہلیل کی صدائیں پہاڑوں سے ٹکرا رہی تھیں فلک بوس نعرے زمین کو وجد میں لا رہے تھے اللہ اکبر کی آواز آسمان کو چیرے ڈالتی تھی حضور آقائے دو جہاں با ئناہو وامہاتنا پر درود وصلوٰۃ

---

[1] ایک نسخہ میں یہ ہے کہ اول رات آپ نے درمیانی شب حضرت معاذ نے اور آخر شب حضرت یزید بن ابوسفیان نے نگہبانی کی ۱۲ منہ

پڑھ رہے تھےاوران کی راتیں اوردن انہیں آوازوں اور مسلمانوں کی نگہبانی میں گذرر ہے تھے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف سے کمک بھیجنے کی تیاری

راوی کا بیان ہے کہ قبطیوں اور مسلمانوں کے لشکر میں تو یہ ہو رہا تھا اب دوسری طرف کی سنیئے حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم نامہ جس وقت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس کی مہر توڑ کر کھول کے پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا یا ابا سلیمان! یہ بارگاہ خلافت سے میرے نام حکم نامہ آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک لشکر عظیم کے ساتھ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمک کرو بتلایئے آپکی کیا رائے ہے آپ نے کہا جب حضرت خلیفۃ المسلمین کا حکم ہے تو آپ حضرت عمرو بن عاص کی کمک کے لئے فوج روانہ کیجئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا ابا سلیمان! مصر کا راستہ اول تو پُرکٹھن دوسرے لمبا سفر تیسرے راہ میں پانی بہت کم اس لئے ڈرتا ہوں کہ اگر زیادہ فوج روانہ کروں تو راستہ میں نہ ہلاک ہو جائے آپ نے کہا ایہا الامیر! آخر آپ کتنی فوج بھیجنا چاہتے ہیں انہوں نے فرمایا چار ہزار سوار آپ نے کہا اگر آپ نے چار ہزار ہی کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تو مسلمانوں میں سے چار آدمی ایسے بھیج دیئے جو چار ہزار کے قائم مقام ہو جائیں انہوں نے فرمایا وہ چار کون کون ہیں آپ نے کہا ان میں کا ایک تو میں ہی ہوں دوسری حضرت مقداد بن اسود کندی تیسرے عامر بن یاسر کندی اور چوتھے حضرت مالک[1] اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت یہ سنا تو فرط خوشی سے آپ کا چہرہ مبارک دمکنے لگا فرمایا یا ابا سلیمان! تمہاری رائے بہت صائب اور مبارک ہے جیسا چاہو کرو۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تینوں حضرات کو بلا کر اپنے ارادہ سے مطلع کیا انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے ہر وقت بسر وچشم حاضر ہیں آپ نے فرمایا تم اپنا سامان درست کر لو سفر کے لئے بالکل تیار ہو جاؤ ہم انشاء اللہ العزیز آج ہی رات کو چل پڑینگے۔

---

[1] ایک نسخہ میں ان کے بجائے حضرت مالک بن حرث ہیں ۱۲ منہ

حضرت خالدؓ کا حضرت عمروؓ کی طرف روانہ ہونا

کہتے ہیں جب یہ دن گذر گیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو مغرب کی نماز پڑھا دی تو یہ تینوں حضرات خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ اپنا تمام سامان درست کئے اپنے خیمہ کے دروازہ پر کھڑے تھے انہیں دیکھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کی طرف چلے آپ انہیں دیکھ کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور سلام کیا ان حضرات نے سلام کا جواب دیا کچھ ضروری سامان اور ایک راہبر اس غرض سے ساتھ لیا کہ وہ انہیں شوبک اور وادی موسیٰ کا راستہ بتلا دے۔

بنی ثقیف، طی اور مرداس والوں کی کمک

یہ حضرات مصر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ جلدی پہنچیں جس وقت عقبہ ایلا کے قریب پہنچے تو اچانک گھوڑے، اونٹ اور ایک ہزار سے زائد گھوڑے سوار اور سانڈنی سوار انہیں نظر پڑے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے ساتھیوں کے ادھر بڑھے اور پاس پہنچ کے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حالات دریافت کئے اور فرمایا کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے انہوں نے کہا ہم بنی ثقیف طی اور مرداس کے قبیلہ کے لوگ ہیں حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں مصر کی طرف حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمک کے لئے روانہ کیا ہے آپ بہت خوش ہوئے اور انہیں ان کے اس فعل پر دعائیں دیں وہ جماعت بھی آپ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ کر خوش ہوئی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا کہ ہم بھی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمک کے واسطے ہی جا رہے ہیں انہوں نے آپ کی بہت عزت کی اور آپ کی ذات ستودہ صفات کو راستہ میں اپنے ساتھ نہایت مبارک خیال کیا۔

راستہ میں عرب عیسائیوں کے لشکر کا ملنا

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سرکردگی میں جو دستہ مصر کی طرف روانہ کیا تھا اس میں میں بھی شامل تھا ہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ہمراہیوں سے عقبہ ایلہ کے قریب ملاقی ہوئے ہم تمام آدمی مصر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ ہم جس وقت مصر کے قریب پہنچے اور ہمارے اور مصر کے مابین محض دو دن کا راستہ رہ گیا تو ایک روز رات نہایت اندھیری تھی ہاتھ کو ہاتھ دکھلائی نہیں دیتا تھا نہ اندھیرے کی وجہ سے کوئی شخص اپنے ساتھی کو ہی دیکھ سکتا تھا ہم اس میں برابر چلے جا رہے تھے کہ اچانک ہم نے دور سے کچھ آہٹ سنی اور ہم اسے سنتے ہی فوراً کھڑے ہو گئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جوانان عرب! کون شخص ہے جو اس فوج کی خبر جس کی آہٹ محسوس ہو رہی ہے ہمیں معلوم کر کے بتلائے حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں اونٹنی پر سوار تھا یہ سن کر نیچے اترا اپنی اونٹنی اپنے ساتھی کے سپرد کی پیدل آہستہ آہستہ چلا کہ کوئی پیروں کی چاپ نہ سن لے خود کو چھپاتا ہوا جہاں آہٹ معلوم ہوتی تھی پہنچا دیکھا تو ایک بہت بڑی فوج ہے میں نے اسکی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ متنصرہ عرب کا تین ہزار سے بھی زائد گھوڑوں اور سانڈنی سواروں پر مشتمل ایک لشکر ہے میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم جب تک میں پوری طرح اس کے حالات نہیں معلوم کر لونگا اس وقت تک نہیں لوٹونگا یہ سوچ کے میں نے اس کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا کہ دیکھوں وہ کیا کہتے اور کیا باتیں کرتے ہیں میں ابھی بہت ہی کم چلا تھا کہ میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں صلیب ہمارے دشمنوں کو ذلیل کرے ہم تو بالکل تھک گئے اور جس روز سے مدین سے چلے ہیں برابر کوشش کئے چلے ہی جا رہے ہیں راستہ میں بھی ہمیں کوئی نہیں ملا اب مصر قریب رہ گیا ہے چاہئے کہ یہیں پڑاؤ کریں ہم بھی آرام کر لینگے اور گھوڑے اور اونٹ بھی دانہ چارہ کھالیں گے کیونکہ آخر یہ بھی تو جاندار ہیں سفر بھوک اور پیاس نے انہیں بھی تھکا

دیا ہے فوج کے کمانیر نے کہا مسیح کی قسم ہم نے بغیر کسی سبب کے اپنے آپ کو اس مصیبت میں نہیں ڈالا بلکہ اس مصیبت کے بعد راحت حاصل کرنے اور ملک ارسطولیس سے انعام میں مال و دولت ملنے کے لالچ میں ہم نے ایسا کیا ہے لیکن اگر تم تھک ہی گئے ہو اور سانس لینے کا ارادہ کر لیا ہے تو یہیں پڑاؤ کر دو رات بسر کر و صبح ہی پھر کوچ کر دینا۔

لشکر پر حملہ کی منصوبہ بندی

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ لشکر ایک چشمہ پر جسکا نام غدیر تھا اترا کھانا پکانے کے لئے ایندھن[1] جمع کیا گھوڑوں کو دانہ اور گھاس ڈالا اور اونٹوں کو چرنے چھوڑ دیا میں نے جب خوب دلجمعی کر لی ان کی بات سے واقف ہو گیا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ قوم غسان، لخم، جذام اور عاملہ کے متنصرہ عرب ہیں تو میں اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی خبر دی اور جو کچھ ان سے سنا تھا آپ سے بیان کر دیا آپ نہایت خوش ہوئے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کی شکریہ ادا کیا اور ان پر حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ایہا الامیر! ہماری رائے میں اگر جناب انہیں اتنی مہلت دیدیں کہ وہ پڑ کر سو جائیں اور کچھ دیر آرام کر لیں اور پھر ہم اچانک ان پر حملہ کر کے شب خون ماردیں تو زیادہ مناسب ہوگا اس طرح ایک متنفس بھی بچ کر نہیں نکل سکتا آپ نے ان کی اس تجویز کو پسند فرمایا اور کہا بہت بہتر ہے جس طرح آپ حضرات کی رائے ہو کیجئے اسی وقت حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور حکم دیا کہ تیار ہو جائیں اسلحہ زیب بدن کر لیں اور گھوڑوں پر سوار ہو جائیں چنانچہ فوج تیار ہو گئی اس کے بعد غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اونٹوں اور سامان کی نگاہداشت رکھیں مسلمان کیل کانٹے سے لیس ہو کر اس بات کی انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کب مشرکوں کے ڈیروں میں آگ بجھے وہ

---

[1] ہیشح کا ترجمہ ہے شیح اگر چہ ایک قسم کے گھاس کو کہتے ہیں جو وہاں سوکھا کھڑا ہوگا جسے روٹی پکانے کے لئے جمع کیا مگر یہاں ترجمہ بھی کر دیا ہے۔

غفلت کی نیند سوئیں اور کب ہم اچانک ان پر حملہ آور ہوں ایک نے دوسرے کو نصیحت کی کہ ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی بچ کر نکل جائے اور وہ ارسطولیس کے پاس پہنچ کے ہماری خبر کر دے اور وہ ہماری طرف سے ہوشیار ہو جائے۔

حملہ اور دشمن کی شکست

راوی کا بیان ہے کہ مسلمان مشورہ کے مطابق وہیں کھڑے رہے حتیٰ کہ آگ بجھی وہ لوگ پڑ کر سوئے اور ان کے بولنے کی آوازیں موقوف ہوئیں مسلمان سمجھ گئے فوجی قاعدہ[۱] کے موافق قطار در قطار ادھر بڑھے حتی کہ عین ان کے سروں پر پہنچ گئے دشمن بالکل بے حس و حرکت پڑا سو رہا تھا انہوں نے اسے طرح چاروں طرف سے گھیر لیا جس طرح آنکھ کی سفیدی اسکی سیاہی کو گھیرے رہتی ہے اور حملہ کر دیا جب تلواریں گردنوں پر پڑنے لگیں سر کٹ کٹ کر تنوں سے جدا ہونے لگے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے کانوں میں پہنچے تو آنکھ کھلی گھبرا کے اٹھے کھڑے ہوئے چونکہ نیند میں ہو رہے تھے ادھر تلواریں دیکھ دیکھ کر طبیعت گھبرائی دہشت نے قلوب پر سکہ جمایا تو بوکھلا گئے تلواریں کھینچ کھینچ کر رات کے اندھیرے میں اپنے ہی آدمیوں پر پل پڑے اور ایک نے دوسرے کو کاٹنا شروع کر دیا حضرت رفاعہ بن قیس بشار بن عوف اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کچھ آدمیوں کو ساتھ لیکر فاصلے سے کھڑے ہو گئے جو شخص جان بچا کر ان میں سے بھاگتا اسے یہ حضرات گرفتار کر کے رسیوں میں باندھ لیتے تلوار برابر اپنا کام کر رہی تھی اور بہادروں کے ہاتھوں میں کام انجام دے کے سرخرو پھر واپس آ جاتی تھی آخر رات کی ظلمت یہ مہیب تماشہ دیکھتے دیکھتے گھبرا گئی اور صبح کی چاندنی ان کی حالت زار کو دیکھنے آگے بڑھی صبح صادق نے جس وقت دنیا کو اپنے آنے کا پیام دیا ہے اس وقت یہ تمام قوم یا تو خاک و خون میں لتھڑی زمین پر لوٹ رہی تھی یا اللہ والوں کے قبضہ میں تھی۔

---

[۱] یہ تسطل القطاط کا ترجمہ ہے یعنی جس طرح بلبیان آہستہ آہستہ چلتی ہیں قطاط نر بلی کو کہتے ہیں غالباً یہ مطلب ہے کہ بلی کے پیر میں نیچے کی طرف چونکہ گدی لگی رہتی ہے کہ اسکے چلنے میں آواز نہیں ہوتی اسی طرح آہستہ آہستہ وہ چلے کہ غنیم کو خبر نہ ہو مگر اسکا ترجمہ فوجی قاعدہ کے موافق کر دیا ہے جو یہاں میری رائے میں نہایت مناسب ہے ۱۲ شبیر احمد انصاری مترجم کتاب ہذا

دشمنوں کے قیدیوں اور غنیمت کا فیصلہ

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے مقتولین کا شمار کیا تو ایک ہزار تعداد ہوئی اور ما بقی یعنی دو ہزار ہماری قید میں تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکابر اور معززین قوم کو تو اپنے قبضہ میں کیا اور باقی کی گردنیں مار دینے کا حکم فرمایا جب تمام مشرکین کی گردنیں قلم کر دی گئیں تو آپ ان معززین قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب تم مجھے اپنے حالات بتلاؤ کون ہو اور کہاں کا قصد تھا انہوں نے کہا ہم جبلہ بن ایہم کے بنی عم (چچازاد۔ یا قبیلہ کے لوگ) اور نصرانی عرب ہیں آپ نے فرمایا کہاں جا رہے تھے انہوں نے کہا ہم بلاد شام میں آباد تھے جب ہرقل کو ہزیمت دیکر آپ حضرات وہاں کے مالک ہو گئے ہرقل اپنے بال بچوں اور خزانے کو لیکر قسطنطنیہ چلا گیا جبلہ بن ایہم اپنے بنی عم اور اکابر قوم کے ساتھ کشتیوں میں بیٹھ کر دریا کے راستہ سے جزایر پہنچ گیا تو ہم آپ کے خوف سے مدین میں جا کر آباد ہو گئے اور ملک مقوقس والی مصر کو لکھا کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم آپ کی فوج میں بھرتی ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں اس نے اس سے انکار کیا ہم نے اس کے بیٹے ولیعہد ارسطولیس کے پاس گھوڑے تحائف اور کچھ ہدایا بھیجے اور التجا کی ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم آپ کے پاس آ کر آپ کے ظل عاطفت میں اپنی زندگی بسر کریں اور فوجی خدمات انجام دیں جب اس کے پاس ہمارا خط اور ہدایا پہنچے تو اس نے ہمارے لئے خلعت بھیجی اور لکھا کہ چلے آؤ اب ہم وہیں جا رہے تھے کہ اچانک آپ نے حملہ آور ہو کر اپنی تلواروں کے جوہر دکھلا کے ہمیں گرفتار کر لیا اور اس وقت آپ کی شمشیر کے نیچے کھڑے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے اور فرمایا جو کسی مومن کے لئے کنواں کھودتا ہے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ بھی عنقریب اس کے واسطے کنواں کھود دیتے ہیں (چاہ کن را چاہ درپیش) اس کے بعد آپ نے اسلام کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا آپ نے حکم دیا کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں چنانچہ چشم زدن میں ان کے سر قلم کر دیئے گئے۔

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے گھوڑے، اونٹ،

ہتھیار سامان اور جو کچھ ان کے ساتھ مال و متاع اور زاد راہ تھا نیز بادشاہ نے افسران فوج کیلئے جو خلعتیں روانہ کی تھیں ان سب کو اپنے قبضہ میں کیا خلعتیں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان میں ایک خلعت فاخرہ بھی ہے جو نہایت بھاری اور زیادہ قیمتی ہے اور اسے بادشاہ نے اس شخص کیلئے بھی بھیجی تھی جو اس تمام فوج کا کمانیر تھا آپ نے وہ حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمادی اور اسی روز عصر کے وقت مصر کی طرف چل پڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ایک بڑے گرجا کے پاس پڑاؤ

اچانک ہمیں ایک ویر (گرجا) جسے ویر مرقش کہتے تھے اور جس میں راہب لوگ رہا کرتے تھے نظر پڑا۔

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی طرف رخ کیا اور اسکے پاس پہنچ کر اس کے گرداگرد پڑاؤ ڈالدیا وہاں کے لوگ دیواروں کے اوپر سے دیکھنے لگے اور دریافت کیا اے عربو! تم کون ہو ہم نے کہا شام کے رہنے والے عرب اور ملک ہرقل وجبلہ بن ایہم کے ساتھیوں میں سے ہیں اور تمہارے بادشاہ ارسطولیس کی مدد کے لئے آئے ہیں اس نے ہمارے پاس اپنا قاصد بھیج کر خلعت اور مال و اسباب سے ہمیں سرفراز فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ محمدی عربوں کے مقابلے میں ہماری مدد کے لئے آجاؤ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور ہماری خاطر و مدارات کی۔

گرجے کا بڑا پادری

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں ویر کے سب سے بڑے بطرک (پادریوں کے سردار) نے جھانک کر دیکھا یہ دراصل شام کے پادریوں میں سے تھا اور ایک بہت بڑا عالم اور دانا شخص تھا آل غسان سے خوب واقفیت رکھتا تھا کیونکہ اس نے شام میں پرورش پائی تھی اور ملک ہرقل نے جبلہ بن ایہم کو جو[1] جاگیر عطا کی تھی اسکی مالگذاری[2] وصول کرنے پر جبلہ بن ایہم نے اسے ہی مامور کردیا تھا اور جب مسلمانوں نے بعلبک اور

---

[1] یہ قیچہ کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

[2] یہ جباتیہ کا ترجمہ ہے جباتیہ اگرچہ خراج وصول کرنے کو کہتے ہیں مگر مناسب یہی ترجمہ ہے ۱۲ منہ

حمص فتح کیا تھا تو یہ پادری بولیس بن لوقا (اسی پادری کا نام ہے) طرابلس ہوتا ہوا مصر آ گیا تھا بادشاہ مقوقس کو جب اس کے آنے کی خبر ہوئی تھی تو اس نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا تھا یہ جس وقت اس کے پاس گیا تو بادشاہ نے اس سے اسکے حالات دریافت کئے تھے اور مقوقس نے حالات سننے کے بعد اسے خلعت دی تھی اور قصر شمع کے کنیسہ معلقہ میں ٹھہرا دیا تھا یہ چونکہ نہایت عالم فاضل شخص تھا اس لئے اپنے علم کی بدولت پوپ کے مرتبہ کو پہنچ گیا تھا اور قبطیوں کے نزدیک یہی پوپ[۱] مانا جاتا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان مصر پر قابض ہونے کے ارادہ اور بادشاہ سے جنگ کرنے کے لئے رمضان شریف کے چاند دیکھنے سے پہلے مصر پر چڑھ کر آئے وہاں ڈیرے ڈال دیئے اور جو واقعات ہم نے بیان کئے ہیں وہ ہو گذرے رمضان کا مہینہ آیا بادشاہ اپنے خلوت کدہ میں داخل ہوا اور اس کا ولیعہد اسکی جگہ تخت پر بیٹھا تو اس ولیعہد کو ایک ایسے شخص کی ضرورت لاحق ہوئی جس سے یہ مشورہ کر سکے اس نے اپنا ایک قاصد ویر مرقش میں بھیج کر وہاں کے بطرک کبیر یعنی بابیوس (پوپ) کو بلا بھیجا اور اپنے ان امور میں جو اسے پیش آئے تھے قصر شمع کے کنیسہ معلقہ میں اس سے مشورہ کیا اور اس لعین پادری بولیس بن لوقا کو ویر مرقش میں (اسکی جگہ) بھیج دیا یہ یہیں رہنے لگا اور اس وقت تک یہیں رہا کہ مسلمان عرب (جنمیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے) اس دیر کے پاس آ کے اس کے چاروں طرف ڈیرے ڈال کے پڑ رہے اب ہم پھر اسی اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

پادری کا مسلمانوں کو پہچان لینا

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس پادری نے ہماری طرف دیکھا اس نے چونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام میں چند جگہ دیکھا تھا نیز ہر بیس والی حمس نے بھی اسے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بطور ایلچی کے جبکہ مسلمان حمس میں اسکے فتح ہونے سے قبل پہلی مرتبہ آئے تھے بھیجا تھا اس لئے یہ حضرت

[۱] یہ بابیوس کا ترجمہ ہے بابیوس سب سے بڑا پادری یعنی بطرک کبیر جو پوپ ہی ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب پہچانتا تھا اس نے ہماری طرف غور سے دیکھنا شروع کیا خبیث ہمارے چہروں کی تمیز کر رہا تھا اور ہمارے لباس کو بغور دیکھتا جاتا تھا آخر اس نے ہم سے کہا تم کون سے عرب ہو ملعون عربی نہایت فصیح بولتا تھا ہم نے کہا ہرقل کے ساتھی نصرانی عرب ہیں دشمن سے لڑنے اور تمہارے بادشاہ کی مدد کرنے آئے ہیں بادشاہ نے ہمارے پاس ہدایا، مال و اسباب خلعتیں اور ایلچی بھیجا تھا اور مدد طلب کی تھی اس نے کہا مسیح کی قسم نہ تم غسانی ہو نہ نصرانی عرب بلکہ حجازی عرب ہو تم آج تک اپنے شہروں سے باہر نہیں نکلے تھے آج پہلی مرتبہ یہاں آئے ہو نہ کبھی تم شام گئے اور نہ وہاں کی لڑائی میں کبھی شامل ہوئے حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں سے ملعون کہنے لگا تمہارا لباس غسانیوں کے مشابہ کسی طرح نہیں ہو سکتا وہ شام کے بادشاہ تھے انہوں نے اپنے لباس میں رومیوں کی مشابہت اختیار کر لی تھی اطلس اور ریشم کے کپڑے پہننے لگے تھے گھوڑوں پر مرصع زین کس کر سوار ہونے لگے تھے سفید رو (۱) گھوڑوں کو تل رکھتے تھے اور اپنے سروں پر سونے اور چاندی کی صلیبیں اٹھائے رکھتے تھے اس میں شک نہیں کہ تم محمدیؐ عرب ہو مکر و فریب کے ساتھ یہاں اس غرض سے آئے ہو کہ ملک ارسطولیس کے سر پر کوئی بلا ڈال کے اس کے ملک پر ملک شام کی طرح قابض ہو جاؤ اور جس طرح وہاں سرداروں اور ہرقلیہ کو قتل کر کے وہاں کے خود مالک ہو گئے ہو یہاں کے بھی مالک ہو جاؤ میں تمہارے اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جس نے تمام شام کو فتح کر ڈالا وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کیا سرداروں اور جوانمردوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور وہاں کے بادشاہوں کو شکست دی میں ابھی بادشاہ کو لکھ کر تمہارے تمام حالات اور قصہ سے اس کو مطلع کرتا ہوں تا کہ وہ تمہیں فوراً گرفتار کر لے۔

حضرت عامر بن ہبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ کا یہ خیال خام ہے آپ جو کچھ فرما رہے ہیں ہمیں تو اسکے متعلق خبر بھی نہیں ہے کیا آپکو یہ معلوم نہیں کہ مسلمانوں نے ہماری وہ تمام چیزیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے لوٹ لی ہیں ہمارے پاس تو انہوں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہم تو عزت سے ذلت کو اور غنا سے فقر کو پہنچ گئے ہیں ملک ارسطولیس کو ہم نے خود

---

(۱) یہ برقعہ کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

لکھا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے پاس آ کے آپ کی طرف سے دشمن کا مقابلہ کریں اس نے اس کے جواب میں ہمارے پاس خلعتیں روانہ کیں اور ہماری طبیعتوں کو خوش کر دیا۔

حضرت عامر بن بسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کے وہ ملعون ہنسا اور کہنے لگا اچھا اکثر غسانی لوگ رومی زبان سے واقف ہوتے ہیں تمہارے اندر وہ کونسا شخص ہے جو رومی زبان میں مجھ سے گفتگو کرے ہم نے کہا ہم تو سوائے اپنی مادری زبان کے دوسری زبان نہیں جانتے یہ سن کر وہ مردود کہنے لگا اپنے دین کی قسم تم قطعاً غسانی نہیں ہو مجھے اب بالکل یقین ہو گیا ہے تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی ہو ہم نے کہا کم بخت! اگر ہم محمدی ہوتے تو اتنی جسارت نہ کرتے کہ دن میں یہاں آ جاتے بلکہ رات کو چلا کرتے اور دن میں چھپے رہا کرتے تو مسیح کے سامنے توبہ کر کہ اس کی امت کو تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی بنا دیا یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے یہ سن کر وہ چپکا ہو گیا اور ہمارے ساتھ پھر کلام نہیں کیا دیر کے تمام رہبان اس سے کہنے لگے مقدس باپ! اگر یہ محمدی ہوتے تو واقعی دن کی روشنی میں مصر کے اندر نہ داخل ہوتے اور نہ آبادی کے اندر ٹھہرتے اس نے کہا اپنے دین کی قسم میں انہیں خوب پہچانتا ہوں یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے ساتھی ہیں تم ان پر قطعاً بھروسہ نہ کرو اور نہ انہیں کھانا وغیرہ دو میں ابھی بادشاہ کے پاس ان کے تمام حالات لکھ کر بھیجونگا تاکہ وہ ان کے مکر و فریب سے ہوشیار رہے۔

حضرت عامر بن ہبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا فضل ہمارے شامل حال تھا۔

پادری کا گرفتار ہونا

جب راہبوں نے بولیس سے یہ سنا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اگر اس قس نے حقیقۃً انہیں پہچان لیا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان سے اپنے لئے صلح کر لیں اس طرح ہم ان کے مکر و فریب سے بچے رہینگے اور امن سے اپنے دیر میں بیٹھے رہینگے ایک راہب ان میں عقل مند زیرک صاحب علم اور بہت دانا تھا کہنے لگا اگر تم نے ایسا کیا تو اپنے حق میں بہت اچھا کرو گے لڑائی کا دھوپ سائے جیسا قصہ ہے نہ معلوم کس طرف ڈھل جائے اور فریقین میں کس کا پلہ بھاری رہے مگر ہاں البتہ اتنا ڈر ہے کہ اگر ہمارے بادشاہ کی فتح ہو گئی تو یہ مردود

پادری اسے ہماری اس صلح کی خبر کردے گا اور وہ ہمیں قتل کرادے گا یہ ملعون چونکہ ہمارے ہم مذہب بھی نہیں بلکہ نسطوری ہے اور ہم لغاقبہ ہیں اس لئے رات دن ہمارے سامنے کفر کرتا رہتا ہے اگر تم نے اس قوم سے مصالحت کا مصمم ہی ارادہ کرلیا ہے اور امان لینا ہی چاہتے ہو تو پہلے اس لعین کو گرفتار کر کے ان کے سپرد کردو وہ اس کے ساتھ جو کچھ چاہیں سلوک کریں اور پھر صلح کرلو اگر فتح ان کے ساتھ رہی تو بہت ہی بہتر ہے اور اسی لئے ہم ان سے صلح کرتے ہیں لیکن اگر ہمارے بادشاہ نے انہیں مار کر بھگا دیا اور وہ فاتح رہا تو یہ تو بھاگ ہی جائیں گے اور ہمارے بادشاہ کو ہماری صلح کی خبر تک بھی نہیں ہوگی۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے راہب کی اس رائے کو مناسب سمجھا اور اس بات پر سب متفق ہو گئے کہ واقعی اسے باندھ کے ان کے سپرد کر دیا جائے وہ ان کی اس بات سے بالکل بے خبر تھا یہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اسے پکڑا مشکیں کسیں اور دیوار کے اوپر سے عربوں پر ظاہر ہو کے کہنے لگے تمہیں اپنے معتقدات اور دین کی قسم آیا تم محمدی ہی ہو یا کوئی اور ہم نے اس قس کو گرفتار کرلیا ہے اور چاہتے ہیں کہ اسے تمہارے سپرد کر کے تم سے صلح کرلیں اور امان مانگ لیں ہم ایک ایسے فرقہ اور گروہ کے لوگ ہیں جو لڑنا نہیں جانتا اور نہ دراصل ہم لڑائی کے لئے پیدا ہی ہوئے ہیں حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے قوم! جب تم نے ہم سے صلح ہی کا ارادہ کرلیا ہے تو ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کہ پھر تم سے اپنے حالات مخفی رکھیں یا جھوٹ بولیں کیونکہ ہمارے نزدیک جھوٹ سے زیادہ اور کوئی بُری چیز نہیں دوسرے اسلام نے ہمیں خصوصیت کے ساتھ جھوٹ بولنے اور جھوٹوں کی اتباع کرنے سے منع فرمایا ہے ہاں اگر ہمارے کسی آدمی کے سر پر تلوار چل رہی ہو اور وہ اپنے دین کے متعلق سوال کیا جائے تو اس وقت اسے مباح ہے، ہم واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں تمہارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان ہے۔

پادری کی موت

کہتے ہیں کہ راہبوں نے جب حضرت مالک اشتر نخعی کی یہ گفتگو سنی تو وہ دیوار سے نیچے اترے دیر کا دروازہ کھولا بولیس کو باہر نکالا اور مسلمانوں کے سپرد کر دیا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے اس سے فرمایا خدا کے دشمن! تو نے تو ہمارے ساتھ کچھ اور ہی ارادہ کیا تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ اور ہی کر دیا اس کے بعد آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اس نے انکار کیا اور کہا میں شام سے بھاگ کر مصر آیا تو مسیح نے پھر بھی مجھے تمہارے ہاتھوں میں ڈالدیا اس میں شک نہیں کہ مسیح مسلمان ہیں مگر میں تمہارے دین کا منکر ہوں آپ نے یہ سن کر اس کی گردن اڑا دی۔

حضرت خالدؓ سے بڑے راہب کی گفتگو

حضرت عامر بن ہبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ راہب دیر میں سے ہمارے واسطے کھانا اور جانوروں کے لئے چارہ لایا ہم نے کھانا کھایا گھوڑوں کے آگے گھاس ڈالا اور رات کو انہیں کے پاس رہے۔ جس بوڑھے راہب نے اس قس کی گرفتاری کے متعلق راہبوں کو مشورہ دیا تھا وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا ایہا الامیر! میں تمہارے بشرہ کو بغور دیکھ رہا ہوں تمہارے اندر سے مجھے شجاعت و براعت ٹپکتی دکھلائی دے رہی ہے آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابیوں میں سے کون سے صحابی ہو آپ نے فرمایا میں خالد بن ولید مخزومی ہوں اس نے کہا دین مسیح کی قسم وہ آپ ہی ہیں جس نے شام فتح کیا بادشاہوں کو ذلت دی اور بہادروں کا قلع وقمع کر دیا آپ کی صفت میرے پاس محفوظ ہے یہ کہہ کر وہ دیر میں گیا دیر تک غائب رہا اور ایک جز دان لیکر نکلا اسے کھول کر اس نے اس میں ایک بہت بڑی کتاب نکالی اس کے اوراق الٹے تو اس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ اور لباس مندرج تھا نیز آپ کا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فوٹو بھی دے رکھا تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوٹو کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اس کے بعد وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا ایہا الامیر! میں ہمیشہ آپ حضرات کے حالات دریافت کرنے کے درپے رہا ہوں اور آپ کی تمام خبریں مجھ تک پہنچتی رہی ہیں جس وقت آپ حضرات شام میں داخل ہوئے اور شام کے بعض شہر بھی آپ نے فتح کر لیے تو اس وقت تک آپ تمام فوج کے افسر اور امیر تھے لیکن جس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو معزول کر کے آپ کی جگہ دوسرے کا تقرر کر دیا تو مجھے بڑا سخت تعجب ہوا کیونکہ ہماری کتابوں میں ان شہروں کا فاتح آپ

ہی کولکھا ہے اس لیے آپکی معزولی کا آخر سبب کیا تھا آپ نے فرمایا ایہا الراہب! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے امام اور خلیفۃ الرسول ہیں جس وقت آپ کوئی حکم فرماتے ہیں تو اس کا امتثال ہمارے اوپر فرض ہو جاتا ہے اللہ پاک عزوجل نے ہمیں انکی اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور قرآن مبین میں ارشاد کیا ہے **یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو تم میں سے صاحب حکم ہو ان سب کی اطاعت کرو اس لئے ہم پر ان کی اطاعت فرض ہے آپ ہمیشہ عدل کو کام میں لاتے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں بلاد مفتوحہ نیز جو کچھ مال ومتاع ہم نے جمع کیا ہے ان سب کے آپ ہی مالک ہیں غنیمت میں ہمارے جو کچھ ہاتھ لگتا ہے اس کا خمس ہم برابر ان کے پاس بھیجتے رہتے ہیں ان کا حکم ہمیشہ قابل تعریف ہوتا ہے دنیا میں زہد کے سوا ان کا کوئی کام نہیں دنیا پر ہمیشہ آخرت کو ترجیح دیتے ہیں عجز وانکسار کی وجہ سے خاک نشینی اختیار کر رکھی ہے سادگی کی یہ حد ہے کہ ایک کملی اوڑھنے پہننے کو کافی ہو جاتی ہے تو اضعاً للہ بازاروں میں پیدل پھرتے رہتے ہیں دراصل آپ کا لباس تقوی وطہارت کام رعیت کے ساتھ عدل وانصاف اصول ذکر خدا اور عادت تواضع وانکسار ہے یتیموں پر مہربانی فرماتے ہیں بیوہ عورتوں اور مساکین کے ساتھ لطف وکرم کرتے ہیں مسافروں کی خبر گیری اور ان کی اعانت اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں دین کے سخت پابند ہیں کافروں کے ساتھ سختی کرنے میں ضرب المثل ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے شعائر قائم کرنے میں اپنے آپ کو ہمہ تن مصروف رکھتے ہیں حق بات کہنے میں کبھی نہیں شرماتے اور مخلوق کے ساتھ خواہ مخواہ چرب زبانی کرتے نہیں پھرتے ہیں سب نے کہا کیا آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں ان کی ہیبت کا یہی حال تھا آپ نے فرمایا ہاں میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے پاس اندر آنے کی اجازت طلب کی اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت قریش کی چند عورتیں بیٹھی اپنا اپنا کچھ شکوہ وشکایت اونچی آواز سے بیان کر رہی تھیں جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو اندر آنے کی اجازت دیدی تو وہ

عورتیں جلدی سے پردہ کے اندر گھس گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ پاک تبارک وتعالیٰ آپکو ہمیشہ ہنستا رکھیں، یعنی یہ بطور دعا کے کہا، مترجم) جناب کیوں ہنسے آپ نے فرمایا عمر! جب یہ عورتیں تمہارے خوف سے ڈر کر بھاگیں تو مجھے ہنسی[1] آ گئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تو آپ ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے پھر آپ نے عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے اپنی جان کی دشمن عورتو! مجھ سے ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول سے نہیں ڈرتیں انہوں نے کہا ہاں آپ بہت سخت آدمی ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر! مجھے اس ذات وحدہٗ لاشریک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر راستہ میں تمہیں کسی دن شیطان بھی مل جائے تو وہ بھی تو تمہیں دیکھ کر دوسرے راستہ کو ہو لے۔

مسلمانوں کا بھیس بدل کر مصر کو جانا

راوی کا بیان ہے کہ جب راہب نے یہ سنا تو کہنے لگا تمہارے نبی کی رحمت، برکت اور رسالت لوٹ کے تمہارے امام نیز تم پر چلی آتی ہے آپ نے فرمایا تجھے ہمارے دین میں داخل ہونے سے کون مانع ہے اس نے کہا جب رب السموات والارض چاہے گا ایسا بھی ہو جائے گا آپ[2] نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے اس دیر کی صلیبیں اور زناریں مجھے دیدو اس نے کہا بہت بہتر اور اندر جا کر چاندی کی ایک بڑی صلیب جو مذبح کی تھی نیز اور بہت سی چھوٹی چھوٹی صلیبیں اور زناریں آپ کے سپرد کر دیں آپ نے انہیں لیکر حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے انہیں لیکر جن نصرانی عربوں کو انہوں نے راستہ میں قتل کیا تھا ان کا لباس پہنا اور اس دیر میں پڑ کر سو گئے جب صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وادی القریٰ کے دس آدمیوں کو دیر پر متعین کیا کہ کوئی یہاں سے نکل کر بادشاہ کے پاس جا

---

[1] حضور کے اصل الفاظ یہ ہیں عجبت یا عمر یعنی اے عمر میں نے تعجب کیا مگر ترجمہ کے مناسب بھی تھا کہ مجھے ہنسی آ گئی ۱۲ منہ

[2] ایک نسخہ میں یہ ہے کہ اس راہب نے کہا کہ اگر آپ حیلہ ہی کرتے ہیں تو صلیبیں اور زناریں ہماری اوڑھ لیں تا کہ حیلہ مکمل ہو جائے ۱۲ منہ

کے اسے خبر نہ کر دے پھر ساتھیوں کی کمروں میں زنارین بندھوائیں سرونی پر صلیبیں اٹھوائیں اور نصرانی عربوں کے بھیس میں وہاں سے مصر کی طرف کوچ کر دیا۔

بادشاہ کو عرب نصرانیوں کے قافلہ کی اطلاع

کہتے ہیں کہ چونکہ مصر اور ان کے مابین فقط ایک ہی روز کا راستہ رہ گیا تھا اس لئے آپ حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا نصر! تم بادشاہ کے پاس جا کے اسے ہمارے آنے کی اطلاع دیدو اور کہو کہ نصرانی عرب آپ کی مدد کیلئے آ گئے ہیں حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کے جلدی چلے یہاںتک کہ بادشاہ کے لشکر کے قریب پہنچ گئے۔

حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت میں قبطیوں کے لشکر کے قریب پہنچا تو لوگ میری طرف دوڑے اور کہا تم کون ہو میں نے کہا میں نصرانی عربوں کا ایلچی ہوں بادشاہ کی خدمت میں ان کی آنے کی اطلاع کرنے آیا ہوں لوگوں نے مجھے اپنے بیچ میں لیا اور بادشاہ کے خیمہ کے پاس پہنچ کے اندر جانے کی اجازت چاہی بادشاہ نے اجازت دیدی میں جس وقت خیمہ میں اندر جا کے بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا تو چوب برداروں نے مجھے چیخ کر متنبہ کیا کہ بادشاہ کو سجدہ کر کے شاہی آداب بجالاؤ خدا کی قسم میں نے ان کی چیخوں کی بالکل پرواہ نہ کی اور یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ سجدہ نہ کرونگا مگر پھر یہ خیال آیا ایسا نہ ہو کہ انہیں میری طرف سے شبہ ہو جائے اور ہمارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے کیونکہ ان کے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی تھی کہ جو شخص روئے زمین کے کسی بادشاہ کو سجدہ نہیں کریگا وہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ہوگا میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں سجدہ کرنے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نیت کرتا ہوں اور رب العالمین ہی کو سجدہ کرتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا آپ فرما رہے تھے **انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی** اعمال نیتوں کے ساتھ ہی تعلق رکھتے ہیں اور ہر شخص کے واسطے وہی ہے جسکی وہ نیت کرے۔

سلطنت کے اکابر کا استقبال کیلئے نکلنا

یہ سوچ کر میں نے حق تبارک وتعالیٰ کے سامنے سجدہ کیا جس وقت سجدہ سے سر اٹھایا

تو بادشاہ کے وزیر نے مجھ سے کہا عربی بھائی! تمہارے بھائی بند آ گئے میں نے کہا ہاں جبل مقطم کے قریب ہیں وزیر نے یہ سن کے خادموں اور اکابر دولت کو حکم دیا کہ وہ عربوں کے استقبال کیلئے نکلیں چنانچہ وہ اپنے اپنے گھوڑوں پر نہایت زیب و زینت کے ساتھ سوار ہوئے اور غلام کوتل گھوڑے جن کے اوپر مرصع جواہر زینیں کسی ہوئی تھیں سونے کا ملمع کئے ہوئے لگام منہ میں تھے نکتے[۱] (یا سہرے یا روئے بند) جن میں موتی ٹکے ہوئے تھے سر پر باندھ رکھے تھے لئے ہوئے آگے آگے ہوئے اور ارسلاؤس قبطی انہیں اپنی قیادت میں لیکر چلا بادشاہ نے حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت سے سرفراز کیا اور یہ تمام قوم عربوں کی پیش قدمی کے لئے نکلی یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ نصرانی عرب ہیں اور تقدیر کے لکھے سے بالکل بے خبر تھے حضرت نصر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز قبطی تو پیش قدمی کیلئے نکلے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر جبل مقطم کے قریب پہنچ گئے۔

حضرت خالدؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ کو تیار رہنے کا پیغام

حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وادی القریٰ اور اہل وادی نخلہ کی جو فوج روانہ کی تھی اس میں میں بھی تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے بہت محبت فرماتے اور میرے ساتھ اپنے عزیزوں کا سا برتاؤ کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد ماجد غفرلہٗ حضرت عاص بن وائل سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریک تجارت تھے اور حضرت[۲] خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہوا کرتی تھی تو وہ اسکے خریدنے کے واسطے بصریٰ کے بازار تک تشریف لے جایا کرتے تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ قبطی ہمارے استقبال کیلئے نکلے ہیں تو آپکو یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمان جب انہیں ہماری طرف آتا

---

[۱] یہ براقع کا ترجمہ ہے نکتے جو گھوڑوں کے منہ پر باندھ دیتے ہیں ۱۲ منہ [۲] یہ لان ابی کان شریکا للعاص بن وائل السہمی وکان یسفر لہ بالبضائع الی سوق بصریٰ کا ترجمہ ہے لہ کی ضمیر بہتر تو یہ تھا کہ للعاص بن وائل السہمی کی طرف راجع ہوتی کیونکہ اقرب یہی ہے مگر پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کرنے کا کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا اس لئے یہ ضمیر حضرت خالد کی طرف پھیر دی تا کہ مطلب صاف ہو جائے اور محبت کرنے کی وجہ سمجھ میں آ جائے اگر چہ ضمیر کا مرجع ابعد ہے ۱۲ منہ

دیکھیں گے تو انہیں بڑی تشویش لاحق ہوگی نیز اس بات کا بھی خوف پیدا ہوا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھی (ممکن ہے) مرعوب ہو جائے اس لئے آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابن مرۃ! میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات کہوں تم ذرا غور سے سنو میں نے کہا حضرت فرمایئے وہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز آپ کے ساتھی جب ہمیں متنصرہ عربوں کے لباس میں دیکھیں گے اور ساتھ ہی ہمارے سروں پر صلیبیں ایستادہ ہونگی قبطی استقبال میں ہونگے تو ان کے دل نہایت تشویش میں پڑ جائینگے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے گھوڑے سے اتر کر گھوڑا غلام کے سپرد کر دو اور اس پتھر کی سل کے نیچے چھپ جاؤ جب ہم آگے نکل جائیں اور تم اکیلے رہ جاؤ تو تم چپکے سے وہاں سے نکل کے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچو اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا تمام قصہ بیان کر دو اور کہو کہ ہم نے دشمن کے ساتھ مکر کیا ہے تاکہ ان کا دل مطمئن رہے اور وہ بھی کیل کانٹے سے لیس ہو جائیں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ تم سے خوب واقف ہیں تمہارے سوا اگر کسی اور کو بھیجا تو انہیں پوری طرح اطمینان نہ ہوگا میری طرف سے انہیں سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ جنگ کیلئے تیار رہیں اور قبطیوں کے لشکر میں جس وقت ہماری تکبیروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تہلیل و تکبیر کے نعروں سے ہماری آوازوں کا استقبال کریں اور قبطیوں پر حملہ کر دیں۔

حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت! میں بسر و چشم حاضر ہوں میں گھوڑے سے اترا اپنے غلام دارم کے گھوڑا سپرد کیا پہاڑ کی طرف چلا اور ایک بہت بڑے پتھر کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔

لشکر اور اکابرین سلطنت کی ملاقات

حضرت نعیم کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام فوج نے نصرانی عربوں کا لباس پہنا بادشاہ نے جو خلعتیں بھیجی تھیں وہ زیب بدن کیں وہ خاص[1]

---

[1] یہاں حضرت مصنف کا تسامح معلوم ہوتا ہے پہلے یہ کہا تھا کہ خلعتوں میں ایک خلعت فاخرہ بھی ملی جو بادشاہ نے سب سے بڑے کمانیر کیلئے بھیجی تھی اور وہ حضرت خالد نے حضرت رفاعہ بن قیس کو مرحمت فرمادی تھی اور یہاں دو خلعتیں کہتے ہیں ۱۲ منہ

خلعتیں جو بادشاہ نے بطور استقبال کے روانہ کی تھیں حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنیں تمام لشکر نے صلیبیں سر پر اٹھائیں نصرانیوں کے علم سامنے کئے سونے اور چاندی کی دو صلیبیں جو دیر سے لی تھیں انہیں بلند کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مقداد حضرت عمار اور حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنا اپنا لباس تبدیل کیا اور مصر کی طرف چل دیئے ابھی چل ہی رہے تھے کہ راستہ میں قبطیوں کا لشکر بادشاہ کے مقربین اور فوج کا افسر ارسلاؤس ملا حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم سب پیدل ہو کے ان کے سامنے جھک جاؤ قیامت میں اسکے متعلق تم سے کچھ باز پرس نہ ہوگی حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کی قسمیں کھاؤ اور دیکھو کوئی شخص بھی بھول کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ کرے ورنہ قوم ہماری طرف سے چوکنا ہو جائے گی اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اپنے کام میں اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ کرو یہ سن کے مسلمانوں نے تعمیل حکم کی گھوڑوں سے اترے اور بادشاہ کے اکابرین اور فوج کے کمانیر ارسلاؤس کے سامنے تعظیم کے لئے جھکے اور انہیں دعائیں دیں بادشاہ کے مقربین ان کی طرف متوجہ ہوئے ان کی تعظیم وتکریم کی اور گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دیا یہ گھوڑوں پر سوار ہو کے چلے اور بادشاہ کے سراپردہ تک پہنچ گئے بادشاہ کے مقربین نے انہیں یہاں پہنچ کر گھوڑوں سے اترنے کا حکم دیا یہ گھوڑوں سے اتر اتر کر سراپردہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔

دو صحابہؓ کا بادشاہ کے دربار میں جانا

انہوں نے بادشاہ سے ان کے لئے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی بادشاہ نے محض افسران لشکر کیلئے اندر آنے کی اجازت دی حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مقداد حضرت عمار حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز تمام بقیہ عرب سراپردوں کے باہر ٹھہرے رہے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے بادشاہ کو دعائیں دیں آداب شاہی بجالائے اور بادشاہ کے سامنے تعظیم کیلئے جھکے۔

بادشاہ سے گفتگو

بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! تم نے ہماری محبتوں کو دیکھ لیا کہ ہم تم سے کس قدر محبت کرتے ہیں اور تمہیں کتنا عزیز سمجھتے ہیں۔ اب میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو کے ہمارے دشمنوں کا مقابلہ کرو اور ہم تم ان محمدی عربوں کے مقابلہ میں ایک ہو جائیں اگر تم نے ہماری ان نصیحتوں پر کان دھرا ہماری خیر خواہی کی ہمارے دشمنوں سے لڑے اور ہماری سلطنت کی تم نے حمایت کی تو پھر ہم تمہارے حکم کے تابع ہو جائینگے اپنا ملک تمہیں تقسیم کر دینگے اور اپنی نعمتوں کا تمہیں شریک بنالینگے حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بادشاہ! آپ اطمینان رکھیں وہ وقت بہت جلدی آنے والا ہے جب ہم آپ کے سامنے اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرینگے اور آپ ہماری بہادری کو دیکھ کر خوش ہو جائینگے بادشاہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دو بھاری خلعتیں حضرت رفاعہ اور حضرت بشار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیں ان دونوں حضرات نے انکو انہیں خلعتوں کے اوپر پہن لیں جو یہ پہن کر تشریف لے گئے تھے اور جو بادشاہ کی بھیجی ہوئی تھیں اور انہیں ہی دیکھ کر بادشاہ کو ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا تھا اور اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ نصرانی عرب ہی ہیں اس کے بعد بادشاہ نے انہیں واپسی کی اجازت دی اور حکم دیا کہ وہ اپنے ڈیرے خیمے لشکر میں نصب کرلیں۔

حضرت عمروؓ کے لشکر میں حضرت خالدؓ کے لشکر بارے قیاس آرائیاں

سہل بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مقداد حضرت عمار بن یاسر حضرت مالک اشتر نخعی حضرت رفاعہ بن قیس حضرت

بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز ان کا وہ لشکر جسے حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل وادی القریٰ۔ طائف اور وادی نخلہ کے آدمیوں میں سے منتخب کر کے بھیجا تھا جس وقت یہاں پہنچا بادشاہ کے لشکر میں گیا ارسطولیس نے حضرت رفاعہ اور حضرت بشار کو خلعتیں دیں اور ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ وقوع میں آیا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے مسلمان انہیں دیکھ دیکھ کر تعجب کرنے لگے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا خدا کی قسم یا عمرو! میرا دل نہیں مانتا کہ یہ نصرانی عرب ہیں بلکہ مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے ہی ساتھی ہیں میں نے ان میں سے (گذرتے ہوئے) ایک ایک کو دیکھا ہے اور مجھے وادی نخلہ۔ طائف اور وادی القریٰ کے باشندوں کا لباس ان میں نظر آیا ہے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تمہیں اس سے بھی تعجب کی بات سناؤں میں نے اس فوج میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے اور مجھے ان کا عمامہ، کلاہ اور وہ کپڑے جو آپ طرابلس میں پہن کر داخل ہوئے تھے صاف نظر آئے ہیں حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں نے حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان میں دیکھا ہے اور آپکی درازی قد اور بڑی بڑی رکابوں سے آپکو شناخت کیا ہے آپ زین پر ایسے بیٹھتے تھے جیسے برج رکھا ہو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلدی آپ حضرات کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

حضرت عمروؓ کے پاس حضرت خالدؓ کے پیغام کا پہنچنا

کہتے ہیں کہ دن روشنی کو اپنے ساتھ لیکر رخصت ہوا اور تاروں بھری رات اندھیرے کو لئے ہوئے آئی ان حضرات میں ابھی یہ گفتگو ختم ہی ہوئی تھی کہ حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ سے اتر کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلے اس رات پہرہ کا کام حضرت سعید بن زید بن ثقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرانجام دے رہے تھے جب آپ اور آپ کے دستہ نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص ہمارے لشکر کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے تو یہ جلدی سے اسکی طرف لپکے اور فرمایا کون ہے جلدی سے مختصر سا جواب دو آپ نے کہا نعیم بن مرہ ہوں اور پھر سلام کیا اس

دستہ نے جب آپکو پہچان لیا شاباش دی مرحبا کہا اور پوچھا کہاں سے آرہے ہو انہوں نے اپنا تمام قصہ بیان کیا اور انہیں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی خوشی

حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خیمہ میں تشریف فرما تھے میں نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کون شخص ہے میں نے کہا نعیم آپ نے فرمایا مرحبا یا نعیم بیٹھو کیا خبر لائے میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور شروع سے آخر تک تمام قصہ مفصل بیان کر دیا آپ بہت ہی خوش ہوئے فتح ونصرت کیلئے نیک فال خیال کیا اللہ پاک جل مجدہٗ کے سامنے سجدہٗ شکر ادا کیا اور اسی وقت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ انہیں بلا لائے یہ حضرات آکے آپ کے سامنے بیٹھ گئے آپ نے ان سے فرمایا یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ نعیم بن مرہ ہیں اور میرے پاس ایسی ایسی خبر لے کے آئے ہیں اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بھتیجے جو کچھ تم نے مجھ سے بیان کیا ہے اسے پھر ان کے سامنے دوہرادو میں نے حرف بحرف ان حضرات کے سامنے بھی تمام قصہ بیان کر دیا یہ لوگ بھی بے انتہا خوش ہوئے مارے خوشی کے ان کے چہرے دمکنے لگے اور انہوں نے کہا ہمیں ذات پاک جل مجدہٗ سے قوی امید ہے کہ وہ اس قصہ کو ہمارے دشمنوں پر ہماری فتح کا سبب بنا دینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی فوج کی تیاری

حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد میں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا ایہا الامیر! آپ گھوڑے پر سوار ہو جایئے تمام سرداران لشکر اور فوج کو بھی سوار ہونے کا حکم دیدیجئے اس طرح تمام فوج تیار رہے گی آپ نیز تمام مسلمان جس وقت قبطیوں کے لشکر میں سے اللہ اکبر کی آواز سنیں تو آپ بھی تہلیل وتکبیر کے نعروں سے اس کا جواب دیں اور دشمن کے لشکر پر ایک دم حملہ آور ہو جائیں۔

بادشاہ کا فیصلہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ کو جب اپنی مخلوق کی بہترائی مقصود ہوتی ہے تو اسکے اسباب بھی ویسے ہی عمدہ پیدا کر دیتے ہیں چنانچہ سنئے کہ جب رات ہو گئی تو ارسطولیس نے معززین قوم اکابرین دولت اور امراء سلطنت کو جمع کیا اور کہا کہ ان عربوں اور ان کے یہاں قیام کرنے سے میری طبیعت بہت گھبرا گئی ہے اور غلہ کا نرخ بھی بہت گر گیا ہے کیونکہ یہ جیسے دیہات اور زمینداروں پر قابض ہوئے ہیں اس وقت سے انہوں نے دوسرے شہر والوں کو اس سے روک دیا ہے کہ وہ ہم تک کسی قسم کی پیداوار جوان کے یہاں ہوتی ہے بھیج سکیں نیز ان کے سوار ایف اور صعید تک رسد حاصل کرتے پھرتے ہیں پھر یہ کہ نوبتہ اور بجاۃ والوں میں سے کسی نے بھی ہماری مدد نہ کی ان کے خود ہی آپس میں جھگڑا اور اختلاف ہو گیا ہے میرے نزدیک تو اب یہی بہتر ہے کہ اب میں ان عربوں سے لڑائی شروع کر دوں مسیح (علیہ السلام) جسے چاہینگے فتح دینگے انہوں نے کہا بادشاہ! آپ جس طرح چاہے کریں۔ ہمیں کسی طرح عذر نہیں۔ بادشاہ نے کہا تم ابھی لشکر میں جاؤ اور بہادروں سے کہدو کہ کل جنگ ہے اور انہیں حکم دو کہ وہ اسلحہ سے مسلح ہو جائیں لڑائی کیلئے تیار رہیں اور سورج نکلنے سے پہلے پہلے پہاڑ پر چڑھ جائیں اگر ممکن ہوا تو اچانک غفلت کے وقت[1] عربوں پر حملہ کر دیا جائیگا بادشاہ کا یہ حکم سن کے وہ بادشاہ کے خیمہ سے باہر آئے ادھر تو بادشاہ کا یہ حکم جاری ہوا اور ادھر قصر شمع میں قضاوقدر نے جو کچھ حکم سنایا اس سے بادشاہ قطعاً ہی لاعلم رہا۔

مقوقس کے بھائی کو بھائی کے قتل کا شبہ پڑنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کیلئے یہ ایک اور عمدہ سبب پیدا کر دیا کہ والی مصر مقوقس کے ایک حقیقی بھائی بھی تھا جس کا نام ارجانوس تھا مقوقس اس سے بہت زیادہ محبت رکھتا تھا اور اس کے مشورہ کے بغیر کوئی کام سر انجام نہیں دیتا تھا حتی کہ اگر سوار ہوتے تھے تو دونوں بھائی ساتھ ہوتے تھے اور گھوڑوں سے

---

[1] ایک نسخہ میں یہ ہے کہ عید کی صبح کو ان پر حملہ کر دیا جائیگا ۱۲ منہ

اترتے تھے تو دونوں ساتھ اترتے تھے اور اپنی اس محبت کی وجہ سے جو ایک کو دوسرے کے ساتھ تھی کبھی جدا نہیں ہوتے تھے مقوقس اپنی عادت کے موافق جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں خلوت خانہ میں داخل ہو چکا تھا اور اس کا بھائی اس کے نکلنے کی انتظار میں مفارقت کی گھڑیاں گن رہا تھا آخر رمضان المعظم کا مہینہ ختم ہوا مگر بھائی عادت کے خلاف خلوت خانہ سے باہر نہ نکلا یہ اسے سخت ناگوار گذرا اور اس نے سمجھ لیا کہ بھائی پر کوئی افتاد پڑ گئی ہے یہ خلوت خانہ کی طرف آیا کہ جو لوگ اس کی خدمت پر مامور ہیں ان سے دریافت حال کرے مگر وہاں کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائی کے نہ نکلنے کا سبب اس سے دریافت کرتا یا یہ معلوم کرتا کہ اب کے اس نے نکلنے میں کیوں دیر کی اب اسکے دل میں زیادہ شک پیدا ہوا اور یہ سیدھا اپنے بھتیجے یعنی ولیعہد ارسطولیس کے پاس آیا کہ اسکی وجہ اس سے دریافت کرے یہاں اس نے اسے اپنے باپ کے بجائے تخت پر بیٹھا دیکھا اور تمام سلطنت میں اسی کا حکم جاری وساری پایا یہ اس پر بہت ہی گراں گذرا ارسطولیس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تمہارے والد کے نکلنے میں کیوں دیر ہو رہی ہے اس نے کہا ان عربوں کے مقابلہ میں اس نے اپنے مقدر کو کمزور اور ضعیف محسوس کر کے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس کی جگہ تخت حکومت پر بیٹھ کر ان عربوں سے فیصلہ کروں یعنی یا تو صلح ہی کر لوں اور یا ان سے پھر مقابلہ کروں ارجانوس بھتیجے کی یہ گفتگو سن کر خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا جو کچھ دل میں تھا دل ہی میں رکھا اور یہ سمجھ لیا کہ ارسطولیس نے باپ کو قتل کر دیا ہے۔

چچا اور تمام اکابرین شہر کا بادشاہ سے باغی ہونا

راوی کا بیان ہے کہ ارجانوس بھائی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معتقد تھا اور یہ جانتا تھا کہ آپکی دعوت تمام روئے زمین میں مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی نیز آپ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں تمام بادشاہ مغلوب ہو جائینگے اور ہر شہر و بلاد میں پھر انہیں کا سکہ جاری ہو جائیگا یہ اپنا کسی سے عندیہ ظاہر کئے بغیر باہر نکل آیا اور جس روز ارسطولیس نے فوج کی تیاری کا حکم دیا تھا کہ کل حملہ ہوگا یہ اسی روز

رات کو چپکے سے ارسطولیس کے پاس سے نکل کے قصر شمع میں آیا اس کے بھتیجے نے جن اکابرین دولت اوران ان لوگوں کو کہ جن پر اسے اپنے مہمات سلطنت میں کامل اعتماد تھا یہاں چھوڑا تھا انہیں جمع کیا اور کہنے لگا لوگو! دراصل بنی آدم کا قوام عقل ہے کیونکہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے بشر کو محض اس عقل ہی کی وجہ سے مخصوص فرمایا ہے میرے بھتیجے نے اپنے باپ کو یقیناً دنیا کے لالچ میں آ کر قتل کر دیا ہے یہ تم خود جانتے ہو کہ مقوقس تم سے کتنی محبت کرتا تھا اور کس قدر تمہارا کہنا مانتا تھا یادرکھو اور اس بات کو خوب سمجھ لو کہ یہ عرب وہ عرب ہیں کہ ان کے ساتھ سب سے پہلا ٹکرانے والا وہ شخص تھا کہ جسکا ملک تمہارے ملک سے بڑا اور جسکا لشکر تمہارے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھا مگر جس وقت ان کے سامنے آیا تو ان کی ٹکر کی تاب نہ لا سکا اور سامنے سے بھاگتا ہی نظر آیا تمہاری دولت وحکومت اور اس کے نکبت و ہلاکت کے مابین محض دونوں لشکروں کے ملنے کا ہی فاصلہ ہے جہاں دونوں لشکر مدمقابل ہوئے اور تمہاری حکومت کا تختہ الٹا یادرکھو اگر عربوں کو فتح ہوئی تو تمہیں قتل کر دینگے تمہارے مال واسباب کو لوٹ لینگے بال بچوں کو غلام بنا لینگے اور جیسا کہ تمہارے غیر کی ساتھ انہوں نے سلوک کیا ہے ایسا ہی تم سے کر کے تمہارے گھروں میں وہ خود آباد ہو جائینگے انہوں نے کہا سردار! آخر اس میں آپکی کیا رائے ہے اس نے کہا خود کو ہوشیار کرو اپنے قصر کا دروازہ بند کر لو بادشاہ اور بادشاہ کے لشکر میں سے کسی فرد کو اندر نہ داخل ہونے دو عرب چونکہ اسکے مقابلہ پر ہیں وہ اسکا تعاقب کرینگے اس لئے اس میں اتنی قوت نہ ہوگی کہ وہ تمہارا مقابلہ کرے یقیناً وہ غرب کی طرف بھاگ کر اسکندریہ میں پناہ لے گا میں اسکی ہزیمت کے بعد تمہارے اور اپنے لئے عربوں سے صلح کر لونگا اور اس طرح ہماری جانیں مال واسباب بال اور بچے سب محفوظ ہو جائینگے اس کے بعد ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ خواہ کوئی ان کے دین میں داخل ہو جائے یا اپنے ہی مذہب پر قائم رہے اور جزیہ دیکر اپنا نیز اپنے اہل وعیال کا خون ان کی پناہ میں دیدے تمام آدمیوں نے اسکی اس رائے کو پسند کیا اور یہ سمجھ لیا کہ واقعی سچ کہتا ہے۔

کہتے ہیں کہ مقوقس کے بھائی ارجانوس کے جلو میں ایک ہزار سوار چلا کرتے تھے اس نے انہیں لیکر قصر شمع کو چاروں طرف سے گھیر لیا خزانہ مال، ہتھیار، غلہ اور جو کچھ اس میں تھا اپنے

قبضہ میں کیا اسکے دروازہ کو بند کیا اور اپنے آدمیوں کے ساتھ اسکی بالائی منزل پر چڑھ گیا۔

حضرت خالدؓ کا حملہ

اب تک ملک ارسطولیس کو اس کی مطلق خبر نہ تھی البتہ اسکے بعض غلاموں کو اس بات کا پتہ چل گیا اور انہوں نے اسے جا کے اطلاع دیدی ارسطولیس نے جب اپنے چچا کے متعلق یہ سنا تو اسے زوال مملکت کا کامل یقین ہو گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب تخت حکومت ہاتھ سے نکلا ہی چاہتا ہے یہ کچھ حیران و پریشان سارہ گیا اور اس نے چاہا کہ ابھی رات کو اٹھ کے قصر شمع میں داخل ہو جاؤں مگر اچانک وسط لشکر سے تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند ہوئے اور عربوں نے ایک دم حملہ کر دیا۔

بادشاہ کا فرار ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز آپ کا تمام لشکر پہلے ہی سے سوار تھا جس وقت قبطیوں کے وسط لشکر سے اللہ اکبر کی آواز سنائی دی تو آپ اور آپ کے تمام لشکر نے تکبیروں کی آوازوں سے پہاڑوں کو ہلا ڈالا بڑھے قبطیوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور بڑھ بڑھ کے تلواروں کے جوہر دکھانے لگے ارسطولیس نے جب عربوں کے اس اچانک حملے کو اس طرح دیکھا تو سمجھ گیا کہ جو عرب نصرانی لباس میں کمک کیلئے آئے تھے یہ انہوں نے ہی حملہ کیا ہے اور یہ بھی عربوں کا ایک مکر تھا نیز اسے یہ بھی یقین ہو گیا کہ میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا یہ اسی وقت سوار ہوا۔ معززین قوم، اکابرین دولت، امراء سلطنت افسران لشکر نیز اسکے تمام غلام بھی اسکے ساتھ سوار ہوئے خزانہ مال واسباب اور جو کچھ اسکے ساتھ تھا ہمراہ لیا اور یہ تمام کے تمام رات کے اندھیرے میں مصر کو الوادع کہہ کے ایک طرف کو بھاگے قطع مسافرت کے بعد پہلے پل پر آئے اسے عبور کیا اور یہاں سے مربوط کی طرف چلے مربوط پہنچ کر مرد بان ساقی کو تین ہزار فوج دے کر یہیں قیام کرنے کا حکم دیا اور خود باقی تمام آدمیوں کو ساتھ لیکر اسکندریہ کی طرف چلا گیا۔

مسلمانوں کی فتح

کہتے ہیں کہ ایک چیخنے والے نے اسی وقت چیخ کر کہا کہ ملک ارسطولیس شکست کھا کر

بھاگ گیا ہے یہ سنتے ہی اس کا لشکر بھی دم دبا کر بھاگا تلواریں برابر کام کر رہی تھی اور سرتن سے جدا ہو ہو کر زمین پر دھڑ ادھڑ گر رہے تھے آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور اللہ پاک جل مجدہٗ نے اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فتح بخشی۔

حضرت عمرو و حضرت خالدؓ کی ملاقات اور تبادلہ حالات

ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے ثقاۃ راویوں نے بیان کیا ہے کہ اس رات قبطیوں نے پانچ ہزار آدمی کام آئے اور مسلمانوں کے غنیمت میں ان کے خیمہ اور ان میں جو کچھ مال و اسباب تھا ہاتھ لگا جس وقت صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمار حضرت مقداد اور حضرت مالک اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے آپ اور آپ کے ساتھیوں کو سلام کیا نیز دوسرے مسلمانوں نے بھی آپس میں السلام علیکم وعلیکم السلام کا مسنون طریقہ ادا کیا۔

حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سلام کیا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہا دعا دی اور ان کے اس کام کا شکریہ ادا کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا وہ تمام ماجرا جو نصرانی عربوں کے ساتھ گذرا تھا یعنی انہیں ہلاک کر کے جو کچھ ان کے ساتھ تھا گھوڑے اونٹ ہتھیار اور سامان وغیرہ اس پر قابض ہونا وہ سب بیان کیا نیز دیر والوں اور رہبان سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ اور پوپ کا مارا جانا صلیبوں اور زناروں کا حاصل کرنا اور ارسطولیس کے یہاں مکر و فریب سے داخل ہونا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز تمام مسلمانوں کو دعاء دی اور مجری الحصاء سے کوچ کر دیا اور مصر پہنچ کر اس کے درون پر قابض ہو گئے۔

قصر شمع پر قبضہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمار حضرت مقداد اور حضرت مالک

اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قصر شمع تک گھوڑے بڑھائے چلے گئے مقوقس کے بھائی ارجانوس بن راعیل نے جب انہیں دیکھا تو دیوار کے اوپر سے عربی زبان میں ان سے کہنے لگا جوانان عرب! یہ جان لو کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہاری مدد کی اور تم شہروں پر قابض ہو گئے یاد رکھو اگر میں تمہارے حق میں ایسی ایسی خیر خواہی اور اپنے بھتیجے کے ساتھ وہ مل کر نہ کرتا کہ جو میں نے اس کے ساتھ کیا ہے تو وہ تم سے کبھی شکست نہ کھاتا اب ہم تم سے صلح کرتے ہیں اور یہ قصر اس شرط پر تمہارے حوالے کرتے ہیں کہ تم ہم سے کسی طرح کا تعرض نہ کرو اور نہ کسی قسم کی بدی کا ہاتھ ہماری طرف بڑھاؤ ہم میں سے جو شخص تمہارے دین میں داخل ہونا چاہئے وہ شوق سے ہوسکتا ہے اسے کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہوگی اور جو اپنے ہی مذہب میں رہنا پسند کرے اسے آپ کسی قسم کا دباؤ نہیں دے سکتے البتہ وہ آپکو جزیہ ادا کیا کرے گا۔

کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے جواب میں فرمایا کہ یاد رکھ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے محض ہماری نیک نیتی اعمال صالح اور اتباع حق کی بناء پر ہماری مدد فرمائی ہے ہم ہمیشہ سچ بولتے ہیں وعدہ کر کے اسے وفا کرتے اور کبھی عذر، مکر اور فریب کو اپنے پاس نہیں پھٹکنے دیتے تمہارے، تمہاری حریم، اور اولاد نیز تمہارے مالوں کے واسطے امان ہے جو شخص تم میں سے اسلام لائے اور ہمارے دین میں داخل ہونا چاہے ہم اسے بسر وچشم قبول کرینگے اور جو شخص اپنے ہی دین پر باقی رہنا پسند کرے اس سے ہم کسی قسم کا تعرض نہ کرینگے اور محض اسکی طرف سے جزیہ پر قناعت کرلیں گے ارجانوس مشائخ مصر اور امراء شہر نے جب آپ کی یہ تقریر سنی تو ارجانوس نیچے اترا قصر کا دروازہ کھولا اور اسکی کنجیاں مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔

بادشاہ کے چچا اور امراء کو امان ملنا

راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دوستوں نے ارجانوس نیز مشائخ مصر اور شہر کے امراء کو ساتھ لیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں انہیں پیش کر کے صلح کے متعلق ان سے جو کچھ طے ہوا تھا بیان کر دیا آپ بہت خوش ہوئے اور ان مصریوں کی طرف متوجہ ہو کے فرمانے لگے ایہا القوم! یاد رکھو اللہ پاک عزوجل نے ہمیں تمہارے اوپر فتح بخشی اور ہم نے تمہارے بادشاہ کو شکست

دے کر بھگا دیا اب تم ہمارے قبضہ میں ہو اور چونکہ ہم نے تمہیں بزور شمشیر فتح کیا ہے اس لئے تم ہمارے غلام اور مفتوح ہو ارجانوس نے کہا ہم نے آپ کے متعلق جو کچھ سنا تھا کیا وہ سب غلط ہے آپ نے فرمایا کیا سنا تھا اس نے کہا ہم نے سنا تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کے قلوب میں رحمت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے بلکہ آپ پر جو ظلم کرتا ہے اسے معاف کر دیتے ہو اور جو بُرائی سے پیش آتا ہے اسکے ساتھ احسان کرتے ہو آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہم رعایا کے لوگ اور محکوم ہستی ہیں اگر ہمارے اختیار میں کوئی بات ہوتی تو ہم شروع ہی سے آپ کی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن میں ڈال لیتے آپ ہمارے ساتھ نرمی کیجئے اور ہماری حالت کو دیکھتے ہوئے ہم پر دباؤ ڈالئے آپ نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا مجھے اس قوم کے بارے میں کیا کرنا چاہیئے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایہا الامیر! اللہ پاک عزوجل نے عدل کے متعلق جو کچھ احکام نازل فرمائے ہیں ان پر عمل کیجئے ان کی ساتھ احسان کو کام میں لایئے اور ان کے دلوں کو خوش کیجئے اس طرح ان ممالک کے باشندے بھی جنہوں نے اب تک ہم سے صلح نہیں کی آپکی عدل پروری رحم نوازی اور احسان گستری سن سن کر بغیر لڑے بھڑے اپنے اپنے ملکوں کو آپ کے سپرد کر دینگے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی یہی رائے دی اور کہا کہ حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے بہت ہی صائب ہے آپ نے فرمایا اے اہل مصر! ہم نے تم پر احسان کرتے ہوئے تمہیں تمہارے حرم، تمہاری اولاد اور تمہارے اموال کو امان دی بلکہ میں اس سال کا جزیہ بھی تم سے معاف کرتا ہوں آئندہ سال ہر بالغ کی طرف سے جزیہ کے چار دینار لئے جاوینگے اور جو شخص تم میں سے اسلام لے آئے گا اسے ہم قبول کرینگے۔

بادشاہ کے چچا اور امراء کا مسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ ارجانوس نے جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سنی تو کہنے لگا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف فرمایا خدا کی قسم آپ حضرات اسی انصاف کی بدولت دنیا کو فتح کرتے چلے جاتے ہو اب مجھے آپ کے دین کی پوری طرح تصدیق ہوگئی

ہے واقعی یہ سچا دین ہے اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ میرے بھتیجے نے قصر شمع کے اندر جو کچھ مال ومتاع زر وجواہر اور ہتھیار وغیرہ چھوڑے ہیں وہ سب میری طرف سے اس احسان کے بدلے میں جو آپ نے اہل مصر کے ساتھ روا رکھا ہے ہدیہ ہیں کہتے ہیں کہ اہل مصر نے جب اپنے سردار ارجانوس کی یہ کیفیت دیکھی کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے تو اکثر آدمی اسکے ساتھ مسلمان ہو گئے۔

گرجا کی مسجد میں تبدیلی

کہتے ہیں کہ اسکے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصریوں کے گرجا کی طرف تشریف لے گئے اور اس کو جامع مسجد بنایا چنانچہ آج تک وہ آپ ہی کے نام نامی کی طرف منسوب ہے اور اسے جامع عمرو بن عاص کہتے ہیں۔

امیر المؤمنین کو مصر کی فتح کی باقاعدہ اطلاع

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مال کو جمع کیا جو قبطی بھاگتے دفعہ اپنے اپنے خیموں میں چھوڑ گئے تھے اس میں سے پانچواں حصہ (خمس) تو حضرت خلافت پناہی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے نکالا باقی میں سے اول ہر ذی حق کا حق ادا کیا اور پھر بعد میں اسے تمام مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اس کے بعد دربار خلافت میں ایک عریضہ لکھا جس میں مصر کی فتح کے متعلق تحریر کیا تھا اور حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ عریضہ اور خمس سپرد کر کے ان کے ساتھ سو سوار کئے اور حکم دیا کہ وہ مدینہ طیبہ حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چلے جائیں یہ دن رات برابر کوشش کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے دربار خلافت میں حاضر ہوئے حضرت خلیفۃ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور وہ عریضہ پیش کر دیا آپ نے سلام کا جواب دے کے وہ خط لیا اور فرمایا کہاں سے آئے ہو حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور مصر سے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے آپ نے فرمایا تمہارا کیا نام ہے انہوں نے عرض کیا یا امیر المومنین! میں علم بن ساریہ ہوں آپ نے فرمایا مرحبا

شاباش اے علم اسکے بعد مہر توڑی اور چپکے چپکے پڑھنا شروع کیا جب تمام پڑھ چکے تو سجدۂ شکر کیلئے سجدہ میں گر پڑے پھر سر اٹھا کر زور سے پڑھ کے تمام مسلمانوں کو سنایا مسلمان بہت خوش ہوئے اور تہلیل و تکبیر نیز درود شریف کے نعروں سے زمین و آسمان کو گونجا دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خمس مال کے متعلق حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیا جائے چنانچہ وہ داخل کر دیا گیا۔

مصریوں کی ایک مشرکانہ رسم

راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا یا امیر المومنین! حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکو سلام کہا ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ یہاں قبطیوں کا ہر سال یہ دستور ہے کہ دریائے نیل کے جاری ہونے میں جب دیر ہو جاتی ہے تو وہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی کی عمدہ طریقہ سے زیب و زینت کر کے دریائے نیل کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں یعنی اس لڑکی کو اس دریا میں پھینک دیتے ہیں جس سے اس میں پانی آ جاتا ہے اور وہ بھر کر چلنے لگتا ہے۔ اب وہ وقت قریب آ رہا ہے آپ جیسا حکم دیں ویسا کیا جائے۔

حضرت عمروؓ کے نام فرمان

آپ نے یہ سن کر فوراً ایک حکم نامہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف عبداللہ امیر المومنین عمر بن خطاب بہ جانب عمرو بن عاص۔ سلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ۔ جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تو فوراً دشمن کی تلاش میں جہاں تمہیں اس کا سراغ ملے پہنچ جاؤ اور اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے سے احتراز کرو۔ رعیت کی طرف سے کسی وقت غافل مت رہو حتی المقدور عدل کو کام میں لاؤ لوگوں کی خطائیں معاف کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ سے گناہ معاف کراتے رہو۔ لوگوں کو قوانین پر چلنے کی تاکید کرو ان کے دفتروں میں ان کے کھانے کی رسوم مقرر کرو۔ اور امن و آسائش کے

ایسے قوانین بناؤ جن سے رعیت میں عدل وانصاف ہو سکے کیونکہ صبح اور شام ہونے کے ساتھ ساتھ عمر کی گھڑیاں بھی پوری ہوتی جاتی ہیں زمانہ نئی نئی کنچلیاں بدلتا ہے محض قوموں کا تذکرہ اور انکی یاد بھلائی یا بُرائی کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے والسلام۔

دریائے نیل کے نام حضرت عمرؓ کا حکم نامہ

اسکے بعد آپ نے پھر ایک تہدید نامہ دریائے نیل کے نام تحریر فرمایا جو حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازطرف عبداللہ امیر المومنین عمر بن خطاب بہ جانب نیل مصر، امابعد۔ تیری پیدائش اس قسم کی ہے کہ تو بذاتہ کسی قسم کا نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا اگر تو اپنے اختیار اور مرضی سے جاری ہوتا ہے تو ہمیں تیرے جاری ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بند پڑا رہ اور اگر تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے حکم کے تابع ہے تو جس طرح جاری ہوا کرتا ہے اسی طرح جاری ہو جا والسلام۔

اس کے بعد آپ نے دونوں خطوں کو ملفوف کر کے حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کئے اور فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلام کے بعد کہہ دینا کہ اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دیں اس کے بعد انہیں مصر کی طرف روانگی کا حکم دیا۔

دریائے نیل کا چلنا

حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان دونوں حکم ناموں کو لیا اپنی اونٹنی پر سوار ہوا میرے ساتھ خمس کا مال لیکر جو سوسوار آئے تھے اور ہم سب مصر کی طرف چل دیئے رات دن کی لگاتار کوشش کے بعد ہم مصر پہنچے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام کیا اور وہ دونوں حکم نامے آپ کے سپرد کر دیئے آپ نے اپنا خط تو مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور جو خط دریائے نیل کے نام کا تھا اسے اپنے پاس رکھا دریائے نیل اب تک جاری نہیں ہوا تھا اس کے جاری ہونے کی مدت پوری ہو چکی تھی لوگ دن رات اسکی طرف دیکھ رہے تھے کہ کب جاری ہو۔ اس سال زراعت کی طرف سے قطعاً ناامیدی ہو چکی تھی آپ دریائے نیل کے پاس تشریف لے گئے اور اس حکم نامہ کو اس میں ڈال کر چلے آئے خدا کی

قسم ابھی پوری طرح صبح بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ نیل ایک بحر ذخار کی طرح موجیں مارتا ہوا دکھلائی دینے لگا اور اس حد سے کہ جہانتک ہمیشہ چڑھا کرتا تھا کہیں دور نکل گیا اور اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے اس سال قحط کی وباء مصر والوں کے سر سے ٹل گئی۔

تصویروں کو توڑنا

حضرت یحییٰ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مصر فتح کر لیا تو آپ اسکے سب سے بڑے کنیسہ (گرجا) میں تشریف لے گئے اس میں آپ نے ایک کمرہ کو مقفل دیکھا اسے کھلوایا تو اس میں معاً آپ کو چاندی کی ایک تصویر نظر پڑی اس تصویر کے آگے ایک اور صورت بنی ہوئی تھی جس کے ہاتھ میں فال دیکھنے کے تیر مصور[1] نے دے رکھے تھے

یہ دونوں تصویریں انہیں دونوں تصویروں کے مشابہ تھیں جو حضور آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے وقت خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی ملی تھیں آپ نے پادریوں کو بلا کر ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کن کی تصویریں ہیں انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے باپ آزر کی تصویریں ہیں آپ ہنسے اور یہ آیت تلاوت کی **ما کان ابراھیم یھودیاً ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلماً وما کان من المشرکین** ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ حق کی طرف رجوع کرنے والے مسلمان تھے اور نہیں تھے وہ مشرکین سے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جس وقت میں یمن[2] سے واپس آیا تھا۔

تو میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ **یلقی ابراھیم ابوہ آزر یوم القیمة وعلی وجھه فترة وغبرة فیقول له ابراھیم الم اقل لک لا تعص فیقول له ابوہ الیوم لا لحصیک فیقول ابراھیم یا رب انک وعدتنی**

---

[1] یہ ازلام کا ترجمہ ہے عرب میں فال دیکھنے کے تیر ہوتے تھے جو غالباً تعداد میں بارہ ہوتے تھے قرآن شریف میں انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان لیکن ایک نسخہ میں بجائے ازلام کے اعلام ہے اعلام نشان جھنڈے ۱۲ منہ

[2] جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر یمن روانہ کیا تھا ۱۲ منہ

انک لا تخزینی یوم یبعثون فای خزی اخزی من هذا فیقول الله عزوجل انی حرمت الجنة علی الکافرین ثم یقول یا ابراهیم انظر ماتحت قدمیک فینظر فاذا هو بالریح تلتطم فیوخذ بقوائم آزر فیلقی فی النار یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملیں گے اس روز آزر کا چہرہ ست اور غبار آلود ہوگا حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے فرمائینگے کہ کیا میں تجھ سے نہیں کہا کرتا تھا کہ تو نافرمانی نہ کروہ کہے گا کہ (اچھا) آج میں تیری نافرمانی نہیں کرونگا حضرت ابراہیم علیہ السلام جناب باری میں عرض کرینگے یارب! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے دن میں تجھے ذلیل نہیں کرونگا اس سے زیادہ ذلت اور کیا ہوگی اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے اسکے بعد حکم ہوگا اے ابراہیم! ذرا اپنے قدموں کے نیچے دیکھو کہ کیا ہے وہ دیکھیں گے کہ اچانک انہیں تھپیڑے مارتی ہوئی آندھی دکھلائی دے گی پس آزر کے پاؤں پکڑ کے اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔

کہتے ہیں کہ اسکے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ ان تصویروں کو توڑ دیا جائے چنانچہ وہ اسی وقت توڑ دی گئیں۔

مربوط کی طرف پیش قدمی

راوی کا بیان ہے کہ ان کاموں سے فراغت حاصل کر کے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن کے تعاقب میں مغرب کی طرف لشکر کو کوچ کرنے کا حکم فرمایا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رفاعہ بن قیس حضرت مقداد بن اسود کندی حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت مالک اشتر نخعی اور حضرت عبداللہ یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز ان کے بنی عم اور ان کا لشکر تمام فوج کے آگے آگے ہوئے اور ان حضرات کی سرکردگی میں مسلمانوں کی یہ فوج مربوط[1] کی طرف چل پڑی جب نیل کو عبور کر کے غرب کی جانب قدم رکھا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کو مردبان ساقی کے پاس بطور ایلچی کے روانہ کیا آپ کے ساتھ آپ کے لشکر اور بنی عم کے بیس سوار اور بھی تھے۔

---

[1] کہیں ومربوط۔ کہیں مربوط کہیں مربوط لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

مرد بان ساقی سے حضرت یوقنا کی گفتگو

آپ جس وقت و مربوط میں پہنچے تو شہر کے سامنے جا کے آپ نے قیام فرمایا باشندگان شہر کی جس وقت آپ کے اوپر نگاہ پڑی تو وہ مرد بان ساقی کے پاس گئے اور ان سے ان حضرات کے آنے کی اطلاع کی اس نے ان کے پاس اپنے چند غلام روانہ کئے تا کہ وہ تفتیش حال کر کے اسے خبر دیں غلاموں نے یہاں آ کر ان حضرات سے دریافت کیا حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں عربوں کے سردار ایلچی ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں انہوں نے لوٹ کر مرد بان کو اسکی اطلاع کی اس نے غلاموں حکم دیا کہ انہیں لیکر یہاں حاضر کیا جائے یہ پھر وہاں گئے ان کے لئے دروازہ کھولا اور یہ تمام حضرات ان کے ساتھ مرد بان ساقی کے پاس آئے جب حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے ہمراہی اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا تم ہمارے پاس کیسے آئے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے امیر المسلمین نے ایلچی بنا کے تیرے پاس اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں تجھے ہوشیار کر دوں نیز انہوں نے مجھے اس بات کا بھی مجاز بخشا ہے کہ اگر تو اپنی اور اپنے توابعین قوم کی جان بچانی چاہے تو میں تمہیں امان بھی دیدوں میں تجھے تیرے حق میں یہ نیک مشورہ دیتا ہوں کہ تو یہ شہر ان کے سپرد کر دے تجھے تیرے مال اور تیری اہل و اولاد کو امان ہو گی نیز تجھے یہ بھی اختیار ہے کہ اگر تو اسلامی حکومت کے زیر نگین رہ کر یہیں رہنا چاہے تو تجھے کوئی شخص منع نہیں کر سکتا یا اگر اپنے مال، اولاد اور اپنی قوم کو لیکر کہیں جانا چاہے تو جا سکتا ہے بلکہ جہاں جانے کا ارادہ ہو وہاں تک ہم خود بخیر و عافیت پہنچانے کے ذمہ دار ہوں گے والسلام۔

مرد بان کی خوش فہمیاں

کہتے ہیں کہ مرد بان[۲] نے یہ سن کر زور سے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا مجھے اپنے دین و ایمان کی قسم غداری کرنا تمہارا ہی شعار اور مکر کرنا تم ہی لوگوں کا شیوہ ہے جو شخص تمہاری پناہ پکڑتا ہے وہ کبھی فلاح کو نہیں پہنچتا اور جو تمہارے دین میں داخل ہوتا ہے اسے کبھی چین نصیب

---

[۱] ایک نسخہ میں موبذان ساقی لکھا ہے ۱۲ منہ

نہیں ہوتا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جنہوں نے بادشاہ سے خیانت اور بدعہدی کر کے ملک تمہارے سپرد کر دیا ہے میں بادشاہ کو ذلیل وخوار کر کے ملک تمہیں سپرد نہیں کر سکتا اور پھر جبکہ میں اور وہ دونوں ایک ہی زمین میں ہوں یاد رکھو میں بہت جلدی بادشاہ کو تمہارے حالات قلمبند کر کے روانہ کرونگا اور تمہیں بہت ہی جلدی معلوم ہو جائے گا کہ لڑائی کا پانسہ کس طرف گرتا ہے اور آخیر میں کون شخص خسارہ میں رہتا ہے۔

حضرت یوقناؒ کی ساتھیوں سمیت گرفتاری

اسکے بعد اس نے حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار کر لیا جائے پھر حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کے کہنے لگا یا معاشر الروم! تم نے مسیح (علیہ السلام) کے ساتھ کفر کیا سیدۂ مریم (علیہا السلام) کا انکار کیا حواریوں کے دین سے خارج ہو گئے اور ان فریب کے پتلوں اور ننگے بھوکے عربوں کے مذہب میں داخل ہو گئے مجھے مسیح کی قسم میں تمہیں ملک ارسطولیس کے پاس بھیجوں گا وہ تمہارے کفر کی وجہ سے تمہارا مقابلہ کرے گا۔ اور تمہیں قتل کر دے گا اس کے بعد ان کے اسلحہ چھین لئے اور حکم دیا کہ انہیں قید خانہ میں بند کر دیا جائے لوگ کشاں کشاں انہیں اس گھر میں جو دار الامارۃ میں بنا ہوا تھا لے گئے زنجیریں ڈال دی گئیں اور ارادہ کر لیا گیا کہ موقع پا کے غفلت کے وقت انہیں اسکندریہ بھیج دیا جائے اس کی باندیوں میں ایک رینا نامی باندی تھی جب ان تمام حضرات کو دار الامارۃ کی کوال کوٹھڑی[1] (اندھیری کوٹھڑی) میں بند کر دیا گیا تو اسے ان کی نگرانی کرنے کا حکم ہوا قید خانہ کی کنجی اس کے سپرد ہوئی اور کہا گیا کہ ان کی قوت لایموت کا انتظام کر کے انہیں پہنچایا کرے چنانچہ اس نے امتثال امر شروع کر دیا۔

نگران باندی کی حضرت یوقنا کو رہائی کی پیشکش

کہتے ہیں کہ جب رات ہو گئی مردبان نے کھانا کھایا کھانے کے بعد شراب کا دور شروع ہوا نشہ چڑھا اور اس میں یہ نیز اس کے تمام غلام مست ہو کے زمین و آسمان اور مافیہا سے بے خبر ہو گئے اور رینا نے جب انہیں اس طرح بدمست اور شراب کے نشہ میں چور دیکھا

---

[1] یہ بیت مظلم کا ترجمہ ہے یعنی جسے آج کل قید تنہائی کہتے ہیں ۱۲ منہ

تو بے خوف ہو کے سیدھی قید خانے میں پہنچی اسے کھولا اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہیوں کے پاس آ کے کہنے لگی آپ بالکل بے خوف اور مطمئن رہیے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے آپ حضرات کی طرف سے میرے دل میں رحم ڈال دیا ہے میں ماریہ قبطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی کہ جسے ملک مقوقس نے آپ کے نبی کی خدمت میں ہدیہ کیا تھا بہن ہوں میں جس وقت آپ حضرات کو رہا کر دوں تو فقط اتنی امید رکھتی ہوں کہ آپ حضرات مجھے اپنے نبی کے مدینہ تک پہنچا دیں تا کہ میں کسی طرح اپنی بہن کی صورت دیکھ لوں میں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ میں تمہاری بیڑیاں کھول کر تمہارے لڑائی کے ہتھیار تمہیں دیدونگی۔

حضرت یوقنا رح کا جواب

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کچھ تو چاہتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں خدا کے دشمن کو تیرے اس منصوبے کی خبر نہ ہو جائے اور وہ تجھے اور تیرے ساتھ ہمیں بھی قتل نہ کر دے اور تو جو کچھ چاہتی ہے وہ دل کے دل ہی میں رہ جائے اس نے کہا میں آپ حضرات کے پاس اس وقت آئی ہوں جبکہ خدا کا دشمن نیز اسکے تمام غلام شراب کے نشہ میں بے ہوش ہو گئے تھے آپ نے فرمایا عقلمند کو ہمیشہ قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہئے عاقل وہی ہے جو امن کی جگہ بھی ڈرتا رہے اب تو ہمیں یہ بتا کہ جبکہ شہر کا دروازہ بند ہے تو پھر تو ہمیں کس طرح یہاں سے نکال دے گی۔

قید سے نکلنے کا راستہ

اس نے کہا آپ یاد رکھئے کہ آپ کا خروج شہر کے دروازہ کے علاوہ ایک دوسرے راستہ سے ہوگا اس دارالامارۃ کے وسط میں ایک سرنگ[1] ہے جو زمین کے نیچے ہی نیچے شہر کے باہر مقابر کے ایک قبہ تک جو آٹھ ستونوں کا بنا ہوا ہے جاتی ہے اور اس سرنگ کا مخرج اس قبہ کے نیچے سے اس میں سے داخل ہونے والا داخل ہوتا اور نکلنے والا نکلتا ہے مخرج کا جو دروازہ ہے وہ ایک قبر کی شکل کا بنا ہوا ہے جسے دیکھنے والا دیکھ کر بادشاہوں کی قبروں میں سے اسے

---

[1] یہ سرب کا ترجمہ ہے سرب راستہ ۱۲ منہ

ایک قبر تصور کر لیتا ہے یہ آپ یاد رکھئے کہ جس نے یہ شہر آباد کیا ہے وہ ایک عورت عادین کی ماں قمقامات بنت عاد تھی اسی نے یہ مقابر جنہیں آپ حضرات ایک مضبوط اور عمدہ محلات دیکھ رہے ہیں ایسی صورت کے بناتے تھے کہ گویا ان میں آبادی نہیں ہے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا پھر جو کچھ تجھے ہمارے ساتھ نیکی اور باری تعالیٰ جل مجدہٗ کے تقرب کے لئے کام کرنا ہے وہ کر گذر ممکن ہے کہ ہمیں تو اس راستہ سے اس طرح نکال دے کہ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو اور ہم اپنے لشکر میں پہنچ کے اس راستہ کی انہیں خبر کر دیں اور وہ مردبان اس کے ساتھیوں اور غلاموں کے ہوش میں آنے سے پہلے پہلے یہاں آ کے اس شہر پر قابض ہو جائیں اس نے کہا میں ابھی ابھی کرتی ہوں یہ کہہ کے وہ مردبان کے پاس آئی اسے جہانک کے دیکھا تو معلوم ہوا وہ اور اس کے تمام ملازم مخمور ہوئے پڑے سو رہے ہیں یہ جلدی سے لوٹی تہ خانہ (سرنگ) کے دروازہ پر آئی تا کہ اسے کھول کے اپنا کام انجام دے مگر اچانک دروازے کے دوسری طرف اسے چاپ محسوس ہوئی یہ آہٹ سنتے ہی ڈری اور کان لگا کے آہٹ سننے کھڑی ہو گئی۔

حضرت خالدؓ کی پریشانی

حضرت اوس بن ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فتوحات مصر اور اسکندریہ میں موجود تھے نیز واقعات حرب وضرب کے جو ایک بہت بڑے حافظ ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اسکندریہ کی طرف بھیجا تھا تو آپ کے ہمراہیوں میں میں بھی تھا جب ہم نے اپنے لشکر کے ہمراہ ومربوط پر پڑاؤ کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے بنی عم اور قوم کے بیس آدمیوں کے ساتھ مردبان کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور انہیں اس وجہ سے آنے میں دیر ہوئی تمام دن گذر گیا کسی قدر رات بھی چلی گئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھ لیا کہ آپ گرفتار ہو گئے آپ کو اس کا سخت قلق ہوا اور ان کی نیز ان کے ساتھیوں کی گرفتاری کا آپ پر بہت اثر پڑا آپ چونکہ نہایت بلند حوصلہ عالی ہمت اور بہت بڑے ارادہ کے شخص تھے اور رات بھر اس خوف سے

نہیں سوتے تھے کہ مبادا مسلمانوں کوکسی قسم کا گزند پہنچ جائے۔

حضرت خالدؓ کے جاسوس

آپ جو ملک فتح کرتے یا جس اقلیم پر آپ قابض ہو جاتے تھے تو وہاں کے کچھ آدمی اپنے ساتھ ضرور رکھتے اور ان سے جاسوسی کا کام لیا کرتے تھے اور اس جاسوسی کے صلہ میں انہیں کافی اور معقول تنخواہ دیتے اور ساتھ ہی ان سے جزیہ معاف کر دیتے تھے تاکہ وہ خوش ہو ہو کے بادشاہوں اور ان کے لشکروں کی آپ کے یہاں رپورٹ دیا کریں۔

مردبان کے لڑکے کا تعاقب

جس رات حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہی گرفتار ہوئے تھے آپ ان کی وجہ سے بہت زیادہ مغموم ہو رہے تھے اور دل ہی دل میں ان کی طرف سے سوسوخیال کر رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس آپ کے وہی جاسوس آئے اور کہنے لگے کہ مردبان ساقی کا لڑکا ملک ارسطولیس کے پاس سے تحفے اور خلعت لے کر پانچ سو سواروں کے ساتھ چلا تھا راستہ میں چونکہ اسے آپ کے یہاں آنے کی اطلاع مل گئی اس لئے اس نے اپنا لشکر تو یہاں سے بہت دور کے فاصلہ پر چھوڑا اور خود دو آدمیوں کو ساتھ لیکر چپکے چپکے پیدل ہی شہر کی طرف چلا ہے البتہ یہ ہمیں نہیں معلوم ہو سکا کہ اس کا ارادہ کیا ہے آپ یہ سن کے جلدی سے کھڑے ہوئے اپنے غلام ہمام نیز بنی مخزوم اور مسلمانوں کے لشکر کے چار چار آدمی اپنے ساتھ لئے اور اسی وقت چل پڑے جب مقابر کے قریب پہنچے تو پہاڑ کی ایک کھو میں راستہ سے دور ہٹ کے اور راستہ کی طرف منہ کر زمین پر لیٹ گئے ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اچانک مردبان کا لڑکا اور اس کے دونوں خادم آتے ہوئے دکھلائی دیئے اور ایک قبہ میں جو وہاں بنا ہوا تھا داخل ہو گئے۔

حضرت خالدؓ کی لڑکے سے تفتیش

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا غلام ہمام نیز آپ کے ہمراہی اپنی جگہ سے اٹھے اور متفرق ہو کے پہلے قبہ کو چاروں طرف سے گھیرا اور جبکہ وہ اسکی مٹی ہٹا رہے تھے اچانک قبہ میں چاروں طرف سے گھس گئے مردبان کا لڑکا اور اسکے خادم خوف سے کانپنے

لگے اوران کے بدنوں میں لرزہ پڑ گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ڈرو مت بلکہ اپنا قصہ بیان کرو اگر تم نے اپنی حالت بیان کرنے میں سچ سے کام لیا تو تمہیں امان ہے اور اگر جھوٹ بولا تو یاد رکھو تمہاری گردنیں اڑا دونگا مردبان کے لڑکے نے کہا میں مردبان ساقی کا لڑکا ہوں ملک ارسطولیس کے پاس تھا اس نے اس شہر کی حفاظت کے لئے میرے ساتھ پانچ سو سوار روانہ کئے ہیں میں ابھی راستہ ہی میں تھا کہ ہمارے جاسوسوں نے آ کر مجھے آپ کے اس شہر پر محاصرہ کرنے کی اطلاع دی میں نے لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا اور اسے وہیں چھوڑ کے ان دو خادموں کے ساتھ اس قبہ میں آیا۔

دار الامارت تک پہنچنے کا خفیہ راستہ

آپ نے فرمایا اس قبہ میں آنے سے کیا مطلب تھا کیا اس میں کچھ مال یا ہتھیار وغیرہ ہیں اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا سچ سچ کہو ورنہ ابھی سر قلم کر دونگا اس نے کہا سردار! اگر آپ مجھے امان دیں تو میں آپ سے بیان کر دوں آپ نے فرمایا اگر تو نے مجھ سے سچ سچ بیان کیا تو تیرے لئے امان ہے اس نے آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا میرے سردار! میں چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے نیز میرے والد اور ساتھ ہی اس شخص کو بھی امان بخشیں جو میرے والد کے ساتھ پناہ لینا چاہے آپ نے فرمایا اچھا تمہارے سب کے لئے امان ہے اس نے کہا اس قبہ میں جو یہ قبر ہے یہ دراصل ایک سرنگ (تہ خانہ) کا دروازہ ہے جو میرے باپ کے دار الامارۃ تک وسط شہر میں جاتی ہے۔

حضرت خالدؓ کا دار الامارت کے دروازہ تک پہنچنا

کہتے ہیں کہ یہ سن کر فرط خوشی سے آپ کا چہرۂ مبارک دمکنے لگا اس لڑکے اور اس کے دونوں خادموں کو پکڑا اپنے ساتھ والوں میں سے بعض کو حکم دیا کہ ان کی نگرانی کریں اور خود اور آپ کا غلام ہمام اس قبر کے کھودنے میں مشغول ہوئے یہ دونوں حضرات برابر مٹی ہٹاتے جاتے تھے حتیٰ کہ انہیں اس تہ خانہ کا دروازہ نظر پڑا چونکہ وہ کھولا ہوا تھا آپ نے اس میں ایک چھوٹی سی چیز لے کے اندر داخل کی تو معلوم ہوا کہ وہ اندر سے بند ہے آپ نے

اسے دھکا دے کر کھولا اور جس وقت وہ کھل گیا تو آپ اپنے غلام ہمام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم بہت جلدی لشکر میں چلے جاؤ بہادران اسلام اور اکابرین ملت کو چپکے چپکے اپنے پاس بلاؤ اور انہیں بہت خفیہ طریقہ سے میرے پاس لے آؤ کسی قسم کا کھڑکا یا آہٹ نہ ہونے پائے مشعلیں اور قندیل بھی ساتھ ہوں تا کہ اندھیرے میں کام دیں ہمام جلدی سے لشکر میں گئے بہادران اسلام اور شہسواران عرب کو جیسے عمار بن یاسر۔ یزید بن ابوسفیان شرجیل بن حسنہ۔ مالک اشتر نخعی ربیعہ بن عامر۔ عظریف۔ ظاعن بن زید۔ کہلان بن عمرو۔ خزیمہ بن اسلم۔ معمر بن ساف۔ جابر بن سراقہ۔ سعید بن زید اور مثل انہیں حضرات کے اپنے پاس بلایا نیز اور لوگوں کو بلانا شروع کیا حتیٰ کہ جس وقت پورے تین سو جانبازان اسلام ان کے پاس آ گئے تو ان سب نے تلواریں حمائل کیں ڈھالیں اٹھائیں مشعلیں روشن کر کے ساتھ لیں اور چپکے چپکے تا کہ کوئی آہٹ نہ معلوم کر لے جلدی سے مقابر کی طرف چلے اس قبہ اور شہر کے مابین ایک بہت اونچا ٹیلہ حائل تھا کہ اگر کوئی شخص شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر ٹیلہ کے اس طرف کا دیکھنا چاہے تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت یہ حضرات خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس سرنگ (تہ خانہ) کے دروازہ پر کھڑے رہیں اور خود اس لڑکے اور اس کے دونوں خادموں کو لیکر مشعل کے چاندنے میں اندر اترے لڑکا ان کے آگے آگے تھا اور یہ چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ جوابی دروازہ (یعنی اس دروازہ تک جو اس کے سامنے اور وسط شہر میں دارالامارۃ کے اندر تھا) تک پہنچے۔

دارالامارت کے دروازہ کا کھلنا اور باندی کی گرفتاری

یہ وہی وقت تھا جبکہ رینا ماریہ قبطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بہن دروازہ کھولنے کا ارادہ کر رہی تھی رینا نے جس وقت ان کے آنے کی آہٹ محسوس کی تو کہنے لگی کون ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ اسے جواب دو اور کہو کہ دروازہ کھول دے اور میرے باپ مرد بان کو خبر نہ ہو اس نے دروازہ کی طرف مخاطب ہو کے کہا دروازہ کے پیچھے کون ہے رینا چونکہ اسکی آواز پہچانتی تھی کہنے لگی میں ہوں تمہارے باپ

کی باندی رینا اس نے کہا چپکے سے دروازہ کھول دے اور میرے باپ کو خبر نہ کر۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کے ڈر کے مارے رینا کا ہاتھ اس کے قبضہ میں نہ رہا کہ دروازہ کھول دے آخر سنبھلی اور بڑھ کے دروازہ کھول دیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ لڑکا اور اس کے خادم اندر داخل ہوئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس باندی کو گرفتار کر لیا۔

حضرت یوقنا رحؒ کی رہائی

کہتے ہیں کہ مسلمان اس سرنگ کے دروازہ میں ایک ایک کر کے داخل ہونے شروع ہوئے اور تین سو کے تین سو اس میں داخل ہو گئے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس باندی کو گرفتار کر لیا تو وہ چونکہ عربی نہایت فصیح بولتی تھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کے کہنے لگی یا قوم! مجھے چھوڑ دو مجھے کیوں گرفتار کرتے ہو میں تو تمہارے ساتھیوں کے رہا کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور اسی غرض سے آئی تھی کہ دروازہ کھول کے انہیں چھوڑ دوں تاکہ وہ تمہارے پاس جا کے تمہیں بلا لائیں اور تم اس شہر پر قابض ہو جاؤ میں تو تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی ماریہ قبطیہ کی کہ جسے ملک مقوقس نے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے ہدیہ کیا تھا بہن ہوں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا وہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں وہ انہیں اور ان کے ہمراہیوں کو لے کر اس گھر میں گئی جس میں حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے قوم کے آدمی مقید تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اندر داخل ہوئے انہیں سلام کیا ان کی خیر و عافیت پر انہیں مبارکباد دی بیڑیاں کھولیں اور اس سے باہر نکلے۔

شہر پناہ کے دروازوں کا کھلنا

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دستہ کو لیکر دارالامارۃ میں تشریف لے گئے مردبان اور اس کے معاون و مددگار شراب کے نشہ میں مدہوش پڑے تھے آپ نے مسلمانوں کے کچھ آدمی ان پر مسلط فرمائے کچھ مسلمان شہر پناہ کی طرف روانہ کئے اور انہوں نے وہاں جا کر دربانوں اور ان لوگوں کو جو وہاں موجود تھے گرفتار کر لیا انہیں گرفتار کر کے یہ شہر کے

دروازہ پر آئے وہاں دیکھا تو دو دروازے ہیں دونوں کے قفل توڑے اور ان کی زنجیروں کو کھولا۔

شہر پر قبضہ

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام ہمام کو بقیہ لشکر کے پاس روانہ کیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر کو لے آئے ہمام جلدی سے لشکر میں گئے اور کہا کہ گھوڑوں پر سوار ہو ہو کے فوراً شہر کی طرف چلئے یہ سنتے ہی تمام لشکر گھوڑوں پر سوار ہو گیا اور راتوں ہی رات اس میں داخل ہو کے شہر پر قبضہ کر لیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کے انتظار میں اپنے لشکر کو لئے وہیں پڑے رہے۔

مردبان کی جلاوطنی

صبح ہوئی تو مردبان جاگا آنکھ کھلی اور نشہ شراب سے ہوش میں آیا اس کے ہوش میں آتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کو حکم دیا کہ زور زور سے تہلیل و تکبیر اور درود شریف کے نعرے لگائے جائیں فوج نے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے زمین و آسمان کو گونجا دیا مردبان اور اس کے ساتھیوں نے جب شہر میں مسلمانوں کی آواز سنی اور ان کے کانوں میں تہلیل و تکبیر کے نعرے پہنچے تو نشہ کے ساتھ عقلیں بھی کافور ہو گئیں دل کانپنے لگے اور مردبان کی زبان تک بند ہو گئی مردبان اور اس کے غلام اپنی اپنی جگہوں سے اٹھے مردبان نے چاہا کہ دالامارۃ سے نکل کے باہر دیکھے کہ کیا بات ہے دروازہ پر آیا تو مسلمانوں کو دیکھا کہ دروازہ روکے کھڑے ہیں دل کانپ اٹھا اور جوڑ جوڑ میں رعشہ پڑ گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خدا کے دشمن! اگر میں تیرے لڑکے کو امان نہ دیئے ہوئے ہوتا تو تجھے بُری طرح قتل کرتا بس اب تو اپنے اہل و عیال اور مال کو ساتھ لیکے جدھر جانا چاہتا ہے چلا جا ہم ایک ایسی قوم کے افراد ہیں کہ جو کہہ لیتے ہیں اسے سچ کر دکھاتے ہیں اور جب کسی سے وعدہ کر لیتے ہیں تو اسے پورا کر کے ہٹتے ہیں یہ سن کے مردبان سمجھ گیا کہ سر پر جو کچھ مصیبت آئی ہے وہ لڑکے ہی کی بلائی ہوئی ہے یہ اپنے اہل و عیال اور مال کو ہمراہ لے کے وہاں سے نکل گیا۔

مردبان کے بیٹے کا مسلمان ہونا

اسکا بیٹا اس سے علیحدہ رہا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا سردار! یہ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر میں اپنے باپ کے ساتھ گیا تو وہ نیز ملک ارسطولیس دونوں مل کے مجھے قتل کر دینگے میں آپ کے سوا اب کسی کو نہیں چاہتا اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تو اسلام لے آیا اور مسلمان ہو گیا تو تیرے باپ کا تخت وتاج تجھے ہی مبارک ہو۔

دمربوط کی فتح

اس کے بعد آپ نے باشندگان دمربوط پر اسلام پیش کیا جن میں سے اکثر تو مسلمان ہو گئے اور باقی اپنے ہی دین پر قائم رہے زاں بعد آپ حضرت عبداللہ یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا عبداللہ! اللہ پاک جل جلالہ کی خوشنودی، ثواب اور مغفرت کی تمہیں خوشخبری ہو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے جو کچھ تم چاہتے تھے وہ تمہیں شدائد اور سختیوں پر صبر کرنے سے مل گیا نیز تمہارے صبر کی بدولت اللہ عزوجل نے اس شہر کو بھی ہمارے لئے فتح کر دیا انہوں نے کہا خدا کی قسم یہ بات نہیں (یہ تو محض آپ کا حسن ظن ہے) بلکہ اللہ پاک کے فضل وکرم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ شہر فتح ہوا ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ کی بہن سے حسن سلوک

راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رینا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن کی نہایت تعظیم وتکریم کی ان کے کام کا شکریہ ادا کیا اور ان کی بہت تعریف فرمائی وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مسلمان ہو گئیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ہر طرح کی نیکی کرنے کا وعدہ کیا اور انہیں مسلمانوں کی حریم (عورتوں) میں شامل کر دیا۔

آئندہ کا پروگرام

کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں ہی مقیم تھے اس لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فتح دمربوط کی اطلاع دی اور لکھا کہ

میرا ارادہ ہے کہ میں اسکندریہ کی طرف فوج کشی کے ارادہ سے بڑھوں۔

حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کی وفات

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہاں حضرت ذوالکلاع الحمیری بیمار پڑ گئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمربوط میں ان کی تیمارداری کے لئے ٹھہرنا پڑا مرض چونکہ سخت تھا اور آپ نہیں چاہتے تھے کہ ان سے علیحدہ ہوں اس لئے ان کی صحت کے انتظار میں برابر آپ ایک مہینہ کامل فوج کو لئے پڑے رہے آخر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا جوار رحمت میں جگہ دی اور ان کی روح اعلیٰ علیین میں پرواز گئی (انا للہ وانا الیہ راجعون مترجم) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمانوں کو آپ کے انتقال سے سخت صدمہ پہنچا اور ان حضرات نے انکی موت پر بے حد رنج کیا حضرت ذوالکلاع الحمیری حمیر کے بادشاہ تھے اور اسلام لانے سے قبل نہایت ٹھاٹ سے رہا کرتے تھے حتیٰ کہ جس وقت سوار ہوا کرتے تھے تو ان کی سواری کی جلو میں بارہ ہزار سوڈانی غلام کہ جنہیں انہوں نے خود اپنے مال سے خریدا تھا سوار ہو کے چلا کرتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب آپ اسلام میں داخل ہو گئے تو اس حشمت و وجاہت کے بعد میں نے آپ کو اس ہیئت میں بھی دیکھا ہے کہ ایک بکری کی کھال آپ کی پشت پر ہے اور آپ بازار میں پھر رہے ہیں یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جہاد کے ارادہ سے تشریف لائے تھے آپ کے انتقال پر آپ کے صاحبزادے تنوخ نے مرثیہ کہا اور آپ کے بھتیجے عجدان بن مضاص حمیری آپ کی نعش مصر لے کے آئے اور وہاں سے یمن لے کے چلے گئے۔

مسلمانوں کی پیش قدمی

معمر بن شدید مازنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ سے دمربوط فتح کرا دیا اور حضرت ذوالکلاع الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا سانحہ پیش آ چکا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کو کوچ کا حکم

فرمایا اور ہم نے چل کے ایک گاؤں میں جس کا نام شجرہ تھا پڑاؤ کیا۔

اسکندریہ میں ارسطولیس کو خبریں پہنچنا

راوی کا بیان ہے کہ فتح دمربوط کی خبریں ملک ارسطولیس کو اسکندریہ میں پہنچیں وہ چونکہ وہاں مع اپنی قوم اور جاسوسوں کے ٹھہرا ہوا تھا یہ خبر سن کے اسے سخت صدمہ گذرا کچھ دنوں کے بعد مردبان ساقی بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ خبر دی کہ مسلمان نیل کو عبور کر کے غرب کی جانب چل پڑے ہیں ان کا قاصد یوقنا اور اسکے کچھ ہمراہی میرے پاس آئے تھے شہر میرے لڑکے کی غداری کی وجہ سے انہوں نے فتح کر لیا ہے اور وہ بغیر لڑے بھڑے سرنگ کے راستہ سے دمربوط پر قابض ہو گئے ہیں نیز شروع سے آخر تک جو کچھ گذرا تھا سب بیان کر دیا مردبان ساقی سے بادشاہ یہ سن کے سخت برہم ہوا اور کہنے لگا مسیح کی قسم حتیٰ المقدور جہانتک ہو سکے گا عربوں کو تنگ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھونگا یہ کہہ کے چپکا ہو گیا اور جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اسے دل ہی میں رکھا اور اس کا اظہار نہ کیا۔

شہر اسکندریہ اور دمربوط

راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ شہر اسکندریہ دراصل غیر آباد تھا اور آبادی اصل میں شہر اسلاروس میں تھی یہ ایک پُر رونق شہر تھا اور یہی وہ شہر ہے جسے آج کل دمربوط کہتے ہیں اس شہر کی وجہ تسمیہ کہ اسے دمربوط کیوں کہنے لگے یہ ہے کہ حکماء قبط میں سے یہاں ایک نہایت عالم اور دانا حکیم رہتا تھا جس کا نام بوط تھا لوگ اس سے ہر ایک کام میں مشورہ لیتے اس کے علم سے فیضیاب ہوتے اور اس کے اقوال سے استدلال کیا کرتے تھے اس نے ایک مرتبہ اپنے شہر کے تمام لوگوں سے کہا تھا کہ یاد رکھو یہ یقینی بات ہے کہ حجاز سے ایک ایسا نبی ظاہر ہوگا کہ اللہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ اس پر نبوت ورسالت کو ختم کر دینگے اور اسکی دعوت تمام مشرق ومغرب میں پھیل جائیگی جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے مدینہ طیبہ کی طرف آپ نے ہجرت فرمائی قضا وقدر نے آسمانوں پر بلا لیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عنان خلافت ہاتھ میں لے لی اور انہوں نے اپنی فوجیں تیار کر کے شام کی طرف روانہ کر دیں تو اس

حکیم بوط کو ان باتوں کی خبر پہنچی اس نے تین کبوتر پکڑے ایک کو پر قینچ کیا تا کہ اُڑ نہ سکے دوسرے کے پر نوچ ڈالے اور تیسرے کو صحیح وسلامت جیسا تھا رہنے دیا گھر کا دروازہ بند کیا غفلت کے وقت چپکے سے عرب کی طرف چل دیا جب دو دن گذر گئے تو اہل شہر نے تلاش کیا جب کہیں پتہ نہ چلا تو دروازہ کھول کے اس کے گھر میں اندر گئے دیکھا تو تین کبوتر جن میں سے ایک پر قینچ دوسرا پر نوچہ ہوا اور تیسرا صحیح وسلامت موجود ہیں اور حکیم کا کہیں پتہ نہیں ان میں سے جو عالم لوگ تھے کہنے لگے کہ وہ تمہارے لئے یہ ایک مثال کر کے چھوڑ گیا ہے اور زبان کے اشارہ سے کہہ گیا ہے کہ جو شخص اس شہر سے ہجرت کرنے کی قدرت رکھتا ہو وہ یہاں سے اس صحیح وسالم کبوتر کی طرح جو اُڑنے کا ارادہ رکھتا ہے چلا جائے اور جو شخص کثیر العیال ہو وہ اس پر نوچے ہوئے کبوتر کی طرح آہستہ آہستہ کہیں نکل جائے اور جو شخص کثیر العیال ہونے کے ساتھ ساتھ نادار اور غریب بھی ہو اور کہیں جانے کی طاقت وقدرت نہ رکھتا ہو وہ اس پر قینچ کبوتر کی طرح یہیں سڑ کر مرجائے اس کے بعد وہ یہ کہتے ہوئے اس کے گھر سے نکل گئے کہ دمر بوط (یعنی بوط ہلاک ہو گیا) اسی روز سے اس کا نام بجائے اسلاروس کے دمر بوط پڑ گیا اور یہاں کی آبادی منتقل ہو ہو کے اسکندریہ کی طرف جانے لگی یہاں کے اکثر باشندے اسکندریہ میں آباد ہو گئے اور اسکندریہ کی مردم شماری یہاں سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔

ارسطولیس کی مسلمانوں پر حملہ کی منصوبہ بندی

اب ہم پھر اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جب ملک ارسطولیس کو دمر بوط کے متعلق خبر پہنچی کہ وہ بغیر لڑائی اور جنگ وجدل کے فتح ہو گیا ہے تو وہ بہت سخت برہم ہوا اور مسیح (علیہ السلام) کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں حتی المقدور عربوں پر عرصہ حیات تنگ کر دوں گا اور جہاں تک ممکن ہو گا انہیں اچھی طرح ان کے کئے کا مزہ چکھاؤں گا اس کے بعد اس نے دریا میں بیس جہاز ڈلوائے چار ہزار سے زیادہ چیدہ چیدہ جوان ان میں بٹھلائے اور حکم دیا کہ وہ یافا کے ساحل پر لنگر انداز ہوں سردار لشکر سے کہا کہ جب ساحل پر پہنچ جاؤ تو پہلے جاسوسوں کو بھیج کر عربوں کے پڑاؤ کی خبر منگالو اور جب وہ تمہیں آ کے یہ خبر دیدیں کہ وہ فلاں جگہ خیمہ زن ہیں تو تم انہیں رات کے آنے تک کی مہلت دو اور جس وقت رات ہو

جائے تو جہاز خشکی پر لگاؤ عربوں کی طرف چلو اور رات کے وقت اچانک ان پر حملہ کر دو مگر یہ یاد رکھو کہ جہاں تک ہو سکے اس میں سے کسی کو قتل نہ کرو اور میرے پاس انہیں زندہ ہی گرفتار کر لاؤ اس نے کہا بہت بہتر ہے جیسا جناب نے حکم دیا ہے ایسا ہی ہوگا۔

ارسطولیس کے لشکر کی روانگی

اس کے بعد انہوں نے اسی روز لنگر اٹھا دیئے باد بان کھولے اور چل پڑے تین دن اور رات لگا تار چلنے کے بعد انہیں ہوا یافا کے ساحل پر لے گئی مگر چونکہ وہاں عربوں کے کسی پڑاؤ کا سراغ نہ چلا اس واسطے یہ آگے بڑھے اور ساحل رملہ کے قریب بڑھے چلے گئے یہاں اچانک انہیں عربوں کا پڑاؤ معلوم ہوا اور جب انہیں یہ کامل یقین ہو گیا کہ عرب یہاں ضرور پڑے ہوئے ہیں تو انہوں نے جہاز خشکی پر لگائے اور حزم واحتیاط کو کام میں لاتے رہے جب رات نے دنیا پر اپنا سکہ جما لیا اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آنے لگا تو چونکہ عربوں نے خیموں میں آگ روشن کر رکھی تھی یہ جہازوں سے نیچے اترے روشنی کی سیدھ باندھی اور اسی سمت چل پڑے۔

مسلمانوں کے ایک لشکر پر حملہ

کہتے ہیں کہ یہ پڑاؤ جس کی طرف دشمن چلا تھا قبیلہ دوس یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بنی عم اور قبیلہ بجیلہ کا تھا حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت بیمار تھے وہ اس قبیلہ کے مہمان تھے اور آپ کی بہن تیمارداری کر رہی تھیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے یہ لوگ یہاں ٹھہرے ہوئے تھے اور چونکہ رومیوں کی سلطنت کا تختہ الٹ چکا تھا اور ان کے ایام ان سے برگشتہ ہو گئے تھے اس لئے یہ لوگ بالکل نڈر تھے اور کسی دشمن کے حملہ کرنے کا بالکل خطرہ نہ تھا عیش و آرام کی نیند سو رہے تھے اور انہیں مطلق خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے یہ اس وقت خبردار ہوئے جب دشمن سر پر پہنچ کے اپنا کام کرنے لگا جس نے اپنے بچاؤ کے لئے ذرا بھی ہاتھ پیر ہلائے وہ قتل کر دیا گیا اور باقی وہ تمام لوگ جو اس پڑاؤ میں موجود تھے زندہ گرفتار کر لئے گئے۔

حضرت ضرار سمیت گیارہ سو مسلمانوں کی گرفتاری

حضرت ضرار بن ازور اور آپکی ہمشیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی انہیں گرفتاروں میں

تھیں مرد عورت غلام اور باندیاں جن کی مجموعی تعداد گیارہ سو کے قریب تھی گرفتار کر کے جہازوں میں بٹھلائی گئیں اور اسی رات اسکندریہ کی طرف کوچ کر دیا گیا۔

حضرت ضرار کی خبر کیلئے حضرت ابو ہریرہؓ کا اس پڑاؤ پر پہنچنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طبریہ میں وہاں کی آب وہوا کے عمدہ ہونے کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ یہ اردن دمشق اور سواحل (ساحلوں) کے شہروں سے قریب تھا سکونت اختیار کر لی تھی جس وقت آپ کو حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں تو چونکہ آپ نیز ہر ایک مسلمان ان سے انکی دینداری اور جہاد فی سبیل اللہ میں مستعدی کی وجہ سے بہت زیادہ محبت رکھتا تھا اس لئے یہ آپ پر بہت شاق گذرا آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمانے لگے کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہیں میں چاہتا ہوں کہ کسی آدمی کو بھیج کر ان کی خبر منگاؤں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوچ کر میں اپنی قوم کی بھی زیارت کر آؤنگا کہا حضرت! میں جانے کے لئے تیار ہوں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اجازت دیدی یہ اپنے ایک حلیف محارب بن ظاعن کے ساتھ جو قبیلہ بجیلہ کا ایک شخص تھا روانہ ہوئے اور جس رات وہ واقعہ ہائلہ پیش آیا تھا اس کی صبح کو اس پڑاؤ پر پہنچے دیکھا تو تمام بستی ویران ہے۔ بہت سے قتل پڑے ہیں اور کچھ زخمی تڑپ رہے ہیں۔

حادثہ کی اطلاع

انہوں نے زخمیوں سے اسکی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ ہم پر اچانک حملہ کیا گیا اور ہمارے قافلہ کو لوٹ کر جو کچھ اس کے اندر تھا حملہ آور لے گئے یہ سن کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اشہد ان اللہ علی کل شی قدیر (اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو تمام طاقت وقدرت ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہیں)۔

حضرت لجبان سے ملاقات

اس کے بعد آپ اور آپ کے حلیف دریا کے کنارے پر آئے چاروں طرف نظر

دوڑائی مگر کچھ نظر نہ آیا جب لوٹنے کا ارادہ کیا تو اچانک انہیں ایک تختہ بہتا ہوا جسے دریا کی موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں آتا دکھلائی دیا جب ذرا قریب آیا تو اس پر ایک شخص بیٹھا دیکھا آپ وہیں ٹھہر گئے تختہ ساحل کے پاس آ کے رکا اور وہ شخص اس کے اوپر سے کود کے خشکی پر آیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے حلیف اس کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا تو وہ آپ کے چچا زاد بھائی سردار قوم دوس لجبان بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں پہچان کر پاپیادہ ہوئے سلام کیا اور معانقہ کر کے دریافت کیا بھائی جان! یہ کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رات کے وقت دشمن ہم پر اچانک آ پڑا اور ہمیں گرفتار کر کے کشتیوں اور جہازوں میں بٹھلا کے ایک سمت کو روانہ ہو گیا جب ہم عین مجدہار میں پہنچے تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے جہازوں پر ایک تیز وتند ہوا (آندھی) کو بھیج دیا اور ان جہازوں میں سے دو جہاز غرق ہو گئے ان دونوں جہازوں میں سوائے میرے اور کوئی قیدی نہیں تھا تمام مشرکین ہی مشرکین سوار تھے وہ تمام کے تمام غرق ہو گئے اور میرے سوا اور کوئی شخص ان میں سے جانبر نہیں ہوا انکی تعداد ان جہازوں میں بہت زیادہ تھی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے میری نجات کا باعث یہ تختہ کر دیا اور میں اس پر سوار ہو کے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہاں تک پہنچ گیا فالحمدللہ علی احسانہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چچا زاد بھائی۔ آخر وہ دشمن تھا کون انہوں نے کہا وہ مصر کے قبطی تھے کیونکہ ان میں سے جو عربی زبان جانتے تھے ان سے میں نے اسکندریہ کا کچھ تذکرہ سنا ہے وہ آپس میں اس کی کچھ باتیں کرتے جاتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس واپسی

کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حلیف اور چچا زاد بھائی کو یہ حکم دیا کہ وہ خیمے مال ومتاع اور تمام اسباب ایک جگہ جمع کر کے اونٹوں اور گھوڑوں پر بار کریں مجروحوں کو سوار کرائیں اور رملہ کی طرف کوچ کر دیں اور خود بہت جلدی سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پلٹے اور طبریہ پہنچ کے آپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے اور قافلہ پر پڑاؤ میں جو کچھ آفت ٹوٹی تھی بیان کرنے لگے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام

سر گذشت سن کے فرمایالاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم انا للہ وانا الیہ راجعون اعوذ باللہ من الآ فات الرویہ (میں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں تباہ کرنے والی آفتوں سے) خدا کی قسم اگر وہ اسکندریہ تک پہنچ گئے تو وہاں کا حاکم ان کو ایک لحظہ بھی زندہ نہ چھوڑے گا اور چشم زدن میں قتل کر دے گا حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مر جائینگے اور ان کا خون مباح ہو کر بہے گا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کو خط

اس کے بعد فوراً آپ نے ایک خط حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا اور مسلمانوں پر والی اسکندریہ کی طرف سے جو مصیبت نازل ہوئی تھی وہ تحریر کی اور اس میں درج فرمایا کہ قبیلہ دوس اور قبیلہ بجیلہ کی ایک جماعت اس نے گرفتار کر لی ہے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو کر ان کے یہاں مہمان تھے اور ان کی بہن خولہ بنت ازور ان کی تیمارداری کر رہی تھیں یہ دونوں بھی ان کے ساتھ گرفتار ہو گئے ہیں جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تو تم فوراً ان کی رہائی کے لئے جدوجہد کرو اور اگر قبطیوں میں سے کوئی معزز شخص تمہارے ہاتھ آ جائے تو ہم ان سے اس کے معاوضہ میں اپنے قیدیوں کا تبادلہ کرنے کے لئے بھی تیار ہیں اس خط کو لکھ کر آپ نے حضرت زید الخیل ابیض الرکیاں رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا یہ خط لے کے مصر کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت عمروؓ کا حضرت خالدؓ کو حضرت ضرار کی رہائی کیلئے خط لکھنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں چونکہ حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ اکثر مصر کے راستہ سے گذرے تھے اس لئے وہ خوب اس راستہ سے واقف تھے یہ دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوئے مصر پہنچے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ نے وہ خط پیش کیا انہوں نے لے کے مہر توڑی اور پڑھنا شروع کیا یہ چونکہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی زیادہ محبت رکھتے تھے اسے پڑھ کے رونے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور سخت ناگوار گذرا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً ایک خط لکھا اور حضرت ضرار بن ازور آپکی ہمشیرہ اور دوسرے قیدیوں کے متعلق خبر دی اور اسکندریہ کی طرف بہت

جلدی پیش قدمی کے کرنے کا بعد لکھا کہ ان کی رہائی میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد آپ کا خط لے کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف چلا آپ دمر بوط سے کوچ کر کے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں شجرہ میں مقیم تھے قاصد یہیں پہنچا آپ کو سلام کیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ خط پیش کر دیا آپ نے اسے چاک کر کے پڑھنا شروع کیا جب آپکو مسلمانوں کی گرفتاری نیز حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپکی ہمشیرہ کے متعلق معلوم ہوا تو آپ کو بہت سخت صدمہ ہوا آپ روئے اور فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمان قیدیوں کا اسکندریہ پہنچنا

کہتے ہیں کہ جب قبیلہ بنی دوس، بجیلہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی ہمشیرہ گرفتار ہو گئیں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے قبطیوں کے دو جہاز غرق کر دیئے اور باقی اسکندریہ میں پہنچ گئے تو ملک ارسطولیس کو اسکی خبر دی گئی وہ یہ سن کے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ قیدی حاضر کئے جائیں قیدی اس کے سامنے پیش کئے گئے بادشاہ نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر اکابر دولت اور اعیان سلطنت نے کہا ایہا الملک! جلدی نہ کیجئے عرب آپ کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں اور یہ یقینی امر ہے کہ ان سے لڑائی ہو گی اگر ہم میں سے کچھ معزز لوگ ان کے ہاتھ پڑ گئے تو ہمارے پاس کم از کم ان کا فدیہ یا معاوضہ تو ہو گا جو ہم دے کے ان اپنے آدمیوں کو ان کے ہاتھ سے چھڑا لینگے نیز ممکن ہے کہ یہ قیدی صلح ہی کا سبب بن جائیں بادشاہ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور دو ہزار قبطیوں کی نگرانی میں اس نے ان قیدیوں کو دیرز جاج کی طرف روانہ کر دیا تا کہ وہ انہیں وہاں پہنچا آئیں۔

قیدیوں بارے جاسوسوں کی اطلاع

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاسوس جو آپ نے معاہدین کے اندر سے پیدا کر لئے تھے آپ کے پاس ہر شہر کی خبر لایا کرتے تھے جس شہر پر آپ لشکر کشی کے ارادہ سے چڑھا کرتے تھے آپ کے جاسوس پہلے ہی وہاں پہنچ جایا کرتے

تھے اور لوٹ کے آپ کو خبریں دیا کرتے تھے چنانچہ اسکندریہ میں ایک جماعت پہنچ کے اپنا کام کررہی تھی جب اس نے ان قیدیوں کو دیکھا ان کی کیفیت معلوم کی اور بادشاہ کا وہ حکم سنا جو اس نے دیرز جاج کے متعلق دیا تھا تو وہ جلدی سے اسکندریہ سے نکل کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف چلے تا کہ آپ کو اس کی اطلاع دیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے اس لئے آپ انہیں راستہ میں ملے قیدیوں کے متعلق اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے انہیں دیرز جاج میں قید کرنے کا حکم دیا ہے آپ یہ سن کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی ذات والاصفات سے مجھے قوی امید ہے کہ ان کی رہائی انشاءاللہ العزیز میرے ہی ہاتھ سے ہوگی۔

دَیرز جاج کا محاصرہ

اس کے بعد آپ نے لشکر کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ دیر کی طرف چلیں اور چلنے میں جلدی کریں ممکن ہے کہ قبطیوں کے پہنچنے سے قبل دیرز جاج میں ہم ہی پہنچ جائیں اس کی وجہ یہ تھی کہ بہ نسبت اسکندریہ کے دیرز جاج اس جگہ سے قریب تھا جہاں اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے لشکر یہ سن کے دیرز جاج کی طرف جلدی سے بڑھا اور کوشش کر کے دیر کے قریب پہنچ گیا۔

بحیرا راہب کے شاگرد کی حضرت خالدؓ سے گفتگو

کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے لشکر نے دیرز جاج کے قریب پہنچ کے اسے چاروں طرف محاصرہ میں لیا تو ایک مسن (بوڑھا) اور خوبصورت پادری جس کا نام میماح تھا دیوار کے اوپر سے جھانکنے لگا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ راہب بحیرا راہب مصری کا شاگرد تھا جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا اے راہب! آپ نے دنیا کو کیسا پایا اور اسے کس حالت میں دیکھا اس نے کہا یہ بدن کو لاغر امیدوں کو منقطع موت کو نزدیک اور عیش وآرام کی بیخ کنی کرتی ہے آپ نے فرمایا اور اس کے باشندوں کو کس حال میں دیکھا اس نے کہا اگر دنیا کی کوئی چیز اسے مل گئی تو وہ اس پر قناعت نہیں کرتا اور دوسری کے

دہن میں لگتا ہے اور اگر کوئی چیز اس کے ہاتھ سے نکل گئی تو وہ اس پر حسرت کرتا ہے آپ نے فرمایا دنیا میں عمدہ اور بہتر بندہ کے لئے کیا ہے اس نے کہا تقویٰ اور عمل صالح آپ نے فرمایا اور بُرائی کس چیز میں ہے اس نے کہا اتباع نفس اور خواہشات میں آپ نے فرمایا سچ فرمایا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے الحکمۃ ضالۃ المؤمن یاخذہا حیث وجدہا (حکمت مؤمن کی گم شدہ چیز ہے جہاں اسے پائے اٹھالے) اس کے بعد آپ نے فرمایا آپ کو تنہائی کیوں پسند ہے اس نے کہا مجھے تنہائی زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا کیا اس سے آپ کو کچھ فائدہ پہنچا ہے اس نے کہا ہاں لوگوں کی تواضع اور مدارات کرنے کے باعث مجھے بہت زیادہ راحت ملی ہے آپ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا اگر یہ شخص دین اسلام اور توحید میں ہوتا اس نے کہا اسلام اور توحید سے بہتر میں کوئی مذہب نہیں دیکھتا آپ نے فرمایا محمد بن عبداللہ کے مذہب کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل، خاتم الانبیاء، صفی الاصفیاء، اور کافروں پر حجۃ اللہ ہیں آپ نے فرمایا آپ اسلام کے شہروں میں کیوں سکونت اختیار نہیں کرتے یہاں سے وہاں آپ اچھے رہینگے اس نے کہا میرا دل دنیا کی محبت میں ملوث اور آلودہ ہے اس کے بعد اس نے اس مضمون کے چند اشعار پڑھے اشعار۔

حب الدنیا راس کل خطیئة　　　فاحذر ان تحب من الخطیئة راسها

دنیا کی محبت ہر ایک گناہ کی جڑ ہے تو گناہوں کے سردار کی محبت رکھنے سے بچ

کم جاهل جاء ها یقبل ثغرها[1]　　　لو یعلم ما بها ما بأسها

بہت سے جاہل اسکے پاس آتے ہیں اور اسے بوسہ دیتے ہیں۔
اگر وہ یہ جانتے کہ اس میں کیا ہے تو کبھی ہاتھ نہ لگاتے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا ایہا الراہب! کیا آپ کو ان عرب قیدیوں کے متعلق کہ جنہیں ارسطولیس نے آپ کے پاس روانہ کیا ہے کچھ خبر ہے اس نے کہا خدا کی قسم مجھے کچھ معلوم نہیں البتہ رات ایک پادری اور ایک سردار تو ضرور یہاں آئے تھے اور انہوں نے اس کنویں سے پانی بھی پیا تھا بلکہ میں نے ان سے یہ بھی دریافت کیا

---

[1] ثغرا گلے دانت ۱۲ منہ

تھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم ملک کیماؤش والی ارض برقا کے ایلچی ہیں ارسطولیس کے پاس اس غرض سے گئے تھے کہ وہ عرب قیدیوں میں سے کسی آدمی کو ہمارے بادشاہ کے پاس بھیج دے تا کہ وہ ان کا لباس اور ان کی وضع قطع دیکھے اور اس سے ان کے مذہب کے متعلق کچھ باتیں دریافت کرے بادشاہ ارسطولیس نے ان سے دو قیدیوں کے پہنچنے کا وعدہ کیا ہے اور وہ یہ جواب لے کے اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ گئے ہیں انہوں نے میرے دیر کے اس کنویں سے پانی پیا اور چلے گئے اور اس کے سوا مجھے کچھ نہیں بتلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق راہب کی معلومات

اس کے بعد اس راہب نے آپ سے کہا شاید آپ ان مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے شام فتح کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں ہم انہیں میں سے ہیں راہب نے کہا مجھے تمہارے متعلق روزانہ خبریں ملتی رہتی تھیں اور میں جب بحیرا راہب کے دیر میں رہتا تھا تو میں نے آپ کے نبی کو بھی دیکھا تھا آپ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ جو شام جا رہا تھا تشریف لائے تھے اور بہت سے معجزات بھی آپ سے ظہور میں آئے تھے اس کے بعد اس نے اس درخت کا ذکر کیا جس کے نیچے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور وہ باوجود خشک ہونے کے اسی وقت آپ کے بیٹھتے ہی سرسبز و شاداب ہو گیا تھا نیز کہا کہ میں جب بحیرا راہب کا انتقال ہو گیا تھا تو یہاں چلا آیا تھا اور وہاں اے شخص (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہا) ارض کنالیس، ارض عقبہ، اور ارض رمادہ کا کوئی راہب یا پادری نہیں جو میری زیارت کو نہ آیا ہو آپ کے نبی کے متعلق مجھ سے استفسار نہ کیا ہو اور نہ کہا ہو کہ تو چونکہ بحیرا راہب کے دیر میں ان کے راستہ پر تھا اور تو نے چونکہ انکی زیارت کی ہے اس لئے ہم سے ان کا حلیہ۔ صفت اور ان کا حال بیان کر میں نے ان سے آپ کے دین کا حال اور ان کے جو معجزات دیکھے تھے بیان کئے اور دیر تک میرے اور ان کے مابین اس معاملہ میں مجادلہ و مکالمہ ہوتا رہا نیز مسار راہب سے جو میرے قریب ہی رہتا ہے میرا مناظرہ رہا وہ کہتا تھا کہ وہ نبی جنکی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے وہ یہ نہیں ہیں میں نے اس سے کہا خدا کی قسم یہ وہی نبی عربی ہیں اس نے کہا ہم نے کتابوں میں یہ بھی پڑھا ہے کہ

وہ نبی جو حجاز سے ظاہر ہوں گے وہ آسمانوں پر تشریف لیجائینگے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ وہاں ان سے ہم کلام ہوں گے اور ہم نے آجتک نہیں سنا کہ یہ شخص آسمانوں پر بھی گیا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم آپ آسمانوں پر تشریف بھی لے گئے ہیں اور پروردگار عالم آپ سے ہمکلام بھی ہوئے ہیں اللہ پاک عزوجل نے اس کی خبر اپنی کتاب عزیز میں ان الفاظ کے اندر دی ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ الخ یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کہ جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے آپ فرماتے تھے لما اسریٰ بی الی المسجد الاقصیٰ وعرج بی الی السماء وبلغ بی جبریل الی سماء الدنیا فاستفتح فقال الملک المؤکل بہ من ھذا قال جبریل قال ومن معک قال محمد قال ارسلت الیہ قال نعم ففتح لھما فلما دخل بی الی السماء نظرت واذا رجل جالس وعن یمینہ اسود وعن یسارہ اسود فاذا نظر عن یمینہ ضحک واذا نظر عن شمالہ بکاثم قال الرجل لجبریل ھذا محمد قال مرحبا بابن الصالح والنبی الصالح فقلت یا جبریل من ھذا قال ابوک آدم تقدم وسلم علیہ فتقدمت وسلمت علیہ فرد علی السلام وھنانی بما اعطانی اللہ من الکرامۃ فقلت یا جبریل فما ھذا الاسود الذی عن یمینہ قال ھم السعداء من اولادہ والاسود الذی عن شمالہ الاشقیاء من اولادہ فالسعداء الی الجنۃ والاشقیاء الی النار قال صلعم ثم عرج بی الی السماء الثانیۃ ولم یزل کذلک یعرج بی من سماء الی سماء الی ان بلغت الی سماء السابقہ ثم انطلق بی الی سدرۃ المنتھیٰ عندھا جنۃ الماویٰ فدخلتھا ورئیت ما اعداللہ تعالیٰ فیھا من النعیم لاھلھا یعنی جب مجھے مسجد اقصیٰ تک لے گئے آسمانوں پر چڑھایا اور حضرت جبریل علیہ السلام

میرے ساتھ آسمان دنیا تک پہنچے تو انہوں نے دروازہ کھلوانا چاہا اس فرشتہ نے جو وہاں کا دربان تھا پوچھا کون ہے انہوں نے فرمایا میں جبریل ہوں اس نے کہا آپ کے ساتھ اور کون شخص ہے انہوں نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس نے کہا کیا تم ان کے پاس بھیجے گئے تھے انہوں نے فرمایا ہاں فرشتہ نے دروازہ کھول دیا انہوں نے مجھے آسمان میں اندر داخل کیا میں نے اچانک ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے دائیں بائیں سیاہ رنگ کے آدمی تھے جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتے تھے تو ہنستے تھے اور جب بائیں طرف نظر ڈالتے تھے تو روتے تھے اس شخص نے جبریل سے کہا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں انہوں نے کہا یہ محمد ہیں انہوں نے کہا مرحبا اور شاباش ہے صالح بیٹے اور صالح نبی کو میں نے کہا اے جبریل! یہ کون شخص ہیں انہوں نے کہا یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں ان کے پاس جائیے اور انہیں سلام کیجئے میں ان کی خدمت میں گیا اور سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے مجھے جو کرامت وشرافت بخشی ہے اس پر مبارک بادی میں نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ دائیں سمت کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ ان کی اولاد کے سعید لوگ ہیں اور بائیں جانب میں ان کے اولاد کے شقی لوگ ہیں سعید لوگ جنت کی طرف ہیں اور شقی دوزخ کی طرف پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور اسی طرح ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر چڑھاتے رہے حتیٰ کہ میں ساتویں آسمان پر پہنچا پھر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے جہاں جنت الماویٰ ہے میں اس میں داخل ہوا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے جو نعمتیں اس میں رہنے والوں کے لئے مہیا کی ہیں انہیں دیکھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راہب سے حدیث معراج نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جو جو عجائبات دیکھے تھے بیان کئے راہب نے انہیں نہایت تعجب سے سنا اور آپ کے طرز کلام سے سمجھ گیا کہ واقعی آپ سچ بیان فرمارہے ہیں اور جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے وہ واقعی حرف بحرف صحیح ہے۔

ایک اور مسلمان قیدی کے حالات معلوم ہونا

راہب آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا عربی بھائی! آپ کا نام کیا ہے آپ نے

فرمایا میرا نام خالد ہے اس نے کہا خالد! میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں اس پہاڑ کے اوپر ایک دیر (گرجا) جس کا نام دیر مسیح ہے واقع ہے اور اس میں قبطیوں کے سرداروں یا رئیسوں میں سے ایک رئیس رہتا ہے جو نہایت ظالم اور بدطینت ہے اس نے مدت سے ایک مسلمان عرب کو قید کر رکھا ہے میں نے یہ سنا ہے کہ وہ آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب میں سے ہے مقوقس کے زمانہ میں مصر بغرض تجارت آیا تھا اپنا مال بیچ کے اس نے وہاں سے کچھ اور مال خریدا اور مصر سے اسکندریہ چلا گیا اسکندریہ میں بھی خرید وفروخت کی اور وہاں سے ایک بڑے قافلہ کے ساتھ ارض برقا کی طرف چلا مگر جس وقت قافلہ اس پہاڑ کے قریب پہنچا تو اس سردار یا رئیس نے اپنے غلاموں کو لے کر اس پر چھاپہ مارا مال واسباب لوٹ لیا اور قافلہ والوں کو چھوڑ دیا۔ آپ کے دوست پر جب اس کی نگاہ پڑی اور اس نے ان کا عربیوں جیسا لباس دیکھا تو انہیں گرفتار کر لیا اور وہ اب تک ایک درخت سے جو دیر کے قریب ہی ہے اس کے پاس بندھے ہوئے ہیں اور ان کے آنسوؤں سے اس جگہ گھاس اُگ آئی ہے وہ سردار اس وقت تک انہیں کھانے پینے کو نہیں دیتا جب تک انہیں مار مار کے یہ نہیں کہہ لیتا کہ تجھے میرے ہاتھ سے اس وقت تک رہائی نہیں مل سکتی جب تک تو اپنے دین سے پھر کر میرے مذہب میں داخل اور تثلیث کا قائل نہیں ہوگا وہ بندۂ خدا باوجودیکہ سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں مگر وہ کمبخت ان کے پیٹنے سے باز نہیں آتا اور نہ تکلیف دینے میں کچھ کمی ہی کرتا ہے وہ شخص اپنے رب کے سامنے مناجات کرتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں الہا العالمین! میں نے اپنے جسم کو آپ کی خوشنودی میں صرف کر دیا ہے آپ بھی اپنی رحمت مجھ پر نازل کیجئے سردار جب انہیں مار لیتا ہے تو اس کے بعد ان کے پاس تانبے کی ایک تصویر جس کے سر پر سیاہ عمامہ بندھا ہوا ہے لاتا ہے اس تصویر کے سینہ پر یہ الفاظ کندہ ہیں کہ ہذا النبی العربی محمد (یہ عرب کا نبی محمد ہے) پھر خود شراب پیتا ہے اور اپنے پیالے کا فضلہ اس تصویر پر ڈال دیتا ہے اور اس شخص سے کہتا ہے کہ یہ تمہارا نبی ہے اس سے کہو وہ تمہیں میرے ہاتھ سے نجات دیدے اور وہ مرد مسلمان اس کے کفر کے باعث اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے پناہ مانگتے رہتے ہیں۔

حضرت خالدؓ کا قیدی کی رہائی کیلئے کوشش کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو آگ بگولا ہو گئے اور آپ کو یہ سخت شاق گذرا لشکر میں سے حضرت شرجیل بن حسنہ۔ عامر بن ربیعہ۔ یزید بن ابو سفیان۔ ہاشم بن سعید۔ قعقاع۔ مقداد۔ رفاعہ بن قیس اور تین اور آدمیوں کو کہ جن کے نام ہمیں معلوم نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم منتخب فرمایا فوج کو دیر ہی کے پاس چھوڑا تاکید کی کہ ہوشیار رہیں خود ان دس آدمیوں کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے جب پہاڑ کے اوپر پہنچے تو وہ دیر اور درخت انہیں نظر آیا۔

ظالم سردار کا محاصرہ اور قتل

کہتے ہیں کہ وہ سردار اس روز شکار کے لئے گیا تھا اس نے ایک نیل[1] گاؤ دیکھا اسکی طرف چلا اسے شکار کیا اور دیر میں آیا دیر کے دروازہ پر جو درخت کھڑا ہوا تھا اس کے نیچے شکار رکھا اور غلاموں کو اس کی کھال کھینچنے کا حکم دیا جب وہ کھال کھینچ چکے تو انہیں تو آگ روشن کرنے کے لئے کہا اور خود اس گوشت کے پارچے بنانے لگا اس سے فراغت حاصل کر کے اسے بھونا اور کھانے لگا زاں بعد شراب منگائی اسے پینا شروع کیا جب خوب مست ہو گیا تو غلاموں سے چلا کے کہا اس محمدی کو میرے پاس لاؤ غلاموں نے انہیں اس کے پاس حاضر کیا یہ نہایت ذلالت کے ساتھ پیش کئے گئے گردن میں لوہے کا ایک طوق تھا اور ذلت سر پر سوار سردار آپ سے کہنے لگا اے مسلمان! محمد کی وجہ سے تو نے مجھ پر غلبہ حاصل کیا ہے اپنے دین کی قسم جب تک تو اپنے مذہب کو چھوڑ کر میرے مذہب میں داخل نہیں ہوگا اس وقت تک میں کبھی تجھ سے یہ عذاب موقوف نہ کرونگا۔

یا تو تو میرے مذہب میں داخل اور تثلیث کا قائل ہو جا ورنہ ابھی تیری گردن ماردونگا اس مرد مسلمان نے کہا جو تیرے جی میں آئے کر گذر میں خوب جانتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تمام اشیاء باری تعالیٰ جل مجدہٗ ہی کے ارادہ اور مشیت پر موقوف ہیں بندے اسی کے اختیار میں ہیں آسمان اسی کی قدرت سے بلند ہے زمین اسی کی حکمت سے

---

[1] یہ بقر وحش کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

فرش ہے مخلوق میں جود وسخا اسی کے علم میں ہیں اس کا علم تمام اشیاء پر محیط ہے اسی کی تدبیر سے دنیا کی کل چل رہی ہے اس کا نہ کوئی نظیر ہے نہ وزیر سردار نے مسلمان سے جب باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی یہ توحید و تعظیم سنی تو غصہ میں بھر گیا تلوار ہاتھ میں لی اور چاہا کہ سونت کر مسلمان کی گردن پر مار دے اچانک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دسوں ہمراہی عین اس وقت جبکہ وہ تلوار اٹھا چکا تھا اس کے قریب پہنچ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈانٹ کے اس سے کہا یا عدو اللہ (خدا کے دشمن) ولی اللہ کے پاس سے الگ ہٹ دور کھڑا رہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ نے فتح بخشی مدد فرمائی مظفر و منصور کیا اور ہماری تلواروں کو کافروں کی گردنوں میں پیوست کر دیا یہ کہتے کہتے آپ اس کے سر پر پہنچ گئے اس نے جب اس طرح آپ کو آتا دیکھا تو سنبھلا کھڑا ہوا تلوار کو میان سے کھینچا اور آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا آپ نے اپنا چھوٹا نیزہ اس زور سے اس کے سینے میں مارا کہ اسکی انی پسلیوں کو توڑتی ہوئی دوسری طرف صاف نکل گئی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ دیکھ کے سردار کے غلاموں پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں تمام غلاموں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ظالم سردار کے مال و متاع پر قبضہ اور مسلمان کی رہائی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز آپ کے ہمراہی چشمہ پر آئے تا کہ دیر کا محاصرہ کر لیں یہ دیکھ کے رہبان آپ حضرات کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے ہم راہب لوگ ہیں مرد میدان نہیں جو تم سے لڑیں نیز آپ کے نبی نے راہبوں کے قتل سے منع بھی کیا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سردار کا جو کچھ تمہارے پاس مال و متاع اور اہل و عیال ہے وہ تم ہمیں سپرد کر دو ہم تم سے نہیں لڑنے کے اور تم اللہ تبارک و تعالیٰ کی امان میں ہو گے انہوں نے کہا ہمیں بسر و چشم قبول ہے ایسا ہی کرینگے چنانچہ انہوں نے اپنے قول کے مطابق اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب کو آپ کے سپرد کر دیا۔

قیدی کا تعارف

آپ نے انہیں اپنے قبضہ میں کیا اور اس قیدی کے پاس تشریف لے جا کے اس کی

زنجیر توڑی قید و بند سے رہا کیا اور پوچھا کہ آپ کن عربوں میں سے ہیں انہوں نے کہا میں امیہ بن حاتم طائی ہوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بغرض تجارت اسکندریہ گیا تھا وہاں سے خرید و فروخت کے بعد اپنا مال و اسباب لے کے تجار کے ایک قافلہ کے ساتھ ارض برقا جا رہا تھا اچانک یہ سردار ہم پر آ پڑا مال و اسباب لوٹا قافلہ کے تمام تجار چھوڑ دیئے اور مجھے عربی دیکھ کے گرفتار کرلیا کیونکہ قافلہ میں میرے سوا اور کوئی شخص عربی نہیں تھا دراصل باری تعالیٰ جل مجدہٗ کو بھی منظور تھا اور یہی مقدر میں لکھا ہوا تھا۔

مسلمانوں کی خوشی

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے انکی رہائی اور سلامتی پر مبارکباد دی اور اللہ غالب بزرگ و برتر کی طرف سے انہیں انکی کرامت و بزرگی پر بشارت پہنچائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز آپ کے ساتھی اس سردار کا مال و اسباب اہل و عیال اور گھوڑے اور جانور ساتھ لے کے دیر راہب کی طرف چلے اور پہاڑ سے نیچے اترنے لگے جب پہاڑ کے نشیب میں آئے تو اہالیان دیر اور اپنے ساتھیوں کو نظر آنے لگے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے تشریف لا رہے ہیں اور سردار کا مال و اسباب وغیرہ ان کے آگے آگے ہے تو انکی خیر و عافیت اور واپسی پر بہت خوش ہوئے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آوازوں اور درود شریف کی صداؤں سے زمین و آسمان کو گونجا دیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ہمراہیوں کا استقبال کیا۔ سلام و دعا کے نذرانے ادا کیئے اور اس قیدی کو ان کی سلامتی اور رہائی پر مبارکباد پیش کی راہب بھی ان قیدی کے چھوٹنے اور اس راہب کے قتل ہونے سے حد درجے خوش ہوا اور جامہ میں پھولا نہ سمایا۔

اسکندریہ والے مسلمان قیدیوں کا یہاں پہنچنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اس راہب سے اس سردار کا قصہ بیان ہی کر رہے تھے اور وہ راہب ہمہ تن گوش ہوا اسے ابھی سن ہی رہا تھا کہ اچانک گھوڑوں کے

ہنہنانے لگاموں کے کھڑکھڑانے عورتوں کے چیخنے بچوں کے چلانے مردوں کے نالہ وفریاد کرنے قبطیوں کے ہنکانے (یعنی قبطی قیدیوں کو آگے اور پیچھے سے مثل بھیڑ بکریوں کے زور زور سے ہنکاتے جاتے تھے) اور سواروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آنے لگیں صلیبیں اور نشانات چمکنے لگے کنواری لڑکیاں جو ذلت وخواری کے ساتھ رو رہی تھیں ان کی صدائیں سنائی دینے لگیں حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا قیدیوں کے پیش پیش تھیں آپ کے بھائی ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید کی نہایت ذلت کے ساتھ ان کے سامنے آگے آگے چل رہے تھے یہ رو رہی تھیں اور بین کر کے یہ اشعار بطور مرثیہ کے پڑھتی جاتی تھیں اشعار۔

جل المصاب فعم الويل والحرب　　　والعين باكية والدمع منسكب

مصیبت بڑھ گئی سختی اور لڑائی نے گھیر لیا　　　آنکھیں روتی ہیں اور آنسو جاری ہیں

وفادت الارض مما قدر ميت به　　　حتى توهمت ان الارض متنقلب

میرے آنسوؤں سے زمین اس قدر تر ہوگئی۔ کہ میں نے یہ گمان کرلیا کہ زمین بدل جائیگی

جارت يد القبط فينا عند غفلتنا　　　واستحكموا القبط لما ذلت العرب

ہماری غفلت کے وقت قبطیوں نے ہم پر ظلم کیا۔ قبطی مستحکم ہوگئے جب عرب ذلیل ہوگئے

لهفیٰ على بطل قد كان عدتنا　　　فيه العفاف وفيه الدين والادب

مجھے ایک بہادر پر افسوس ہے جو ہمارا ساز وسامان تھا۔ جس میں پارسائی دینداری اور ادب کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا۔

قدكان ناصر نافي وقت شدتنا　　　اعنى ضرار الذى للحرب ينتدب

سختی کے وقت وہ ہمارا مدد کرنے والا تھا۔ یعنی ضرار جو لڑائی کے وقت منتخب کیا جاتا تھا

فيه الحمية والاحسان عادته　　　فيه التعصب والانصاب والحسب

اس میں غیرت ہے اور نیکی کرنا اس کی عادت ہے۔ اس میں زور بازو انصاف اور بزرگی موجود ہے

لو كان يقدر ان يرقا مراكبه كان العدو بنار الحرب يلتهب

اگر وہ اپنی سواریوں پر بیٹھنے کی طاقت رکھتا۔ تو دشمن کبھی کا لڑائی کی آگ میں جل چکا ہوتا

او کان خالد فینا حاضراً لشفنا   وزال عنا الذی نشکو او منتخب

یا ہمارے پاس خالد ہوتے تو وہ شفا دیتے۔ اور ہماری گریہ وزاری اور شکایت کو دور فرماتے

او کان یسمع صوتی صاح بی عجلا   مهلاً فقد زال عنک البوس والعطب

یا میری آواز سن لیتے تو جلدی سے پکارتے اور کہتے۔ کہ ٹھہر تجھ سے سختی اور ہلاکی دور ہو گئی

حضرت خالدؓ کا حملہ اور حضرت ضرارؓ کی رہائی

کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا ابھی پچھلا شعر ختم بھی کرنے نہیں پائی تھیں کہ آپ نے ان کی آواز سن کر انہیں جواب دیا اور فرمایا لبیک لبیک (میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں) ہلاکی اور سختی کے ایام گذر گئے اور فراخی ورحمت تمہارے پاس پہنچ گئی میں ہوں خالد بن ولید یہ کہہ کر آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور حملہ کر دیا مسلمانوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔ تڑپتی ہوئی تلواریں میانوں سے کھنچی چمکتے ہوئے نیزے بلند کئے اور قبطیوں پر چاروں طرف سے گر پڑے یہ دیکھ کر عربی گھوڑے ہنہنائے قبطیوں کے دل ہلنے لگے عقلیں پریشان ہوگئیں بدن کانپنے لگے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خارا شگاف شمشیروں نے انہیں کاٹنا شروع کر دیا ابھی بہت ہی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ سات سو قبطی لقمہ اجل ہوئے اور تیرہ سو زندہ گرفتار مسلمانوں نے ان کے گھوڑے ہتھیار اور سامان قبضہ میں کیا قیدیوں کو رہائی دی بعض نے بعض کو سلام کیا اور سلامتی و رہائی پر مبارکباد پیش کی خاص کر حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی خلاصی پر سب نے تہنیت کہی یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور آپ کی کارگذاری کا شکریہ ادا کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں شاباش دی مرحبا کہا تعظیم و تکریم کی اور بخیریت رہائی پر مبارک باد بخشی اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیدیوں میں سے ہر مرد کو ایک ایک قبطی کا گھوڑا اور اس کے اسلحہ تقسیم کئے اور باقیوں پر عورتوں بچوں اور مال واسباب کو بار کر دیا۔

راہب کیلئے عہد نامہ

اس کام سے فراغت حاصل کر کے آپ نے اس راہب کو ایک عہد نامہ اس مضمون کا

لکھ کر عنایت کیا کہ کھانے پینے اور کپڑے کی اسے نیز اسکے ساتھ جو شخص دیر میں رہنا چاہے جس وقت احتیاج ہوگی اسکندریہ کے خزانہ سے دیا جائے گا اور اس عہد نامہ کی مدت اس وقت تک متصور ہوگی جب تک آسمان اپنے محور پر گردش کرتا رہے گا عہد نامہ کی تکمیل کے بعد۔

حضرت خالدؓ کا اسکندریہ پہنچنا

آپ نے وہاں سے کوچ کا حکم دیا لشکر فراٹے بھرتا ہوا اسکندریہ کی طرف چلا قیدی ہتھکڑیاں لگے ہوئے آگے آگے تھے اور یہ فوج دریائے مواج کی طرح ٹھاٹھیں مارتی ہوئی چلی جارہی تھی۔ حتیٰ کہ اسکندریہ پہنچی اور مع قیدیوں کے وہیں پڑاؤ کر دیا۔

بادشاہ ارسطولیس کی وزیروں سے مشاورت

کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مورچہ جما لیا تو ملک ارسطولیس کو سخت صدمہ گذرا مقربین کو حکم دیا کہ لشکر میں منادی کرادی جائے کہ ساز و سامان کر کے گھوڑوں پر سوار ہوں اور باب سدرہ پر پہنچ کر عربوں کے مقابلہ میں پرے جمادیں عربوں کو دیکھ کر شہر میں غل پڑ گیا اہالیان شہر کے دل کانپنے لگے بادشاہ کے مقربین اور امراء سلطنت بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ایہا الملک! عربوں کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے اس نے کہا میں ابھی کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا البتہ بہت جلد غور و فکر کر کے کسی نتیجہ پر پہنچوں گا اور کیا سوچوں میں تمہیں پہلے ہی دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے حواس باختہ ہو رہے ہیں خوف دلوں میں جگہ کر گیا ہے قلوب کانپ رہے ہیں اور یہی تمہاری بزدلی دیکھ کے عرب تمہارے ملکوں کی طرف بڑھے ہیں تمہیں ذلیل سمجھ رکھا ہے اور یہ امر ان کے اچھی طرح ذہن نشین ہوگیا ہے کہ نہ تم اپنے ملک کی حمایت کرتے ہو نہ بال بچوں کی طرف سے پوری طرح تلوار اٹھاتے ہو اور اگر لڑتے بھی ہو تو تمہاری خواہشیں اور رائیں الگ الگ اور متفرق ہوتی ہیں جس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اور اسی وجہ سے انہوں نے تمہارے حامیوں کو مار ڈالا تمہارے بہادروں کو تہ تیغ کر دیا اور اب تمہارے خون کے پیاسے ہو کے خود تمہارے ہی اس شہر پر آ کے ڈیرے ڈال دیئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی میدان میں برابر کر

کے تمہارے وطن کو اپنے قبضہ میں کرلیں انہیں نہ کوئی روکنے والا ہے نہ ان سے کوئی دل کھول کے لڑنے والا اور اگر اس وقت میرے پاس ان کے وہ قیدی ہوتے جنہیں میں نے دیر زجاج کی طرف روانہ کر دیا ہے تو انہیں ہی دے کر ان سے مصالحت کر لیتا اور اس بلا کو یہاں سے کسی طرح ٹال دیتا نیز مجھ سے ایک یہ بھی غلطی ہوئی کہ میں نے ان کے ساتھ دو ہزار آدمی بھیج کے اور اپنی جمعیت کو کم کرلیا اگر اس وقت وہ دو ہزار آدمی یہاں موجود ہوتے تو میں انہیں لے کے حسب طاقت وقوت ان عربوں سے لڑ لیتا وزیر نے کہا ایہا الملک! کیا ممکن ہے کہ آپ ان کے پاس ایک ایلچی بھیج دیں اور وہ ان سے جا کر کہے کہ ہم تم سے اس شرط پر صلح کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ہم تمہارے قیدی تمہارے سپرد کر دینگے اس نے کہا جیسے ہم نے مجری الحصا کے مقام پر ان سے غداری کی تھی اور اچانک ان پر حملہ کر دیا تھا اس وقت سے وہ ہماری طرف سے بےفکر نہیں رہے ہوشیار ہو گئے ہیں اور ہمارے ایلچی تک کو قبول نہیں کرتے وزیر نے کہا اگر آپ بھیج دیں تو اس میں کیا نقصان ہے بادشاہ ایلچی بھیجنے کا ارادہ کر کے دل میں ابھی مشورہ کر ہی رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جو قیدی دیر زجاج کی طرف روانہ کر دیئے ہیں ان کے معاوضہ میں صلح کر لونگا کہ اچانک اس کے پاس وہ چوکیدار (پاسبان) جو اس نے بندرگاہ[1] پر مقرر کر رکھے تھے آئے اور کہنے لگے کہ مغرب کی طرف سے ایک جہاز آتا دکھلائی دیتا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کس کا ہے اور کہاں سے آ رہا ہے بادشاہ نے یہ خبر سن کے ایلچی کے بھیجنے کو موقوف رکھا جہاز کے پہنچنے کا منتظر ہوا اور دل میں خیال کیا کہ والی برقا ملک کیاوُش[2] کا جہاز ہے۔

بادشاہ کے پاس کیاوُش کے پادریوں کا وفد

کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ جہاز بندرگاہ میں پہنچ کر لنگر[3] انداز ہوا اور اس میں سے ایک خوبصورت چوڑا چکلا اور بوڑھا پادری جو سیاہ صوف کے کپڑے پہنے اور سرخ عمامہ باندھے ہوئے تھا نکلا نیز اسی کے ساتھ ساتھ اس میں سے دس اور پادری و رہبان برآمد ہوئے بادشاہ کی طرف سے ان کے لئے گھوڑے جن پر مطلا اور مرصع بجواہر

---

[1] یہ میناء کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ [2] ایک نسخہ میں کیاویل بھی ہے ۱۲ منہ [3] یہ ارسیٰ کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

زینیں کسی ہوئی تھیں اور سنہرے لگام دیئے ہوئے تھے پیش ہوئے یہ ان پر سوار ہوئے امراء سلطنت اور مقربین دولت نے ان کا استقبال کیا ان کی خدمت میں آئے تعظیم وتکریم کی اور قصر شاہی تک ان کے آگے آگے رہے بادشاہ کے محل میں انہیں ٹھہرایا گیا خود بادشاہ کی طرف سے پرتکلف دعوتیں (ضیافتیں) دی گئیں عمدہ عمدہ کھانے پیش کئے گئے ایک دن رات برابر ان کی خدمت ہوتی رہی اور یہ رات انہوں نے نہایت عیش وآرام کے ساتھ گذاری جب دوسرے دن صبح ہوئی تو وہ گھوڑوں پر سوار ہو کے لشکر کی طرف چلے بادشاہ کے خیمہ کے قریب پہنچ کے گھوڑوں سے نیچے اترے اور ملک ارسطولیس کے پاس اندر داخل ہو گئے بادشاہ انہیں دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑا ہوا ان کی شان کے موافق ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس تخت پر بٹھالیا۔

کیماؤش کی طرف ارسطو کا خط اور تحائف

کہتے ہیں کہ کیماوش والی برقا ایک بہت بڑا بادشاہ تھا اس کی سلطنت کے حدود ارض قرطجانہ تک جو بحر یمن کے جزائر ہیں پہنچتے تھے ان پر اسی کی حکومت تھی اور یہ ایک بہت بڑے لاؤلشکر کا بادشاہ شمار ہوتا تھا اس نے قرطجانہ کے خزائن پر اپنے بیٹے افلاغورس کو تخت نشین کر دیا تھا اور اس کے زیر قیادت دو لاکھ رومیوں کی فوج رہا کرتی تھی ملک ارسطولیس نے ان دونوں باپ بیٹوں کے پاس بیش بہا تحفے روانہ کئے تھے اور انہیں تحفوں کے ساتھ ان کے نام ایک خط بھی بھیجا تھا جس میں اس نے انہیں عربوں سے ڈرایا تھا اور لکھا تھا کہ

اے بادشاہ! دنیا دراصل ایک ناپائدار گھر یا مسافروں کے ٹھہرنے کی ایک سرائے کا نام ہے یہ جب ایک دفعہ کسی کو کچھ دیدیتی ہے تو واپس ضرور لیتی ہے اگر کسی کو کبھی خوش کر دیتی ہے تو رنج پہنچا کر ضرور رہتی ہے اور اگر کسی ملک کی کسی وقت اعانت ونصرت کر دیتی ہے تو اسے ذلیل ورسوا کر کے ضرور چھوڑتی ہے بس نہایت مغرور اور فریب خوردہ ہے وہ شخص جو اس کے مکر وفریب کے دامن میں پناہ لے اور اس کی جھوٹی سچی باتوں میں آ کر اطمینان سے بیٹھ جائے اور سعید و نیک بخت ہے وہ آدمی جو حزم واحتیاط کے جامہ کو زیب تن کر کے اس سے بچتا رہے اور اپنے اصل مستقر اور دار آخرت کے لئے عمل صالح کرتا رہے۔

ایہا الملک المعظم! کیا آپ نے والی شام فلیطس یعنی ملک ہرقل پر ایک نظر نہیں ڈالی عبرت کی آنکھ کے لئے اسی کی ایک مثال کافی ہے اس کی سلطنت کے حدود باوجودیکہ ارض سوریہ وشام سے قسطنطنیہ تک پہنچتے تھے مگر دیکھئے اسکی مملکت دیکھتے دیکھتے کس طرح جاتی رہی حکومت کس طرح خاک میں مل گئی شہر کیونکر برباد ہو گئے غلام اور نوکر چاکر کیسے علیحدہ ہو گئے اور اتنا بڑا لاؤ لشکر چند دنوں میں کس بُری طرح سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور یہ سب اس وقت ہوا اور دنیا نے اسے مصیبتوں میں پھنسا کے اس وقت اپنی ایذا رسانی کے پتھروں کی اس پر بوچھاڑ کی جبکہ پہلے اسی نے اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیا تھا کہ یہی دنیا اسکی پیشانی پر چودھویں رات کا چاند بن کر چمک رہی تھی نیز اسی دنیا نے اس سے یہانتک منہ پھیر لیا کہ دشمنوں نے اسے چکی کی طرح پیس ڈالا اور یہ ہلاکت وفلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا گیا اور یہ سب کس وقت ہوا اس حکومت ومملکت کے بعد کہ جس کی وجہ سے دنیا میں رحم وکرم اور شجاعت وبطالت کا نام زندہ تھا اور اس شوکت وحشمت اور دبدبہ وصولت کے آخر میں کہ جس کے محاسن ومحامد کے ساتھ ساتھ خصائل محمودہ اور عادات حسنہ کا نام وابستہ تھا زمین اس کے قدموں کے نیچے بالکل مطمئن اور ساکن تھی اور آسمان اس کے ادنیٰ اشارہ پر مطیع بن کے گھوم رہا تھا اگر زمین اس کے چہرے پر تروتازگی دیکھتی تھی تو خود بھی سرسبز وشاداب رہتی تھی اور اگر ذرا بھی شکن پڑی دیکھ لیتی تھی تو خود بھی چٹیل میدان بن کر رہ جاتی تھی اس کے ارادے بلکہ اوہام اس کا لشکر تھے اور یہی رات اور دن (جنہیں اب تم اس کے مخالف دیکھ رہے ہو) اس کے معاون ومددگار۔

بس بادشاہ کون شخص ہے جو اس جبار وقہار کی قضا وقدر کو کہ جس نے بروج اپنی عبادت کے لئے اور کواکب (ستارے) اپنی ہیبت کے واسطے پیدا کئے ہیں پھیر دے وہ اگر چاہے تو ہوا کو باندھ دے پانی کی روانی موقوف کر دے آسمان کے شیرازے بکھیر دے آگ پانی میں اُلفت ڈال دے شمس وقمر کو بے نور کر دے چاند وسورج کو طلوع وغروب سے روک دے آندھی اور ہوا میں قفل ڈال دے بجلی کو کوندنے کے لئے مطلق العنان چھوڑ دے پانی پر سبزہ اُگا دے اور رات کی تاریکی کو سورج کی روشنی سے تبدیل کر دے۔

بادشاہ! میں نے آپکو یہ مثالیں محض اس واسطے دی ہیں تاکہ میں آپ کو یہ بتلا دوں

کہ دنیا کسی کا ساتھ دینے والی نہیں اور یہ ہمیشہ زوال ہی کی طرف جھکتی رہتی ہے یہ محمدی لوگ برابر بڑھتے چلے آتے ہیں انہوں نے ملکوں کو فتح کر کے رکھ دیا ہے اپنی خونخوار تلوار سے خلا کے بندوں کو ذلیل کر دیا ہے فوجوں کو ہزیمت دیدی ہے لشکروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اپنے دین کو دو دم تلواروں اور خاراشگاف شمشیروں سے پھیلا دیا ہے اور قیاصرہ سے چھین کر ملک شام پر خود قابض ہو بیٹھے ہیں ان کا ایک گروہ میری طرف بھی آیا ہے بلکہ بعض شہر فتح کر کے ان میں حکومت بھی قائم کر لی ہے اب باقی ماندہ ملک کی طرف دندان آز تیز کر رکھا ہے اور ہمیں ہمارے ملک سے بالکل ہی نکال دینے کی فکر و کوشش میں ہیں۔

یہ یقینی امر ہے کہ وہ ہم سے نبٹ کے تمہاری طرف بھی آئینگے اور تم بھی کسی طرح انکی زد سے علیحدہ نہیں رہ سکتے بہتر ہے کہ ابھی سے تم ہمتوں کے پیروں پر کھڑے ہو کے ہمارے شامل حال ہو جاؤ ظالموں اور سرکشوں کے مقابلے میں ہماری کمک کرو اور ہر طرح کی مدد پہنچاؤ کیونکہ ہم آخر تمہارے ہی ہمسایہ حکومت ہیں بلکہ ہم سب تمہارے ہی اعوان و انصار اور تمہاری ہی فوج کے معین و مددگار سپاہی ہیں۔

بادشاہ کیماؤش کا اپنے اراکین سے مشورہ

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب یہ خط اور ہدیہ ملک کیماؤش کے پاس پہنچا تو اس نے یہ خط ارباب دولت کو سنا کر ان سے مشورہ لیا اور کہا کہ ارسطولیس نے جو کچھ لکھا ہے وہ آپ حضرات سن چکے ہیں اب بتلایئے کہ آپکی کیا رائے ہے انہوں نے کہا ایہا الملک! بادشاہ ہمیشہ بادشاہوں سے مدد طلب کیا کرتے ہیں ارسطولیس نے جو کچھ لکھا ہے وہ واقعی حرف بحرف صحیح ہے یہ آپ یاد رکھئے عرب جس وقت قبطیوں کی حکومت کا خاتمہ کر دینگے تو ضرور ہماری طرف توجہ کرینگے اور ہمارے ملکوں کی طرف اسی للچائی ہوئی آنکھ سے دیکھیں گے آپ قبطیوں کی مدد کے لئے ضرور کمک روانہ کیجئے تا کہ ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی اعانت کرے مسیح (علیہ السلام) ہماری مدد کرینگے۔

ارسطولیس کی مدد کا فیصلہ

کہتے ہیں کہ امراء سلطنت اور ارباب دولت کا یہ مشورہ بادشاہ کے پسند آیا اس نے

اپنے بھائی[1] اصطفانوس کو خلعت بخشی چار ہزار منتخب لشکر کی قیادت اسے سپرد کی اور حکم دیا کہ والی اسکندریہ کی مدد کے لئے چلا جائے۔

بڑے پادری کو ارسطولیس کے ہاں بھیجنا

اس کے بعد اس نے اپنے ایک خادم کو ایک بہت بڑے پادری کے پاس جو نصرانی مذہب کا متبحر مرجع خلائق اور ان کی شریعت کا قائم کرنے والا تھا روانہ کیا اس کا نام سطیس تھا یہ دیر کنالیس میں رہا کرتا تھا اس کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور یہ زیر وشا کا جو مرقش سے نسبت تلمذ رکھتا شاگرد تھا اور اس مرقش نے یحنا ویلمی سے جو حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ایک حواریوں میں سے تھا تعلیم پائی تھی اس پادری سطیس نے اکثر علوم پڑھے تھے کتب (آسمانی) کا مطالعہ کیا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان رکھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات جانتا تھا آپ کے ظہور کی امید رکھتا تھا خبریں سنتا تھا ایام بعثت کے انتظار میں تھا اور آپکی نشانیوں اور معجزات کو دریافت کرتا رہتا تھا جس وقت اسے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی تو آپ پر ایمان لے آیا تھا اور ارادہ کر لیا تھا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرف باریابی حاصل کرے مگر کچھ ہی دنوں کے بعد آپ کی وفات شریف کی خبر اس کے پاس پہنچ گئی تھی یہ اسے سن کر رویا تھا اور اسی وقت حزن وملال کے ایک گوشہ کو اپنا رفیق حیات بنا لیا تھا حتیٰ کہ ایک مدت تک اپنی قوم کے کسی فرد سے اس نے ملاقات تک نہیں کی تھی بلکہ اگر یہ عبادت میں مشغول نہ ہوتا تو تمام عمر کبھی اس گوشہ سے برآمد نہ ہوتا کچھ دنوں کے بعد اس نے لب سڑک[2] ایک صومعہ (معبد) بنایا تھا اور اس میں رہائش اختیار کر لی تھی جب اس صومعہ کے پاس سے کوئی قافلہ گذرتا تھا تو اس سے مسلمانوں کے لشکر کے حالات نیز کس ملک میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون خلیفہ ہوا ہے دریافت کیا کرتا تھا اسے خبر دی گئی کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتخب ہوئے ہیں جب آپ کا انتقال ہو گیا تو اسکے پاس آپ کی وفات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت فتح شام اور مصر پر فوج کشی کی خبریں یکے بعد دیگرے پہنچیں اور جب

---

[1] ایک نسخہ میں ابن اخیہ یعنی اپنے بھتیجے کو ہے ۱۲ منہ [2] یہ قارعۃ الطریق کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

یہاں تک نوبت آئی تو ملک کیماوش والی برقا نے خادم سے بلوا کر جہاز میں سوار کرا کے اسے ملک ارسطولیس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے بادشاہ کے بھائی اصطفانوس کے متعلق جا کے خبر دے کہ وہ چار ہزار چیدہ چیدہ فوج لے کے اس کی مدد کو آ رہا ہے اور بہت جلد تیرے پاس پہنچ جائے گا۔

ارسطولیس کا سطیس کو ایلچی بنانا

راوی کہتا ہے کہ اب ہم اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جب پادری سطیس نے ملک ارسطولیس کے پاس جا کے اسے کمک کی اطلاع دی تو وہ بہت خوش ہوا اور اس سے کہنے لگا مقدس باپ! میں جناب کے لطف وکرم سے امید رکھتا ہوں کہ آپ میری طرف سے بطور ایلچی کے ان عربوں کے پاس جا کے ان سے گفت وشنید کریں گے نیز حالات کی تحقیق ان کے ارادے اور یہ کہ صلح اور جنگ میں سے وہ کس بات کے خواہشمند ہیں یہ معلوم کر کے مجھے اطلاع دینگے اگر ان کا ارادہ صلح کا ہوا تو میرے پاس ان کی ایک بہت بڑی جماعت قید ہے جو میں نے دیرز جاج کی طرف بھیج دی ہے میں وہ صلح کے معاوضہ میں ان کے سپرد کر دونگا اور تاوان جنگ ادا کر کے ان سے اسبات کا عہد نامہ لکھا لونگا کہ وہ نہ کبھی ہماری طرف آئیں اور نہ ہم سے کسی قسم کا تعرض کریں۔

سطیس کا جواب

اس نے کہا کہ میں اس کام کے لئے حاضر ہوں مگر بادشاہ! یہ آپ یاد رکھئے میں نے کتب سابقہ میں پڑھا بھی ہے اور اخبار ماضیہ میں سنا بھی ہے کہ آخر زمانہ میں اللہ پاک عزوجل ارض تہامہ سے ایک نبی عربی مبعوث فرمائینگے زمین کے خزانے اور ان کی کنجیاں انکے سامنے پیش کی جائینگی مگر وہ نہ اس کی طرف التفات فرمائینگے اور نہ ادھر نظر اٹھا کر ہی دیکھیں گے بلکہ اس غنا کے مقابلے میں فقر کو ترجیح دے کر اسے ہی قبول کر لینگے نیز ان کے اصحاب بھی انہیں کے راستہ پر گامزن ہونگے اور انہیں کی سنت کو مشعل راہ بنائینگے اے بادشاہ! میں چاہتا ہوں کہ ان کے پاس جانے سے پہلے میں ان کا امتحان کرلوں اس نے کہا وہ کس طرح پادری نے کہا آپ اپنے ایک غلام کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کی سواری کے ایک عمدہ خچر پر ایک بہت بیش بہا زین کس کے اس کے

گلے میں یاقوت و جواہر کا ایک ہار ڈال کر اسے ان کے لشکر کی طرف چھوڑ آئے۔ اگر انہوں نے اسے پکڑ لیا تو آپ جان لیجئے کہ وہ دنیا کے بندے ہیں اسی کی وجہ سے لڑ رہے ہیں اور آخرت سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن اگر انہوں نے اسے تمہاری ہی طرف ہنکا دیا تو سمجھ لیجئے کہ وہ طلب آخرت اور باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی خوشنودی کے خواستگار ہیں اور بس۔

مسلمانوں کا امتحان

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے اپنے سائیسوں کو حکم دیا کہ وہ میری سواریوں کے ایک عمدہ اور بہتر خچر پر سونے کا ایک مرصع بجواہر و یاقوت زین کسیں سونے کا لگام لگائیں موتیوں کی ایک مالا اس کی گردن میں ڈالیں اور عربوں کے لشکر کی طرف لے جا کے اسے وہیں چھوڑ آئیں چنانچہ غلاموں نے شاہی حکم کو پورا کیا اور اسے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چھوڑ آئے۔

کہتے ہیں کہ یہ رات کا وقت تھا حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کی نگہبانی (طلیعہ) کے فرائض انجام دے رہے تھے جب وہ خچر مسلمانوں کی فوج کے قریب پہنچا اور آپ نے اس کی ٹیپ ٹاپ (زیب و زینت) دیکھی تو آپ ہنسے اور فرمایا خدا کے دشمن ہمارا امتحان لیتے ہیں کہ ہم دنیا کے طالب ہیں یا آخرت کے۔ خدا کی قسم ہمارے اندر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو فانی چیزوں کی طرف توجہ کرے ہماری نظر تو باقی اور ہمیشہ رہنے والی چیزوں پر ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد الخ** یاد رکھو دنیا کی زندگی کھیل تماشے بناؤ آپس میں بڑائیاں کرنے اور مال و اولاد کی بہتات چاہنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے زاں بعد آپ نے اس کا لگام پکڑا قبطیوں کے لشکر کی طرف لے چلے اور اس کے پاس پہنچ کے اسے چھوڑ دیا۔

حضرت خالدؓ کے پاس سطیس کا جانا

کہتے ہیں کہ جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو اس کا چہرہ فق ہو گیا کہنے لگا خدا کی قسم انہیں باتوں کی وجہ سے وہ مظفر و منصور ہوتے چلے جاتے ہیں اور ہم قعر مذلت میں گرتے چلے

جاتے ہیں واللہ میرا باپ ان کی طرف سے بہت زیادہ بصیرت رکھتا تھا اس کے بعد اس نے اس پادری سطیس کو ان کی طرف جانے کیلئے کہا اور وہ پیدل ہی مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف بڑھے اور دریافت حال کیا اس نے کہا میں ملک ارسطولیس کا ایلچی ہوں اور امیر عرب سے ملنا چاہتا ہوں حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کی طرف لے چلے جب پادری سطیس حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ وسط لشکر میں پہنچا تو عربوں پر ایک معنی خیز نظر ڈالنی شروع کی عرب بیٹھے ہوئے تھے اس نے انہیں غور سے دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت نے دنیا ترک کر دی ہے بعض قرآن شریف کی تلاوت کر رہے ہیں بعض ذکر خدا میں مشغول ہیں کچھ نماز پڑھ رہے ہیں اور کچھ وظیفہ کر رہے ہیں صوف کا لباس ہے چھوٹے اپنے بڑوں کی توقیر کرتے ہیں بڑے اپنے چھوٹوں کے ساتھ رحم سے پیش آتے ہیں اور ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے اونچی نہیں ہوتی گفتگو ذکر خدا ہے شعار قرآن شریف ہے لباس تقویٰ ہے اور انیس خوف خدا ہے نیز متانت اور انوار خداوندی چہروں سے چمک رہا ہے اور اطمینان قلب ان کے بشروں سے معلوم ہو رہا ہے جس وقت یہ خیمہ کے قریب پہنچا تو حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے اجازت طلب کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت بخشی یہ خیمہ میں داخل ہوا زمین کے فرش پر چند صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیٹھے ہوئے تھے قیامت کا ذکر ہو رہا تھا اس نے دیکھا نہ یہاں کوئی چوب بردار ہے نہ دربان اس نے اس جماعت کو سلام کیا اور کہنے لگا آپ حضرات میں سے سردار لشکر کون شخص ہے انہوں نے اس کے سلام کا جواب دیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر دیا اس نے کہا کیا آپ ہی اس قوم کے سردار ہیں آپ نے فرمایا ہاں جب تک میں حق پر قائم عدل وانصاف پر کاربند اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے خائف نیکی کرنے والے پر محسن اور بدکردار پر سخت ہوں اس وقت تک مجھے یہ ایسا ہی گمان کرتے ہیں لیکن اگر میں ان باتوں سے سرمو بھی انحراف کرلوں تو پھر میرے لئے ان پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اور نہ میں پھر ان کا سردار ہوں۔

پادری کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرانا

اس نے کہا خدا کی قسم بیشک آپ وہی قوم ہیں جس کی بشارت مسیح ابن بتول علیہا السلام نے دی ہے حق ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ ہے اور رہیگا کبھی علیحدہ نہ ہوگا آپ نے اسے بیٹھنے کا حکم فرمایا جب وہ بیٹھ گیا تو کہنے لگا معاشر العرب! آپ حضرات نے مجھے اپنے نبی کے حالات اور ان کے حسب ونسب سے مطلع فرمایئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ پاک عزوجل نے اول بنی آدم میں سے عرب کو ممتاز فرمایا پھر عرب میں سے مضرو مضر میں سے کنانہ کنانہ میں سے قریش قریش میں سے ہاشم ہاشم میں سے عبدالمطلب اور عبدالمطلب میں سے عبداللہ اور عبداللہ میں سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز و مختار فرمایا اس کے بعد آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بیان کیا کہ ایک دفعہ جناب سرور کونین فخر دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکی نبوت کے متعلق کسی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا **کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین** کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی ہی کے درمیان تھے (یعنی ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے تھے) کہ میں نبی ہو چکا تھا نیز آپ نے فرمایا کہ **لما خلق اللہ تعالیٰ العرش کتب علی ساق العرش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فلما وقع آدم فی الذلۃ واخرج من الجنۃ رای مکتوباً علی ساق العرش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فقال آدم یا رب من ھذا محمد قال ولدک یا آدم الذی لولاہ لما خلقتک قال آدم یا رب بحرمۃ ھذا الولد ارحم الوالد قال اللہ عزوجل لو تشفعت الینا بمحمد فی اھل السمٰوات والارض لشفعناک** یعنی جب اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو ساق عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا جب آدم علیہ السلام سختی میں پڑے اور جنت سے نکال دیئے گئے تو انہوں نے ساق عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا پوچھا اے رب یہ محمد کون شخص ہے جواب ملا اے آدم تمہارا وہ لڑکا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا آدم علیہ السلام نے عرض کیا بارالہا! بیٹے کے طفیل ہی باپ پر رحم فرمایئے حکم ہوا اے آدم اگر تم زمین و آسمان کے تمام رہنے والوں کے لئے بھی ہم سے محمد کے وسیلہ میں شفاعت کرتے تو ہم تمہاری

شفاعت کو قبول کر لیتے۔ نیز اللہ پاک عزوجل نے آپ کے نام نامی کو اپنے اسم گرامی کے پاس جگہ دی آپ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ بلند فرمایا بلکہ آپ کا نام اپنے نام پر رکھا چنانچہ ارشاد ہے **ان اللہ بالناس لرؤف رحیم** کہ اللہ پاک آدمیوں کے بخشنے والے اور مہربان ہیں اور آپ کے حق میں فرمایا بالمؤمنین رؤف رحیم نیز اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** جو شخص رسول اللہ کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور فرمایا **النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم** نبی مومنین کے ساتھ ان کی جانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ بہتر ہے نیز باری تعالیٰ جل مجدہٗ آپ کے حق میں فرماتے ہیں **یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک** اے رسول پہنچاؤ اس چیز کو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس کے علاوہ اللہ عزوجل نے آپ کے ذکر مبارک کو بلند فرمایا آپ کے فخر کی بڑائی بیان کی آپ کے کام کی تعریف کی اور آپ کے مرتبہ کو چار چاند لگائے ارشاد ہے **ورفعنا لک ذکرک** کہ ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کیا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا یہ انتہائے شرف تعظیم تبجیل اور آپ کی تکریم ہے (حدیث قدسی میں ہے مترجم) اللہ پاک عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے **یا محمد لا اذکر الا وتذکر ولا اعرف الا وتعرف مھمن سبک فقد سبنی ومن حجدک فقد حجدنی ومن انکر بنبوتک فما عرفنی وانا اقسم بنبوتک ان حجرت وخالفوک علیھا** اے محمد! میں نہیں یاد کیا جاؤں گا مگر تم یاد کئے جاؤ گے میں نہیں پہچانا جاؤں گا مگر تم پہچانے جاؤ گے جس نے تمہیں برا کہا اس نے مجھ برا کہا اور جس نے تمہارا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا اور جس نے تمہاری نبوت کا انکار کیا اس نے مجھے نہیں پہچانا تمہاری نبوت کی میں قسم کھاتا ہوں اگرچہ کافر انکار کریں اور اس پر تمہاری مخالفت کریں۔ قرآن شریف میں ارشاد فرمایا **ویقول الذین کفروا لست مرسلاً قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم** وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا ہے کہتے ہیں کہ تم نہیں بھیجے گئے کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے بیچ میں اللہ کافی ہے دوسری جگہ فرماتے ہیں وکفی باللہ شہیدا محمد رسول اللہ اور اللہ پاک شہادت کیلئے کافی ہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

سطیس پادری کا مسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پادری آپ کی یہ تقریر سن کے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا خدا کی قسم جس نے ان کی متابعت کی اس نے نجات پائی اور جو شخص ان سے علیحدہ رہا وہ خسارے میں رہا اس کے بعد اس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس پر اپنے اسلام کی تجدید کی اول سے آخر تک اپنا تمام قصہ بیان کیا اللہ پاک عزوجل پر ایمان لانے کی کیفیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے کی حقیقت تمام من اولہ الی آخرہ سنائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز تمام مسلمان اس کے اسلام سے خوش ہوئے۔

ارسطولیس سے صلح بارے گفتگو

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ ملک ارسطولیس کے پاس سے کیسے آئے ہوانھوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملک ارسطو لیس کا تمام قصہ اس کا والی برقا کے پاس ہدیہ اور خط بھیج کر اس سے کمک طلب کرنا اسے بھی عربوں سے ڈرانا ملک کیاوش کا اپنے بھائی اصطفانوس کی سرکردگی میں چار ہزار فوج اس کی مدد کو روانہ کرنا بیان کیا اور کہا کہ میں فوج کی روانگی سے قبل دریا کے راستہ سے ملک ارسطولیس کے پاس سبقت کر کے اس غرض سے آیا تھا کہ اسے کمک آنے کی خوشخبری سنادوں اب مجھے ارسطولیس نے آپ کی خدمت میں ایلچی بنا کے اس لئے بھیجا ہے کہ اس کا لڑنے کا ارادہ نہیں ہے بلکہ وہ صلح چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان سے اس شرط پر صلح کرنے کے لئے تیار ہوں کہ آپ حضرت کچھ مال ومتاع لے لیں اور جن عربوں کو میری فوج نے ساحل بحر شام سے گرفتار کیا ہے انہیں آپ کے حوالے کردوں آپ نے فرمایا ہمارے عرب ساتھی تو اللہ پاک عزوجل نے ان کی قید سے چھڑوا کر ہمارے اندر پہلے ہی شامل کر دیئے ہیں بلکہ اس کی قبطی فوج پر بھی ہمیں اللہ پاک جل جلالہ نے فتح بخشی ہے ہم نے ان میں سے سات سو سوار تو تہ تیغ کر دیئے ہیں اور تیرہ سو ہماری قید میں ہے یہ کہہ کے آپ نے حکم دیا کہ وہ قیدی ان کے

سامنے پیش کئے جائیں جب وہ پیش کئے گئے تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا جو شخص اسلام لے آیا اسے چھوڑ دیا گیا اس کے ساتھ نیکی کی اور جسے انکار کیا اس کی گردن ماردی گئی۔

سطیس کا ارسطولیس کو جواب اور بادشاہ کا فوج کو حکم

کہتے ہیں کہ پادری نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور ملک ارسطولیس کے لشکر میں لوٹ گیا جب بادشاہ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا ایہا الملک! ان کا ایثار کبھی دوسرے کا مملوک نہیں ہوسکتا وہ قوم نہایت محتاط اور ہوشیار واقع ہوئی ہے اس کے بعد اس نے ان قیدیوں کی رہائی کے متعلق جو بادشاہ نے دیرز جاج کی طرف روانہ کئے تھے کہا اور قبطیوں کے قتل اور ان کی گرفتاری کا حال بیان کیا بادشاہ نے پادری سے جب یہ خلاف توقع بات سنی تو اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اور اسے اپنی مملکت کے زوال کا یقین ہو گیا ارکان سلطنت اور ارباب دولت سے کہنے لگا عربوں کے مقابلے کے لئے بالکل تیار ہو جاؤ ملک کیاوش والی برقا کا لشکر کوئی دم میں پہنچا ہی چاہتا ہے بلکہ گویا تمہارے پاس پہنچ چکا ہے دل کھول کے ان سے لڑو قلب مضبوط اور نیتیں صاف رکھو مسیح (علیہ السلام) تمہیں مدد دیں گے۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ رات لڑائی کی نیت سے بسر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے لڑائی کی ٹھان لی۔

بادشاہ کو خواب میں حضرت عیسیٰؑ کی نصیحت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ بقیہ رات نہایت کلفت اور رنج و الم کے ساتھ کاٹی جب اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور دریائے خواب میں یہ غرق ہو گیا اور اس کی پوری طرح آنکھ لگ گئی تو اس نے خواب میں سامنے سے ایک سرخ و سپید خوبصورت چوڑے چکلے سینے والے آدمی کو آتے دیکھا کہ جس کے ساتھ ایک اور وجیہ۔ ملیح بڑی بڑی سرگیں آنکھوں والا نہایت خوبصورت حسن الخلق نورانی شکل والا شخص کہ جس کے چہرے سے نور ہیبت اور وقار ٹپک رہا تھا چلا آرہا ہے اس نے اس سرخ وسپید آدمی سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں مسیح عیسیٰ ابن عذار بتول ہوں اور یہ میرے

ساتھ وہی نبی عربی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ جن کی میں نے ان کی بعثت سے قبل بشارت دی تھی اور جن کا نام نامی واسم گرامی جناب محمد عربی سید الرسل اور خاتم الانبیاء ہے جو شخص ان پر ایمان لائے گا راہ پائے گا اور جو انکی نبوت سے انکار کرے گا گمراہ ہو کر دوزخ میں جائے گا ہم اس غرض سے آئے ہیں کہ ان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدد کریں اور اس قبہ میں جو برج پر بنا ہوا ہے ہم ٹھہرے ہوئے ہیں (راوی کہتا ہے کہ باب اخضر کے قریب دریا کی طرف ایک بہت بڑے برج کے اوپر قبہ بنا ہوا تھا) اگر تو میری امت میں سے ہے تو توان پر ایمان لے آ اور انکی رسالت کا قائل ہو جا۔

کہتے ہیں کہ اسکندر نے جب یہ شہر آباد کیا تھا تو اس کا نام اس نے اپنے ہی نام پر رکھا تھا نیز جب اس نے یہ برج بنایا تھا تو اس نے اس پر ایک قبہ کو تعمیر کرایا تھا اس میں اس کے وزیر خضر رہا کرتے تھے اس کے بعد اس نے ایک دروازہ بنوایا چونکہ وہ اسی برج کے کہ جس کے قبہ میں خضر رہا کرتے تھے اس لئے اس کا نام اس نے باب الاخضر رکھا یہ دروازہ قیامت تک مشہور رہے گا۔

وزیروں کا بادشاہ کو بہکانا

کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام بادشاہ سے یہ کہہ چکے تو یہ دونوں حضرات اکھٹے ہی جدھر سے تشریف لائے تھے واپس چلے گئے بادشاہ اس حالت میں کہ خواب سے مرعوب ہو رہا تھا بیدار ہوا اور جس وقت صبح ہوئی تو اس نے معززین سلطنت اور اکابرین دولت سے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے کہا ایہا الملک! کچھ نہیں یہ پریشان خیالات ہیں ان کی طرف توجہ نہ کیجئے بھلا عیسیٰ علیہ السلام نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ چل پھر سکتے ہیں حالانکہ نبی عربی مسیح کے کھلے دشمن ہیں دراصل یہ شیطان نے خلل ڈال دیا ہے۔

اعلانِ جنگ

کہتے ہیں کہ بادشاہ ان کی باتوں میں آ گیا گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑائی کا حکم دیدیا اسی وقت طبل جنگ[1] پر چوٹ پڑی لڑائی کے نرسنگے[2] بجنے لگے جھنڈے اور نشانات بلند ہوئے

---

[1] یہ کوسات کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ [2] یہ بوقات کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

12 اور تمام لشکر گھوڑوں پر سوار ہو کر صف بندی کر کے کھڑا ہو گیا۔

فریقین کی صف بندی

کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے قبطیوں کی فوج آراستہ اور تیار دیکھی تو انہوں نے بھی تیار ہونا شروع کیا گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صفوں میں چکر لگانا شروع کیا آپ صفوں کو ٹھیک کرتے جاتے تھے اور وعظ و نصیحت کے بعد جہاد پر ترغیب دلاتے جاتے تھے اور یہ مسلمانوں کا لشکر باب الاخضر اور دریا کے بالکل کنارے پر تھا۔

بادشاہ کی مرعوبیت

کہتے ہیں کہ ملک ارسطولیس اپنی صلیب کے نیچے کھڑا ہوا قبہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور قبہ نور سے اس طرح جگمگا رہا تھا کہ گویا تمام قبہ نور ہی نور ہے بادشاہ کے دل میں اس خواب کی وجہ سے جو اس نے رات کو دیکھا تھا ایک وہم پیدا ہو گیا اس نے (دل میں) کہا خدا کی قسم میں جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہ بالکل سچ اور از سرتا پا حق معلوم ہوتا ہے۔

بادشاہ کا مسلمانوں سے خطاب

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اخوس سکاسکی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اسکندریہ کی جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے ہمراہ میں بھی تھا جب ہم میدان میں پہنچے دونوں لشکروں نے جنگ کے لئے اپنے اپنے پرے جما لئے اور ہم نے حملہ کا ارادہ کر لیا تو اچانک حریف کی فوج میں سے نہایت ڈیل ڈول کا ایک سردار جو نہایت بیش قیمت سونے کی زرہ جس میں انواع واقسام کے جواہر جڑے ہوئے تھے ایک عمدہ عربی گھوڑے پر سوار اور تمام اسلحہ سے مسلح ہو کر نکلا اور دونوں صفوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر عرب کی نہایت فصیح زبان میں کہنے لگا یا معاشر العرب! آپ ہمارے یہاں سے تشریف لیجائیے ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے آپ ہمارے اکثر ملک پر جیسے مصر، سعید اور ریف کے بیشتر حصص ان سب پر قابض ہو گئے ہیں کچھ جزوی حصہ ہمارے پاس رہ گیا ہے خیر ہم اسی پر قناعت کئے لیتے ہیں اور

ان ممالک سے جو آپ نے ہمارے فتح کر لئے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتے بلکہ باقی ممالک میں بھی ہم آپ ہی کی اتباع کرینگے اگر آپ ہم سے صلح کرنا چاہیں تو ہم بھی آپ کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھانے کے لئے تیار ہیں اور وہ ایسی صلح ہوگی کہ ہم اور آپ دونوں کے لئے یکساں فائدہ مند ہوگی آپ ہمارے لئے عدل کو کام میں لائیے اور صلح کے متعلق ہمارے اوپر زیادتی نہ کیجئے لیکن اگر صلح میں آپ کو کچھ تامل ہے تو پھر ہم دلوں کو مضبوط اور نیتوں کو صاف کر کے آپ پر ایک ایسا حملہ کرینگے کہ آپ کو شکست کھا کر پشتوں کے بل بھاگنے کے سوا اور ذلتوں کے دامنوں میں منہ چھپانے کے علاوہ کہیں ٹھکانہ نہ ملے گا کیونکہ اس دین کے متبعین کے ساتھ جس کسی نے بھی کبھی دشمنی کی اسے شکست و ذلت کے سوا کبھی کچھ نہیں ملا اس لئے کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ جنکے لئے کنیسے، صومعے، گرجے، پادری، رہبان، انجیل، قربان، مذبح اور صلبان ہیں بس اے معاشر العرب! اس کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے۔

حضرت شرجیلؓ کا جواب اور کرامت

کہتے ہیں کہ یہ تقریر کرنے والا خود ملک ارسطولیس بن مقوقس تھا یہ ابھی اپنی تقریر پوری طرح ختم بھی کرنے نہیں پایا تھا کہ حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور اسے مخاطب کر کے فرمانے لگے کمبخت! بے وقوف! تو نے ایسی چیزوں پر فخر کیا اور پھر کہنے میں ذرا بھی حذر نہ کیا جو تجھے ڈال دینگی نار میں اور پہنچا دینگی دار البوار میں نادان! ہم پر فخر کرتا ہے ساتھ کفر و طغیان کے۔ عبادت صلبان کے اور شرک بالرحمٰن کے۔ حالانکہ ہم لوگ متصف ہیں ساتھ تقویٰ اور ایمان کے مالک ہیں قبلہ اور قرآن کے ملنے والے ہیں ساتھ فوز اور رضوان کے ادا کرنے والے ہیں حج اور احرام کے صلوۃ اور صیام کے ہمارا دین افضل الادیان ہے ہمارا نبی مبعوث بالمعجزات والبیان ہے۔ منعوت بالآیات والبرہان ہے جس پر نازل کیا گیا قرآن ہے اور جس کا متبع مائل بہ غفران ہے اور جس کی رسالت کے منکر کو سزا دینے والا ملک الدیان ہے وہ کہ جس کے لئے نہ کان ہے نہ مکان ہے اور نہ دہر ہے نہ زمان ہے اور وہ کہ جس نے خود گواہی دی اپنی ربوبیت کی صفات بالازلیت کی ذات بالاحدیث کی اور ملک بالابدیت کی جس کا غلبہ

ظاہر ہے اور جسکی خالقیت باہر ہے جس کی تدبیر محکم ہے اور جس کی قضاء وقدر مبرم ہے عرش جس کا رفیع ہے صنعت جس کی بدیع ہے جس کے والد ہے نہ مولود جس کی ذات وراء الوراء ہے من حد محدود اور جس کی بقاء کے نئے نہیں ہے کوئی اجل معدود گردنیں جھکتی ہیں جس کی عظمت سے بادشاہ گھبراتے ہیں جس کی ہیبت سے چہرے مرجھا جاتے ہیں جسکی عزت سے اور قوی ذلیل ہو جاتے ہیں جس کی قوت سے نہیں بیان ہو سکتے ہیں جس کے کمال نہیں فنا ہو سکتے جس کے نوال (نعمتیں) اور نہیں معدوم ہو سکتے ہیں جس کے افضال کمبخت! تمہیں یہ کس طرح اچھا معلوم ہوا کہ تم کفر کرو اسکی الٰھیت میں شرک کرو اس کی ربوبیت میں اور بیٹے کی تہمت لگا کر شریک کرو اس کی وحدانیت میں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی ویوم یحشر اعداء الله الی النار فهم یوزعون جس دن خدا کے دشمن دوزخ پر جمع ہوں گے پس وہ صف در صف کئے جائینگے اس کے بعد آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا اللہ پاک جل جلالہٗ کے کچھ ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ اگر وہ اپنے پروردگار کو اس بات کی بھی قسم دیدیں کہ آپ ہمارے لئے اس شہر پناہ کو ریزہ ریزہ کر کے زمین پر گرا دیجئے تو خدا کی قسم وہ ایسا ہی کرینگے یہ کہتے ہوئے آپ نے اسکندریہ کی شہر پناہ کی طرف اشارہ کیا اور وہ اسی وقت گر پڑی حتی کہ شہر کی عمارتیں اور مکانات نظر آنے لگے۔

بادشاہ کا فرار ہونا

یہ دیکھ کے بادشاہ کا جوڑ جوڑ کانپ اٹھا باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی یہ عجیب اور عظیم قدرت جب اس نے دیکھی تو اس کے بدن میں رعشہ پڑ گیا قبطیوں کے دل سینوں میں اچھلنے لگے چہرے زرد پڑ گئے اور مبہوت وحیران ہو کر دیکھنے لگے بادشاہ نے گھوڑے کی باگ اپنے لشکر کی طرف موڑی اور تمام فوج مورچہ چھوڑ کے اپنے اپنے خیموں میں داخل ہو گئی مسلمان بھی اپنی فرودگاہ میں لوٹ آئے دن گذر گیا سورج قبطیوں کے متحیر اور مبہوت چہروں کو دیکھتا ہوا مغرب کی طرف چلا گیا رات جب پردہ پوشی کرنے کے لئے آئی تو بادشاہ نے خزانہ، مال و اسباب، عزیز واقرباء حواری اور حرم ساتھ لئے اور جہاز میں سوار ہو کر راتوں رات جزیرہ اقریطش کی طرف چلا گیا۔ صبح ہوئی تو تمام شہر میں چرچا ہو گیا کہ بادشاہ بھاگ گیا ہے۔

روسائے شہر کا مشورہ

شہر کے رئیس ایک جگہ جمع ہوئے آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ بادشاہ ہمیں بے دست وپا چھوڑ گیا ہے آج ایسا کوئی شخص نہیں جو عربوں کے مقابلے میں ہماری طرف سے مدافعت کرے ان کی یہ شرافت ہے کہ آج وہ حملہ سے رُکے رہے اگر وہ شہر میں داخل ہونا چاہتے تو بآسانی داخل ہو سکتے تھے لیکن اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان کے دلوں میں ہماری طرف سے رحم ڈال دیا اب تم ان کے پاس چل کے ان کے عہد اور ذمہ میں داخل ہو جاؤ شہر پر مصالحت کرلو اور ہمارے انکے مابین جو کچھ معاہدہ ٹھہرے اسے پورا کر کے اپنی اولاد اور بال بچوں کو مصئون اور مامون کرلو۔

روسائے شہر کی حضرت خالدؓ سے درخواست

کہتے ہیں کہ جب یہ رائے متفقہ طور پر پاس ہوگئی تو اکابرین قبطیہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلے اور یہاں پہنچ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار لشکر کی حضوری میں حاضر ہونے کی درخواست کی آپ نے اجازت دی تو اندر داخل ہوئے جو شخص عربی زبان جانتے تھے انہوں نے آپکو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیکر آنے کی وجہ پوچھی اور فرمایا کیا چاہتے ہو معززین قوم میں سے جو شخص عربی جانتے تھے آگے بڑھے اور کہنے لگے ایہا الامیر! چونکہ آپ حضرات ایک ایسی قوم کے افراد ہیں جس کے قلوب میں رحمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اس لئے باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے آپ حضرات کے دلوں کی سچائی اور نیتوں کی صفائی کی وجہ سے آپ کو ہم پر فتح بخشی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ نیک سلوک کریں ہماری طرف مہربانی سے دیکھیں اور ان رومیوں کے طریقہ پر جو آپ سے پہلے ہم پر حکومت کرتے تھے آپ ہم میں عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں آپ نے فرمایا تمہارا بادشاہ کیا ہوا انہوں نے کہا مال و اسباب اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر دریا کے راستہ سے بھاگ گیا۔

صلح کی شرائط

آپ نے فرمایا ہاں ہم ایسی ہی قوم ہیں کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے ہمارے دلوں میں رحمت ڈالدی ہمارے دین کی نشانیوں کے باعث ہمیں فتح بخشی اور دشمنوں پر ہمیں غلبہ

دیا ہم تمہارے ساتھ وہی سلوک روا رکھیں گے جو آج تک ہم نے اپنی دوسری مفتوحہ قوم کے ساتھ روا رکھا ہے اگر ہم اب یہ چاہیں کہ بزور شمشیر تمہارے شہر میں داخل ہوں تو ہو سکتے ہیں اور یہ اس وقت بہت آسان ہے مگر بہترین شخص وہ ہے جو باوجود دوسرے پر قادر ہو جانے کے اسے معاف کر دے۔ اب اگر تم صلح کے معاوضہ میں ہمیں اپنی نیز اپنے اہل و عیال کی طرف سے ایک لاکھ دینار دو تو صلح ہو سکتی ہے اس کے بعد ہم تمہیں اسلام توحید باری تعالیٰ جل مجدہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تصدیق کی طرف دعوت دینگے تم میں سے جو شخص اسے قبول کر لے گا اس کے لئے وہی مراعات ہوں گی جو ہمارے لئے ہیں اور اس پر وہی فرائض عائد ہوں گے جو ہم پر ہیں اور جو شخص اسلام کا انکار کرے گا تو ہم ان کے بالغ شخصوں سے فی کس چار دینار سال آئندہ سے بطور جزیہ کے لیا کرینگے نیز ہماری کچھ اور شرائط بھی ہوں گی جو انہیں قبول کرنی ہونگی اور وہ یہ ہیں کہ کسی جانور پر نہ سوار ہوں۔ اپنے گھروں کو مسلمانوں کے گھروں سے اونچا اور بلند نہ تعمیر کریں۔ مسلمانوں کی آوازوں سے اپنی آواز پست رکھیں۔ اسلام کے مفتوحہ علاقوں میں کوئی گرجا اور دیر نہ تعمیر کریں۔ ان کے مذہب کے جو رسوم مٹ چکے ہیں انہیں از سر نو زندہ نہ کریں۔ مسلمانوں کے ساتھ عاجزی اور تذلل سے پیش آئیں۔ ان کی ضروریات نیز جو کام وہ اپنی اصلاح شان کے لئے کرائیں اسے جلدی سے سر انجام دیں۔ اسلام اور اہل اسلام کی تعظیم کریں۔ جو شخص ان میں سے کوئی خطا یا گناہ کرے گا ہم اس پر حد جاری کرینگے جو کہہ کر اور وعدہ کر کے ہم سے پھر جائیگا ہم اسے قتل کر دیں گے اپنے دین کے اظہار اور اپنی عبادت کے شناخت کیلئے اپنی کمروں میں زناریں باندھیں ناقوس نہ بجائیں۔ صلیب نہ بلند کریں۔ اپنے دین اور کفر کے کسی امر کا مسلمانوں کے سامنے اظہار نہ کریں اور جب گرجاؤں میں نماز پڑھیں تو بلند آواز سے انجیل نہ پڑھیں[1]۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! ہمیں اپنے مذہب اور اس دین کو جس پر زمانہ قدیم سے ہمارے باپ اور دادا چلے آ رہے ہیں چھوڑنا تو نہایت شاق گذریگا آپ

---

[1] بظاہر ظاہر بینوں کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شرائط سخت معلوم ہونگی اور واقعی بادی النظر میں یہ تمام شرائط بہت سخت اور اسلام کی روایات کے بالکل منافی معلوم ہوتی ہیں دنیا میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے اپنی مفتوحہ قوم کے ساتھ وہ رواداری وہ احسانات اور وہ سلوک روا رکھے ہیں (باقی برصفحہ آئندہ)

ہنسے اور یہ آیت تلاوت فرمائی و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اٰباء نا اولو کان الشیطان یدعوا ھم الی عذاب السعیر.

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اسی چیز کا اتباع کرو جو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے نازل

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) جو آج تک کسی متمدن سے متمدن قوم اور سلطنت نے بھی باوجود ادعائے تہذیب کبھی روا نہیں رکھے اسلام نے ذمیوں کو وہ حقوق اور مراعات بخشی ہیں کہ غالباً اس سے بہتر دنیا کبھی پیش نہیں کرسکتی یہاں دراصل کچھ تو مصنف علیہ الرحمۃ سے تسامح ہوا ہے اور کچھ عبارت کے مختصر ہونے کی وجہ سے خلجان پیدا ہوگیا ہے میں نے فتوح الشام کے ترجمہ میں فتح بیت المقدس کے وقت کافی نوٹ دیئے ہیں اور اس میں بتایا ہے کہ اسلام نے دوسروں کے ساتھ جو معاہدات کئے ہیں ان میں مفتوحہ اقوام کو کتنی مراعات دی گئی ہیں مذہب کے متعلق بالکل صاف اور صریح الفاظوں میں بتادیا گیا ہے کہ اس میں کبھی کسی قسم کی دست اندازی نہیں کی جائے گی جان و مال محفوظ رہینگے گرجے اور کنیسے بحالہ قائم رہینگے یہاں معاہدہ میں دراصل اصل الاصول چودھویں دفعہ ہے باقی اس کی فروعات ہیں یعنی مسلمانوں کے سامنے اپنے دین اور کفر کا اظہار نہ کریں بس اسی پر فروعات کو منطبق کیجئے کہ مسلمانوں کے نماز کے وقت ناقوس نہ بجائیں مسلمانوں کی محفلوں میں صلیب بلند نہ کریں اگر گرجاؤں کے قریب مسلمان آباد ہوں تو جب گرجاؤں میں نماز پڑھیں تو بلند آواز سے انجیل نہ پڑھیں یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ دوسرے معاہدات میں اس کی کافی تشریح موجود ہے صلیب کے متعلق یہ الفاظ ہوتے تھے **ولا یرفعوا فی نادیٰ اھل الاسلام صلیباً** (کتاب الخراج صفحہ ۸۰) یعنی مسلمانوں کی مجلسوں میں صلیب نہ نکالیں ناقوس کی نسبت ہے **یضربوا نوافیشھم فی ای ساعۃ شاؤ امن لیل اونھارا لا فی اوقات الصلوۃ** . یعنی نماز کے اوقات کے علاوہ اور جس وقت چاہیں رات دن ناقوس بجاسکتے ہیں (کتاب الخراج صفحہ ۸۶) اس سے غالباً آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یہ شرائط جیسا کہ سخت معلوم ہوتی ہیں دراصل سخت نہیں ہیں کمروں میں زناریں باندھنا جو مصنف علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے یہ دراصل تذلل کے لئے نہیں تھا بلکہ خود ذمیوں کی بھی خواہش ہوتی تھی کہ ہم اپنا قدیم لباس ہی پہنیں گے اسے ترک نہ کرینگے چنانچہ کنز العمال میں موجود ہے کہ **وان تلزم ترینا حیث ما کنا** یعنی ہم وہی لباس پہنیں گے جو ہمیشہ سے پہنتے آتے ہیں اور یہ زناریں کمروں میں باندھنا عجمیوں کا قدیم لباس تھا چنانچہ خلیفہ منصور نے جب اپنے درباریوں کیلئے عجمی لباس اختیار کیا تو اس میں یہ زناریں بھی داخل تھیں اگر اس میں تذلل ہوتا تو وہ کیوں اختیار کرتا گرجا اور نئی عبادت گاہیں نہ بنانے دینا اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں کی ملک اور ان کے محلّہ میں کوئی گرجا یا دیرنہ تعمیر کریں کیونکہ معاہدات خصوصاً بیت المقدس کے معاہدہ میں صاف موجود ہیں **ولا یکرھون علی دینھم** کہ مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائیگا اور یہ یقینی ہے کہ نئی عبادت گاہ نہ بنانے دینا جبر ہے جرجان کی فتح کے معاہدہ میں ہے **لھم الامان علیٰ انفسھم واموالھم ومللھم شرائعھم ولا نغیر شیٔ من** ملک یعنی ان کے جان و مال اور مذہب و شریعت کے لئے امان ہے اس کی کسی چیز میں تغیر نہ کیا جائیگا ایسے ہی جانور پر سوار ہونے گھروں کو اونچا بنانے اور آوازوں کو پست رکھنے کے متعلق ہے یعنی وہ مسلمانوں کے سامنے بطور فخر کے ایسا نہ کریں واللہ اعلم بالصواب شبیر احمد انصاری مترجم بھوکر ہیٹری ضلع مظفر نگر ثم الراجو پوری ضلع سہارنپور ۱۸ شوال المکرم ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء

کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کا اتباع کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ اور دادا کو پایا ہے۔

صلح کا عوضانہ جمع کرنے کی مہم

انہوں نے کہا ایہا الامیر! ہم نے آپ کے تمام مطالبات کو منظور کیا مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے آدمیوں سے ایک آدمی ہم پر متعین کردیں تا کہ اس کی موجودگی میں وہ رقم جو آپ نے ہم سے طلب فرمائی ہے وہ جمع ہو سکے آپ نے فرمایا ہمیں نہ تو تمہارے اھالیان شہر ہی کا حال معلوم ہے اور نہ یہی خبر ہے کہ ان میں صاحب مقدور کون شخص ہے اور غریب و نادار کون بہتر یہی ہے کہ تم خود اپنے شہر کے رئیسوں میں سے ایک ایسے آدمی کو جو مال جمع کرنے کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہو منتخب کر کے اسے اس کام پر متعین کرلو ہاں اسکی اعانت کے لئے البتہ ہمارا ایک آدمی موجود رہے گا انہوں نے کہا بہت بہتر ہے پھر ایک رئیس کی طرف جس کا نام شعیا بن شامس تھا اور جو قبطیوں میں مقدم یا پیشیر وخیال کیا جاتا تھا اس کی طرف اشارہ کیا آپ نے ان کی مرضی کے موافق اسے ان پر حاکم مقرر کیا اور اس کی اعانت و امداد کے لئے اپنے آدمیوں میں سے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسکے ساتھ کیا اور تاکید کی کہ نادار اور غریب کو بالکل چھوڑ دیا جائے ہر شخص سے اسکی حالت اور استطاعت کے موافق کہ جسکا وہ متحمل ہو سکے وصول کیا جائے نیکی، نرمی اور احسان کیا جائے کیونکہ ان اللہ یحب المحسنین اللہ پاک تبارک وتعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں فقیروں پر ظلم نہ کیا جائے رانڈوں کو نہ ستایا جائے اور نہ یتیموں کو تنگ کیا جائے۔

کہتے ہیں کہ قبطی شہر میں گئے اور مال جمع کرنے لگے ہر شخص سے اسکی استطاعت اور تحمل کے موافق لیتے تھے اور جو شخص ضعیف، مفلس اور نادار ہوتا تھا اسے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے موافق مستثنیٰ کردیتے تھے۔

حضرت ماذن بن شیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شعیا بن شامس اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر میں داخل ہوئے قصر مقوقس میں جو باب الرشید کے قریب تھا یہ لوگ ٹھہرے شعیا بن شامس نے اپنے غلاموں کو آدمیوں کے مجتمع کرنے کی ہدایت کی میں

بھی اس وقت ان کے پاس موجود تھا انہوں نے حصہ رسد ہر شخص پر اس کی حیثیت کے موافق تاوان کو تقسیم کیا جو بڑا دولت منداور مالدار تھا اس سے دس قیراط کے برابر اور جو متوسط الحال تھا اس سے دو قیراط کے برابر وصول کرنے لگے۔

ایک بخیل قبطی کا واقعہ

اسی طرح ابھی وصول ہو ہی رہا تھا کہ اچانک وہ غلام قبطیوں میں سے ایک شخص کو جسکا نام بولس بن مقوقس تھا لائے یہ شخص قبطیوں میں اس قدر مالدار تھا کہ اس کی دولت مال واسباب اور ملکیت کا اندازہ کوئی شخص نہیں لگا سکتا تھا مگر ساتھ ہی اپنے زمانہ کا خاص بخیل بھی تھا رئیس قوم یعنی شعیا بن شامس نے جو خراج وصول کرنے پر متعین تھا اس سے کہا تیری طرف حساب میں ایک دینار بیٹھتا ہے اس نے کہا مسیح کی قسم اگر میں مر بھی جاؤں تب بھی نہ دوں ان عربوں کے دینے سے تو میرا گرجا میں صدقہ کرنا افضل ہے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کمبخت! ہم تو تمہارے جان و مال کی حفاظت وصیانت کی غرض سے تم سے یہ رقم وصول کر رہے ہیں صدقہ نہیں لے رہے اور یہ طریق حلال ہے نہ حرام بد بخت! اگر ہم تمہارے شہر میں تلوار کے زور سے داخل ہوتے تو کیا سب سے پہلے تو ہی قتل نہ ہوتا اور کیا تیرا مال واسباب نہ لٹتا شعیا بن شامس نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تجھے ذلیل کریں اور تمام اسکندریہ والوں کی تجھ پر لعنت ہو تجھے خود خبر ہے کہ تو پہلے اتنا نادار اور فقیر تھا کہ دنیا کی کوئی چیز تجھے میسر نہ تھی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور تجھے مالدار کر دیا اس ملعون نے کہا میرے اوپر اللہ کا کچھ احسان اور فضل نہیں ہے میں تو اپنے باپ دادا کے مال کا وارث ہوا ہوں حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا آپ کھڑے ہوئے ہاتھ میں جو ہنٹر[۱] لے رہے تھے اسے کھینچ مارا اور فرمایا خدا اور رسول کے دشمن جھوٹ بکتا ہے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ہی کا فضل اور انہیں کا احسان ہے کیونکہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے وہی روزی دیتے ہیں انہوں ہی نے اپنی نعمتیں ہم پر نازل کر رکھی ہیں اور اگر ان کی نعمتوں کا شمار کیا جائے تو کبھی نہیں ہوسکتا اس کے بعد آپ نے فرمایا **اللهم انه حجد**

---

[۱] یہ مخصرہ کا ترجمہ ہے ایک نسخہ میں مقرعہ ہے اس کا ترجمہ بھی یہی ہے ۱۲ منہ

نعمتک و کفر بھا فازلھا عنه بار الھا! اس نے آپ کی نعمتوں کا انکار اوران کی ناشکری کی ہے آپ بھی اپنی نعمتوں کواس سے دور کر دیجئے۔

کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ابھی یہ سالم دن نہیں گذرنے پایا تھا کہ خبر آ گئی کہ اس کی املاک منہدم ہوگئیں بکریاں مرگئیں باغات سوکھ گئے اور تمام مال واسباب ضائع ہوگیا۔

تین بنی اسرائیلیوں کا واقعہ

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر یہ تو اسی حدیث شریف کے مثل ہو بہو بات ہوگئی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنی تھی اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے برابر میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑہی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے ان کا امتحان کرنا چاہا اور ان کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجا وہ کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تجھے کون سی چیز زیادہ مرغوب ہے اس نے کہا خوبصورت اور عمدہ کھال فرشتے نے اس کے بدن کو مس کیا جس کی وجہ سے اس کا وہ مرض جاتا رہا اور عمدہ اور خوبصورت کھال اس پر پیدا ہوگئی اس کے بعد اس سے دریافت کیا کہ تجھے کون سے مال سے زیادہ محبت ہے اس نے کہا اونٹ سے اس نے اسے دس مہینہ کی گابھن ایک اونٹنی دیدی اور کہا کہ اللہ پاک جل جلالہٗ تجھے اسمیں برکت عنایت فرمائیں یہ فرشتہ پھر گنجے کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے سب سے زیادہ محبوب کیا چیز ہے اس نے کہا خوبصورت بال فرشتہ نے اسے ہاتھ لگایا اس کی وجہ سے اس کا گنج جاتا رہا اور عمدہ بال نکل آئے پھر پوچھا کہ کونسا مال زیادہ پسند ہے اس نے کہا گائے فرشتہ نے اسے ایک گابھن گائے دی اور کہا خداوند تعالیٰ جل جلالہٗ تجھے اس میں برکت فرمائیں پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تجھے کیا چیز زیادہ مرغوب خاطر ہے اس نے کہا یہ کہ اللہ جل جلالہ میری بینائی لوٹادیں تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں فرشتے نے اس سے مس کیا اللہ پاک عزوجل نے اسکی بینائی لوٹادی فرشتے نے دریافت کیا کون سا مال زیادہ محبوب ہے اس نے کہا بکری فرشتے نے اسے بچہ دینے والی بکری عنایت کی اور کہا اللہ جل جلالہٗ تیرے لئے اس میں برکت عطا فرمائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ پھر وہ

تینوں آپس میں مل گئے اور کوڑھی کی اونٹنی گنجے کی گائے اور اندھے کی بکری نے بچے دیئے (حدیث شریف میں آیا ہے کہ انہوں نے اس قدر بچے دیئے کہ ان کے گھر بھر گئے اور انہیں جگہ نہ ملی یعنی بیشماران کا پھیلاؤ ہوا مترجم) فرشتہ (ایک روز) فقیر کے لباس میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا اے شخص! اس ذات پاک کے نام پر کہ جس نے تجھے یہ رنگ روپ اور عمدہ جلد عنایت کی ہے تجھ سے ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں تا کہ میں اس پر سوار ہو کے اپنی قطع مسافت کرسکوں اس نے کہا مجھ پر اوراکثروں کے بہت سے حقوق ہیں (یعنی انہیں دونگا) فرشتے نے کہا غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے بچا کرتے تھے اور غریب تھا پھر اللہ جل جلالہٗ نے تجھے یہ سب کچھ عطا کیا اس نے کہا میں تو اس مال کا وارث اپنے باپ دادا سے ہوا ہوں فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ جل جلالہٗ تجھے پھر اسی مرتبہ پر لوٹا دیں جس پر تو پہلے تھا چنانچہ اللہ جلالہٗ نے اسے پھر ویسا ہی کر دیا وہ فرشتہ پھر اسی فقیری لباس میں گنجے کے پاس آیا اور جس طرح کوڑھی سے سوال کیا تھا اس سے بھی کیا اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا فرشتے نے کہا الہا العالمین! اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے آپ ویسا ہی کر دیجئے جیسا کہ یہ پہلے تھا چنانچہ وہ گنجا بھی پہلے جیسا ہو گیا اس کے بعد فرشتہ فقیری بھیس میں اندھے کے پاس آیا اور کہنے لگا میں ایک مسکین اور لاچار مسافر ہوں پہاڑ کا سفر طے کر کے آ رہا ہوں اب سوائے اللہ کے مجھے میری منزل مقصود تک کوئی نہیں پہنچا سکتا تجھ سے اس ذات والا صفات کا واسطہ دے کر کہ جس نے تیری بینائی کو لوٹا دیا اور تجھے مال عطا کیا ہے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تا کہ اس کی وجہ سے میں اپنی منزل کو پورا کرلوں اس نے کہا واقعی میں اندھا تھا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے مجھے بصارت عنایت کی اور مال بخشا تجھے جو چاہئے لیجا خدا کی قسم آج اللہ پاک کے راستہ میں جو تو مجھ سے مانگے گا میں کبھی اس کا انکار نہ کرونگا فرشتے نے کہا تجھے تیرا مال مبارک ہو میں کچھ نہیں چاہتا میں تو فقط آزمائش لینے والا ہوں اللہ جل جلالہٗ تجھ سے راضی ہو گئے اور تیرے ان دونوں ساتھیوں پر خفا اور ناراض ہو گئے۔

فتح کی تکمیل اور حاکم کا تقرر

کہتے ہیں کہ جب سب مال جمع ہو گیا تو وہ اسے لیکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اسے اپنے قبضہ میں کیا شہر میں داخل ہوئے ان کے سب سے بڑے کنیسہ (گرجا) کو ان سے لیکر جامع مسجد بنایا اور باقی چار کنیسے ان کے مذہب کے رسوم ادا کرنے کے لئے ان کے واسطے چھوڑ دیئے اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط جس میں فتح کے متعلق تحریر کیا تھا لکھا جب وہ خط آپ کے پاس پہنچا تو آپ بہت خوش ہوئے مصر پر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حاکم مقرر کیا اور خود اسکندریہ تشریف[1] لے آئے۔

یہاں آ کر آپ نے وسط شہر میں ایک جامع مسجد بنوائی جو آجتک مسجد عمرو بن عاص کے نام سے مشہور ہے۔

مختلف علاقوں کے لوگوں سے صلح

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد رشید، فوہ، محلّہ، دمیرہ، سمنود، جرجہ، دمنہور، ابیار اور بحیرہ کے باشندے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور صلح کی درخواست کی اور آپ نے ان شرائط پر جو ان کے مابین قرار پائی صلح کر لی۔

حضرت مقدادؓ کی سر براہی میں دمیاط کی طرف پیش قدمی

اس کے بعد آپ نے حضرت مقداد بن اسود کندی، حضرت ضرار بن ازور، رفیع بن عمیرۃ الطائی، شاکر بن مزروع، نوفل بن طاعن، راجح بن عیاض، عاصم بن عبداللہ، قداد بن معمر، فارس بن مزید، عروہ بن سالم، سہیل بن عدی، عمیر جہنی، کعب بن مالک، سعید بن عبادہ، یزید بن خطاب، عطیہ بن ماجد، رحیم بن عاطل، صعصعہ بن صرخان، ہشام بن سعید، جبلہ بن شرید، مزروع بن ثابت، یاشر بن اشرس، مجمع بن سعید، بکر بن راشد، مرہ بن حکم،

---

[1] یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مصر سے اسکندریہ تشریف لے جانے لگے تو اتفاق سے آپ کے خیمہ میں ایک کبوتر نے گھونسلا بنالیا تھا جب خیمہ اکھاڑا جانے لگا تو آپ کی نظر اس پر پڑی فرمایا کہ خیمہ یہیں رہنے دو ہمارے مہمان کو تکلیف نہ ہونے پائے عربی میں چونکہ خیمہ کو فسطاط کہتے ہیں اور آپ نے اسکندریہ سے مراجعت فرمانے کے بعد اس جگہ ایک شہر آباد کیا تھا اس لئے اُس شہر کا نام فسطاط مشہر ہو گیا اور یہی نام آج تک مشہور ہے۔ شبیر احمد انصاری مترجم۔

زاہر بن قیس، حنظلہ بن کامل، عبید بن اوس، رافع بن اسید، مرداس بن طاعن، اسود بن یحییٰ، غانم بن اخوص، عبداللہ بن جابر، حازم بن ناصر، حامد بن حزام اور صعصعہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کہ یہ چھتیس ہوئے اور چار اور ان کے ساتھ تھے کہ جن کے نام سے ہم واقف نہیں ہوئے کل چالیس اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دمیاط کی طرف روانہ فرمایا اور حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سب پر سپہ سالار مقرر کیا۔

دمیاط کا بادشاہ

کہتے ہیں کہ والی دمیاط یعنی جو اس پر حکومت کرتا تھا مقوقس کا ماموں ہامرگ تھا یہ لڑائی میں اپنے بارہ بیٹوں کو لیکر جن میں سے ہر ایک کی قیادت میں قبطیوں کے بہادروں میں سے پانچ پانچ سو سوار رہا کرتے تھے شریک ہوا کرتا تھا اس نے دمیاط کو آدمیوں اور غلہ وغیرہ سے خوب محفوظ اور مضبوط کر رکھا تھا جب حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چالیس آدمیوں کو لیکر یہاں تشریف لائے اور اس نے انکی قلت تعداد کو دیکھا تو ہنسا اور کہنے لگا قوم نے ہماری طرف کل چالیس آدمیوں کو بھیجا ہے تا کہ ہمارے شہر کو فتح کر لے یہ تو بڑی کم عقل اور ضعیف الرائے قوم ہے۔

لڑائی کی تیاری

کہتے ہیں کہ اس کا بڑا لڑکا جس کا نام ہزبر[1] تھا بلاد نیل (یعنی دریائے نیل کے شہروں میں) میں ایک مشہور شہسوار گنا جاتا تھا باپ کو بھی اس کی بہادری اور شجاعت پر پورا بھروسا اور بڑا ناز تھا اور کوئی شہسوار اس کی نظروں میں نہیں جچتا تھا جب اس نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کی قلت کو دیکھا تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا تر لقمہ سمجھ کے لڑائی کا سامان درست کیا اسلحہ لگائے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے بیٹوں اور لشکر کو لے کر میدان میں نکلا اور صفیں درست کر کے لڑائی کے لئے کھڑا ہو گیا۔

حضرت ضرار کے ہاتھوں ہزبر کا قتل

مسلمانوں نے جب دمیاط کے لشکر کو تیار اور صف آرا دیکھا تو گھوڑوں پر سوار ہوئے

---

[1] ایک نسخہ میں ہر بیر ہے ۱۲ منہ

اوران کے مقابلے میں آ کے کھڑے ہو گئے قبطیوں کی صفوں سے ہامرگ کا بڑا لڑ کا ہز بر گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلا میدان میں آ کے گھوڑے کو چکر دیا ہل من مبازر کا نعرہ لگایا اور حریف کے انتظار میں کھڑا ہو گیا حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف بڑھے نیزہ سنبھالا اور اس زور سے سینے میں مارا کہ پسلیوں کو توڑتا ہوا پشت کی طرف سے نکل گیا حریف گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے گرا اور اپنے خون میں لوٹنے لگا۔

ہامرگ کی پریشانی

آپ ہامرگ کے لشکر کی طرف چلے اس پر حملہ کیا اور تمام لشکر کو شہر پناہ تک پیچھے ہٹاتے چلے گئے ہامرگ آپ کے حملے دیکھ کے پناہ مانگ گیا اس کے لشکر کے دل میں خوف جا گزیں ہوا خود لڑکے کی موت پر اس کا دم گھٹنے لگا اسے سخت رنج ہوا افسوس اور تاسف کرنے لگا رویا اور اپنی اولاد اور لشکر کو لے کے شہر میں بڑھ گیا دروازے بند کر لئے اور قصر شاہی میں پہنچ کر اکابرین دولت اور اعیان سلطنت کو مجتمع کیا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف سے جو صدمہ انہیں پہنچا تھا اس پر ان سب کو قلق ہوا بادشاہ ان سے کہنے لگا اس قوم کے متعلق جو لڑائی کی نیت اور ہمارے وطن پر قبضہ کر لینے کے ارادے سے یہاں آئی ہے تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا جو آپکی رائے ہو بادشاہ نے کہا کسی رائے پر متفق ہونا اور کوئی تدبیر کرنا تو ضروری امر ہے۔

حکیم دیر خان کا بادشاہ کو مشورہ

کہتے ہیں کہ یہاں ایک صائب الرائے، عقلمند اور دانا حکیم رہتا تھا جس کے مشورہ اور رائے پر یہ قوم کاربند ہوا کرتی تھی بادشاہ نے اسے بلانے کا حکم دیا جب وہ آیا تو بادشاہ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا ایہا الحکیم العالم! ان عربوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہئے اس نے کہا بادشاہ! جو ہر عقل ایک ایسی بے بہا چیز کا نام ہے جس کی قیمت کا اندازہ کوئی شخص نہیں لگا سکتا جو شخص اس کی روشنی کو شمع راہ بنالیتا ہے یہ خود بخود اس کی راہنمائی کرتی اور اسے منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے دراصل یہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ ان پر

کوئی تدبیر کارگر ہوتی ہے اور نہ ان سے کوئی شخص عہدہ برآ ہو کے اپنے مطلب کو پہنچ سکتا ہے اس نے ہزارہا شہر فتح کر لئے خدا کے بندوں کو ذلیل کر ڈالا دنیا میں مشتہر ہو گئے ہر جگہ ان کا بول بالا ہو گیا اور دنیا کے چپہ چپہ میں ان کی دعوت پہنچ گئی ان پر نہ اب کوئی شخص قادر ہو سکتا ہے اور نہ ان کے مقابلے میں اب کسی دوسرے شخص کو کامیابی ہو سکتی ہے ہم نہ شام کی فوج سے تعداد میں زیادہ ہیں نہ قوت میں نہ ہمارے قلعے شام کے قلعوں سے مضبوط ہیں اور نہ ہمارے شہروں کی دیوار پناہیں دوسرے یہ کہ ان کی تائید آسمان سے ہوتی ہے رحم ان کے قلوب میں ہے انہوں نے عہد کر کے آج تک بدعہدی نہیں کی اور نہ کسی سے قسم کھا کر اس کی خلاف ورزی کی دین و مذہب صدق و امانت اور دوسروں کی نگہبانی اور صیانت جس قدر ان کے اندر ہے وہ تجھے خود معلوم ہے ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے میری رائے تو یہی ہے کہ تو ان سے صلح کر لے اور تاوان جنگ دیکر اپنے ہمارے اپنی اولاد اور بال بچوں کے لئے امان حاصل کر لے۔

حکیم کی شہادت

کہتے ہیں کہ ہامرگ نے جب حکیم سے خلاف توقع یہ بات سنی تو کہنے لگا کمبخت! میرا ہی تو بیٹا قتل ہوا اور مجھے ہی پھر یہ مشورہ دیتا ہے کہ میں ہی اپنا شہر ان کے حوالے کر دوں یہ کہہ کر بادشاہ نے حکیم کے قتل کر دینے کا حکم دیا حکیم نے جب موت کو بالکل قریب دیکھا تو کہا **اللھم انی بری مما یشرکون لاشریک لک ولا صاحبۃ لک ولا ولدلک** الٰہی ان کے شرک سے میں بری ہوں آپ کے نہ کوئی شریک ہے اور نہ بیوی بچے ہیں انا اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ ہامرگ نے جب اس کی زبان سے یہ کلمات سنے تو کود کے کھڑا ہوا تلوار کو میان سے کھینچا اور اس زور سے اس کی گردن پر وار کیا کہ سر تن سے دور جا کر گرا جب ارباب دولت اور ارکان سلطنت نے یہ دیکھا تو بالکل خاموش ہو گئے اور مشورے کے متعلق ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالا ہامرگ اسی وقت کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ لڑائی کا سامان درست کر لیا جائے لشکر تیار ہوا اور گھوڑوں پر سوار ہو کے میدان میں پہنچا خیمے ڈیرے نصب کئے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لڑائی کی بالکل ٹھان لی۔

حکیم دیر خان کے بیٹے کا صحابہؓ کے پاس آنا

کہتے ہیں کہ تمام دن گذر گیا مگر لڑائی نہ چھڑی رات ہوئی تو لوگ پڑ پڑ کر سو گئے حکیم دیر خان کے ایک لڑکا بھی تھا جو نہایت دانا، عاقل، مدبر اور ذی عقل شخص تھا اور اس کے باپ کے ورثہ میں اسے اپنے باپ کے فضائل بھی پہنچے تھے جب ہامرگ نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تو اس نے بظاہر بہت خوشی ظاہر کی بادشاہ کو دعائیں دیں اور کہا کہ بادشاہ نے مجھے اس کے پنجہ سے رہائی دلا دی کیونکہ وہ مجھے بہت مارا اور ذلیل کیا کرتا تھا بادشاہ کو اس کی گفتگو کی خبر پہنچی تو اس نے اسے بلا کر خوشی کا اظہار کیا اور خلعت بخشی جب رات ہو گئی تو اس لڑکے نے قسم کھائی کہ میں اپنے باپ کا بدلا ضرور لونگا اس کا گھر شہر پناہ کی دیوار سے بالکل ملا ہوا تھا اس میں اس نے ایک اچھا خاصہ سوراخ کیا اور چپکے سے نکل کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو لوگوں نے اس کی آنے کی آہٹ محسوس کی دریافت کیا کہ کون ہے اس نے کہا کہ آپ یاد رکھئے کہ میرا باپ آپ لوگوں کی وجہ سے مار ڈالا گیا ہے اور میں نے شہر پناہ کی دیوار میں ایک بہت بڑا سوراخ کر لیا ہے اس میں سے نکل کے اب آپ کے پاس آ رہا ہوں تا کہ آپ حضرات میرے ساتھ چل کے اسی راستہ سے شہر پر قابض ہو جائیں آپ اللہ کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہو جایئے اور اسی کی مدد اور بھروسے پر میرے ساتھ چل کر شہر پر قابض ہو جایئے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کمبخت! تیرا بُرا ہو جس نے تجھے اس کام پر ہمارے پاس بہکا کے بھیجا ہے اس نے دراصل تجھے موت کے منہ میں دھکا دیا ہے کیا تجھے یہ خبر نہیں کہ ہماری عادتوں میں بہت زیادہ احتیاط ہے اور ہوشیار و خبردار رہنا تو گویا ہمارا خاصہ ہو گیا ہے۔

حکیم کے لڑکے کا مسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ کہہ کر اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا مگر حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روکا اور فرمایا ضرار! ذرا جلدی نہ کرو میری آنکھ لگ گئی تھی میں نے ابھی خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ گویا آپ ہمارے پاس

تشریف لائے ہیں اور ہمیں بشارت دے رہے ہیں نیز یہ لڑکا بھی ہمارے پاس کھڑا ہوا یہی باتیں کر رہا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اس لڑکے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں میں نے خواب میں اس لڑکے کو غور وخوض سے دیکھا تھا اور بالکل اسی ہئیت اور شکل وصورت پر دیکھا تھا جس پر کہ یہ اب موجود ہے اور اس کی کمر میں چمڑے کی ایک کمر بند بھی جس کی کڑیاں چاندی کی تھیں بندھا ہوا تھا اس کے بعد آپ نے اس لڑکے کو کمر کھولنے کا حکم دیا اس نے جب اپنا کپڑا اٹھایا تو واقعی کمر بند بندھا ہوا تھا لڑکے نے کہا اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمداً رسول اللہ حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف بڑھے مصافحہ کیا اور تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے ایمان لانے سے بہت خوش ہوئے۔

چالیس صحابہؓ کا حکیم کے گھر پہنچنا

اس کے بعد یہ چالیس کے چالیس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہایت اطمینان کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہوئے رات کی اندھیری میں شہر کی طرف چلے لڑکا آگے آگے تھا حتیٰ کہ شہر پناہ کے اس سوراخ کے پاس جو لڑکے نے کھود کر کیا تھا پہنچے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسے اور کشادہ کیا اور مع گھوڑوں کے اس میں داخل ہو گئے سوراخ کو پتھروں اور مٹی سے بند کیا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے دشمنوں کی بینائی کو چونکہ روک رکھا تھا اس لئے کسی شخص نے انہیں نہ دیکھا اور یہ حکیم کے مکان میں داخل ہو کے وہیں چھپ کے بیٹھ گئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس لڑکے کے چچیرے بھائی نیز حکیم کے تمام کنبہ اور قبیلہ کے اسی ۸۰ آدمی تھے لڑکا اسی اندھیرے میں ان کے پاس پہنچا اور ان سے اپنا تمام قصہ بیان کر دیا وہ حکیم کے قتل کی وجہ سے پہلے ہی ناراض بیٹھے تھے اور اس کے ہمراہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور تمام رات یہیں رہے۔

بادشاہ کی صحابہؓ کی طرف پیش قدمی

جب صبح ہوئی تو دروازہ کھلا اور اہل دمیاط عربوں کے مقابلے میں بادشاہ کی مدد کو باہر

نکلے شہر میں سوائے عورتوں اور بچوں کے کوئی نہ رہا بادشاہ ہامرگ اپنی فوج کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہوا اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مورچہ کی طرف چلا وہاں پہنچ کر اس نے نہ انہیں دیکھا اور نہ ان کے متعلق اسے کچھ خبر ہی ملی شہر میں یہ مشہور ہو گیا کہ عرب بھاگ گئے۔

صحابہؓ کا شہر پر قبضہ

حکیم کا لڑکا اور اس کے اسی بنو عم اسی وقت دمیاط کے دروازے کی طرف چلے اس کے پاس پہنچ کے اندر سے اسے بند کیا اور کچھ آدمی اس کی حفاظت کے لئے وہیں ٹھہر گئے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تہلیل وتکبیر کے نعروں کے ساتھ شہر پر حملہ کیا اسے فتح کر کے حکیم اور اس کے قبیلہ کے اسی آدمیوں کے سپرد کیا اور خود دمیاط کے باب التراخیم یعنی باب الجہاد سے جو اب تک اسی نام سے مشہور ہے باہر نکلے ہامرگ نے جب انہیں شہر سے نکلتا ہوا دیکھا تو سمجھ گیا کہ شہر ان کے قبضہ میں آ گیا ہے اور اب میں شہر میں داخل نہیں ہو سکتا یہ اس پر بہت شاق گذرا اس کے ہمراہی بھی اپنے اہل وعیال کی وجہ سے سخت پریشان ہوئے اور بھو چکے سے ہو کر رہ گئے۔

بادشاہ کے بیٹے شطا کا ہزار آدمیوں سمیت مسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ جب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دروازہ سے نکلے تو لڑائی کے لئے صف بندی کی اور چاہا کہ ہامرگ اور اس کی فوج پر حملہ کر دیں ہامرگ نے بھی فوج کی ترتیب کی اور اسے جنگ پر آمادہ کیا ترتیب سے فارغ ہو کر صدر لشکر میں صلیب کے نیچے کھڑا ہوا اس کا بیٹا شطا نامی اس کے دائیں جانب کھڑا ہوا تھا یہ اسے اس کی عقل اور اپنے دین میں اس کے اجتہاد کی وجہ سے بہ نسبت دوسرے بھائیوں کے زیادہ محبت سے رکھتا تھا یہ لڑکا اپنے دین کا عالم، عقلمند، زیرک، ہوشیار، کامل الادب رہبانوں کے طریقوں کی اتباع کرنے والا اور اپنے دین کے علماء کی مجالس میں بیٹھنے والا تھا اس نے کبھی جیسے یہ پیدا ہوا اور ہوش سنبھالا تھا سور کا گوشت نہیں کھایا تھا نہ کبھی شراب پی تھی نہ کسی تصویر کو سجدہ کیا تھا نہ صلیب کو بوسہ دیا تھا اور نہ کبھی کسی دوسرے حرام فعل کا مرتکب ہوا تھا بلکہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ یہ اپنے واسطے ایک چرچ (گرجا) بنالے اور دنیا سے الگ تھلگ ہو کے اکیلا اس میں رہا

کرے مگر باپ نے اپنی محبت کی وجہ سے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا اور اپنے پاس سے ایک لمحہ کیلئے اسے جدا کرنا گوارا نہیں کرتا تھا۔

کہتے ہیں کہ یہ لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبریں دریافت کرتا رہتا۔ اور آپ کے حالات معلوم کرتا رہتا تھا جب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کے شہر پر فوج کشی کی اور جن حالات کو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں وہ وقوع میں آ چکے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہر پر قابض ہونے کے بعد شہر سے باہر نکلے صف باندھ کر کھڑے ہوئے نیز ہامرگ اس کے باپ نے بھی اپنی فوج کو صف بستہ کیا اور یہ اپنے باپ کے دائیں سمت کھڑا ہو کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے لباس کو دیکھنے لگا تو چونکہ اس کا دل ان کی طرف مائل تھا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس کی ہدایت کے لئے اس کی آنکھیں کھول دیں اور اس نے دیکھا کہ نور ایمان انکی پیشانیوں سے چمک رہا ہے پھر اس نے اسی وقت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اس پر وہاں کے راز ہائے سربستہ کھول دیئے گئے اور اس نے جو کچھ اسے دیکھنا تھا وہاں دیکھ لیا فوراً زور سے ایک چیخ ماری گھوڑے پر جھکا اور زین کے اگلے کنارے پر منہ رکھ کے بے ہوش ہو گیا باپ یہ دیکھ کے ناز ونعمت اور شوق و حرص کا ہاتھ پھیلا کے اس کی طرف بڑھا اور اس خوف سے کہ کہیں زمین پر نہ گر پڑے اسے ہاتھ سے تھاما جب ہوش میں آیا تو باپ نے دریافت کیا کہ کیا بات تھی اور کیا صدمہ پہنچا اس نے کہا ابا جان! خدا کی قسم حق ظاہر ہو گیا اور میں نے ایمان کی حقیقت معلوم کر لی۔ میں نے ان عربوں کو دیکھا کہ انہیں چاروں طرف سے نور ہی نور نے گھیر رکھا ہے کچھ لوگ ایسے بھی ان کے ساتھ موجود ہیں جن کے کپڑے سبز ہیں ہاتھوں میں ان کے چمکتے ہوئے زرد نشانات ہیں اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار ہیں پھر میں نے زمین وآسمان کے مابین چند قبے لٹکتے ہوئے دیکھے جن کا تعلق نہ آسمان سے تھا اور نہ زمین سے اس کے ستون اٹھائے گئے تھے بلکہ بغیر کسی علاقہ کے زمین وآسمان کے درمیان میں معلق تھے میں نے ان میں چند ایک خوبصورت آدمیوں کو دیکھا جن کے چہروں سے انوار کے تجلیات چمک رہے تھے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں اچانک ایک جواب دینے والے نے جواب دیا کہ یہ شہداء ہیں جنہوں

نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں اپنی جانیں تک دیدی ہیں پھر میں نے ایک اور بہت بڑا قبہ دیکھا جو بہت ہی زیادہ خوبصورت تھا میں اس کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ میں نے اچانک اس میں ایک ایسی خوبصورت اور حسین حور بیٹھی دیکھی کہ اگر وہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو وہ اس کے شوق میں اسی وقت جان دیدیں ابا! بات اصل یہ ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے دراصل میری ہدایت کیلئے یہ اسباب مہیا کئے ہیں اور اسی لئے میری آنکھ کھول دی ہے اور میرے ساتھ انہوں نے بہترائی اور نیکی کا ارادہ فرمایا ہے اگر اب بھی اس رویت کے بعد میں اسی ضلالت اور گمراہی پر رہوں اور ان شخصوں کی کہ جنہوں نے کفر کیا ہے اتباع کرتا رہوں تو سخت افسوس کی بات ہے اب یہ کبھی نہیں ہو سکتا وانا اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا رسول اللہ اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی غلاموں اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ آ جائے چنانچہ ایک ہزار آدمی اس کے ساتھ ہوئے اور یہ تمام کے تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اندر آ ملے۔

کہتے ہیں کہ جب شطا اور اس کے ہمراہی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف چلے تو انہوں نے اپنے ہتھیاروں کو پھینک دیا یا کلمہ توحید بلند کیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کی گواہی دی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کی طرف متوجہ ہوئے ان کے ایمان لانے سے بے انتہا خوش ہوئے انہیں سلامتی پر مبارک باد دی اور اللہ پاک عزوجل کی طرف سے ان کی قبولیت کی انہیں خوشخبری سنائی۔

بادشاہ کا مسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ جب ہامرگ نے اپنے بیٹے کو اللہ عزوجل پر ایمان لا کر صحابہ کی طرف جاتے دیکھا تو کہنے لگا میرا بیٹا نہایت عقلمند اور صاحب الرائے ہے اس کی عقل اور حسن تدبیر میں کوئی شک نہیں ضرور حق کو دیکھ کر ایمان لایا ہے یہ کہہ کر خود بھی کلمہ شہادت کا اقرار کیا اور اپنے بیٹے شطا سے جاملا۔

اکابرین سلطنت واُمَراء کا مسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ جب اس کی دوسری اولاد نیز اکابر دولت اور امراء سلطنت نے بادشاہ کو

ایمان لاتے اور اپنے بیٹے سے ملتے دیکھا تو کہنے لگے اگر ان پر حق نہ ظاہر ہوتا تو یہ لوگ کبھی ایمان نہ لاتے یہ کہہ کر یہ تمام بھی مسلمان ہو گئے اور اپنے بادشاہ ہامرگ سے جا ملے۔

دمیاط کی فتح

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بات سے بہت خوش ہوئے ہامرگ کے پاس آئے اس کے مرتبہ کے موافق اس کی عزت کی اس کی اولاد نیز اس کے امراء کے مناسب حال ان کی توقیر بجالائے اور ان کے کام کا شکریہ ادا کیا انہوں نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاتھوں پر تجدید اسلام کیا شہر کے دروازے کھولے گئے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بادشاہ اس کی اولاد نیز تمام لشکر اندر داخل ہوا جو شخص اسلام لے آیا وہ اس پر سوار رہا اور جس نے انکار کیا اور اپنے ہی دین پر قائم رہنا پسند کیا اسے چھوڑ دیا گیا اور اس پر کسی قسم کا جبر نہیں کیا گیا البتہ اسے دیہات اور جزائر کی طرف چلے جانے کی اجازت دیدی گئی اس کے بعد حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سوراخ (نقب) کے کھودنے کا حکم دیا کہ جس کے راستہ سے یہ شہر میں داخل ہوئے تھے اور فرمایا کہ وہاں ایک دروازہ بنایا جائے چنانچہ اسے کھود کر دروازہ بنایا گیا اور حکیم کے لڑکے کی مناسبت سے اس کا نام باب النعیم رکھا گیا۔

کہتے ہیں کہ دمیاط کے باشندوں کی تعلیم کے لئے اور اس غرض سے تاکہ انہیں مسائل دین سکھلائیں۔

حضرت عمروؓ اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں فتوحات کی خوشخبری

حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یزیدؒ[1] بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس چھوڑا اور خود اسکندریہ کی طرف کوچ کر دیا یہاں آ کے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتح دمیاط کی خوشخبری ہامرگ۔ اس کی اولاد فوج اور اہالیان دمیاط کے اسلام لانے کی کیفیت بیان کی آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور حضرت عمر بن

---

[1] یہاں مصنف سے ایک عجیب تسامح ہوا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جہاں چھتیس نام گنوائے ہیں وہاں حضرت یزید بن عامر کا نام نہیں اور اگر کہا جائے کہ جن چار حضرات کے نام نہیں گنوائے یہ ان میں سے ہوں گے تو پھر مصنف کا یہ کہنا کہ ان کے نام سے ہم واقف نہیں ہوئے غلط ہے۔ بہر حال نہ معلوم کیا بات ہے۔ شبیر احمد انصاری، مترجم

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں اسکندریہ۔ رشید، قوہ، دمنہور، بحیرہ، محلّہ، دمیرہ، سمنود، جرجہ، ابیار اور دمیاط کی فتح کے متعلق ایک خط لکھا اور اسے عامر بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔

جزیرہ تنیس کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت

کہتے ہیں کہ نصر بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب دمیاط فتح ہو گیا تو ایک روز ہامرگ نے اپنے لڑکے شطا سے کہا پیارے بیٹے! اللہ پاک سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس نوشتہ کی بدولت جو انہوں نے ازل میں ہمارے لئے مقرر کر دی تھی ہمیں نار جہنم سے بچا لیا صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی اور جنات نعیم میں ہمارا ٹھکانہ کر دیا یہ تنیس جو ہمارے قریب ہی ایک جزیرہ ہے جہاں کوئی شخص بدون کشتی یا جہاز کے نہیں جا سکتا میں چاہتا ہوں کہ وہاں کے حاکم ابوثوب کو ایک دعوت نامہ لکھ کر اسلام کی دعوت دوں اگر اس نے ہماری دعوت کو قبول کر لیا تو فبہا ورنہ اس پر لشکر کشی کروں اللہ پاک جل جلالہٗ ہماری مدد کرینگے شطا نے کہا واقعی آپ کی رائے بہت صائب اور نہایت مناسب ہے میں خوب د بہ نفس نفیس ایلچی ہو کر جاؤ نگا بادشاہ نے کہا بیٹا! اللہ تعالیٰ کی اعانت وبرکت پر بھروسہ کر کے تیار ہو جاؤ۔

جزیرۂ تنیس جانے والے حضرات

کہتے ہیں کہ حضرت شطا اور اس کے ساتھ چار اور شخص جہاز پر سوار ہو گئے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شطا سے فرمایا تمہارے ساتھ میں بھی تنیس چلونگا کیونکہ اگر اس نے ہمارے مذہب کے احکام یا مسائل کے متعلق کچھ تم سے دریافت کیا تو تم چونکہ ابھی دین سے کم واقف ہو اس لئے جواب نہ دے سکو گے اور ہم بحمد اللہ تعالیٰ اپنے دین سے خوب واقف ہیں ہر سوال کا جواب دے سکتے ہیں نیز ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو طلب آخرت اور تقرب الی اللہ کے کاموں کے سوا کوئی اور کام کرتا یا اس میں کسی قسم کا تکبر اور غرور پایا جاتا ہو حضرت شطا نے کہا بہت بہتر ہے تشریف لے چلئے۔

جزیرہ میں داخلہ کی اجازت

راوی کا بیان ہے کہ حضرت شطا ان کے چار غلام اور حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جزیرہ تینس کی طرف چلے جب اس کے ساحل پر پہنچے تو دیکھا کہ چند ایک کشتیاں اور کچھ غلام یہاں اس غرض سے متعین ہیں کہ وہ آنے والے مسافروں اور خصوصاً اس شخص کی نگہداشت رکھیں جو دمیاط کی طرف سے آیا ہے جب انہوں نے حضرت شطا ان کے غلام اور ایک عرب شخص کو ان کے ساتھ دیکھا تو دریافت کیا کہ کون لوگ ہو انہوں نے کہا میں ہامرگ والی دمیاط کا لڑکا شطا ہوں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں اور ہم تمہارے پاس بطور ایلچی کے آئے ہیں انہوں نے اپنا ایک آدمی اپنے بادشاہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ان کے آنے کی اطلاع دے نیز دریا کے عبور کرنے اور بادشاہ کے پاس ان کے آنے کی اجازت حاصل کرے بادشاہ نے اجازت دیدی اور وہ آدمی لوٹ کے ان کے پاس آیا انہوں نے حضرت شطا ان کے چاروں غلاموں اور حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک چھوٹی کشتی[۱] پیش کی یہ حضرات جہاز سے اتر کے اس میں سوار ہوئے ان لوگوں نے اسے کھینا شروع کیا حتی کہ اسے کھیتے ہوئے جزیرہ کے بندرگاہ میں اندر داخل ہوئے۔

بادشاہ کے محل میں

بادشاہ ابوثوب نے ان کی سواری کے لئے یہاں گھوڑے بھیج رکھے تھے حضرت شطا نے کشتی سے اتر کر ارادہ کیا کہ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوں مگر آپ نے انکار کیا حضرت شطا نے بھی آپ کی متابعت کی اور یہ تمام پاپیادہ ہی بادشاہ کے محل کی طرف چلے جب محل کے قریب پہنچے تو ابوثوب سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اس نے انہیں اجازت دیدی یہ اندر داخل ہوئے جب محل کے وسط میں پہنچے تو اسے نہایت شان وشوکت، جاہ وحشم اور زینت وتفاخر کے ساتھ دیکھا مقربین سلطنت اور غلام اس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور یہ نہایت تکبر کے ساتھ تخت امارت پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ اس کے قریب پہنچے تو سامنے کھڑے ہو گئے حضرت یزید[۲] بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

---

[۱] یہ زورق کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ [۲] ایک نسخہ میں ہے کہ خود ابوثوب نے سلام میں سبقت کی اور آپ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی مگر سیاق وسباق سے یہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ تو اپنے تکبر میں تھا اور انہیں بیٹھنے تک کو نہیں کہا پھر سلام کیا کرتا

سلام میں سبقت کی اور کہا السلام علی من اتبع الھدیٰ انا قدا وحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولیٰ سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس شخص پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیر لے۔

تنیس کے والی ابوثوب کا تعارف

کہتے ہیں کہ ابوثوب آل غسان کے ان نصرانی عربوں میں سے تھا جنہوں نے ارض عریش میں سکونت اختیار کر لی تھی یہ جبلہ بن ایہم غسانی کا قریبی رشتہ دار اور ایک امیر اور صاحب اثر آدمی تھا جب مسلمانوں نے ملک شام فتح کر لیا رومی ذلیل ہو گئے ہرقل شکست کھا کے قسطنطنیہ چلا گیا اور جبلہ بن ایہم غسانی بھی اپنے مال واسباب اکابر قوم اور بال بچوں کو ساتھ لیکر کشتیوں میں سوار ہو کے جزائر کی طرف بھاگا تو یہ ابوثوب بھی اپنے بھائی بندوں لڑکے بالوں اور مال واسباب کے ہمراہ ارض جفاء کی طرف چلا گیا اور عریش اور رح کے مابین جو خشک جنگل پڑا ہوا تھا اس میں جا کر آباد ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ مقوقس والی مصر ایک روز اپنے امراء سلطنت اور اکابر دولت کے ہمراہ شکار کے لئے نکلا تھا اتفاقاً شکار کھیلتا کھیلتا ارض عریش تک بڑھا چلا گیا یہاں سامنے سے ایک ہرنی دوڑتی ہوئی نکل گئی بادشاہ نے اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور اس کے تعاقب میں ابوثوب بن کامل بن صعصعہ کی فرودگاہ تک گھوڑا دبائے چلا گیا آخر گھوڑا دمون سے نکل گیا اور ہرنی بڑھی چلی گئی یہ ابوثوب اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا جب اس نے بادشاہ کو اپنے خیمہ کی طرف آتے دیکھا تو جلدی سے اٹھ کے ادھر لپکا اگرچہ یہ بادشاہ سے واقف نہیں تھا مگر اس کی حشمت شان وشوکت اور اس کے لباس سے اس نے اندازہ کر لیا کہ یہ بادشاہ ہے جب اس کے قریب پہنچا تو اس کی تعظیم وتکریم کی اس کی رکاب تھامی اسے اتارا غلاموں کو حکم دیا کہ گھوڑا تھامیں ٹھلائیں اور اسے آرام دیں خود بادشاہ کے ساتھ خیمہ میں آیا اسے ایک جگہ بٹھلایا غلاموں کو حکم دیا کہ بکریاں ذبح کریں اور لونڈیوں کو کہا کہ کھانا پکائیں۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں بادشاہ کا لشکر بھی آ پہنچا ابوثوب نے انہیں بھی ٹھہرایا اور جب

کھانا تیار ہو گیا تو بڑے بڑے طشتوں میں گوشت اور مختلف اقسام کے کھانے ان کے سامنے چنے گئے بادشاہ اور اس کے حاشیہ نشین اس کے یہاں تین دن مہمان رہی جب چوتھا دن ہوا تو بادشاہ مع اپنے ہمراہیوں کے مصر کی طرف چلا یہ بھی گھوڑے پر سوار ہو کے اس کے ساتھ ہوا اور جب تک بادشاہ نے اس کی تعریف وتوصیف اور ہر طرح کی نیکی اور احسان کرنے کا وعدہ کرنے کے بعد اسے قسمیں دے دے کے لوٹنے پر مجبور نہ کر دیا اس وقت تک یہ برابر ساتھ رہا بادشاہ نے مصر پہنچتے ہی دربار عام میں سب سے پہلے اپنے وزیر کو یہ حکم دیا کہ ابوثوب کے لئے تینس اور اس کے متعلقات کی گورنری کے متعلق فوراً احکام جاری کر دیئے جائیں چنانچہ گورنری کا ایک حکمنامہ مع چند خلعتوں اور غلاموں کے اس کے پاس بھیج دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ جب بادشاہ کا فرمان، خلعتیں اور غلام اس کے پاس پہنچے تو یہ بہت خوش ہوا وہاں کی گورنری قبول کی بال بچے خویش واقارب ساتھ لئے قرمہ پہنچا اور وہاں سے کشتیوں میں سوار ہو کر تینس چلا گیا جب وہاں اچھی طرح قابض ہو گیا تو اس نے اپنے بھائی بندوں اور بقیہ قوم کے پاس آدمی بھیجا تا کہ وہ بھی اسی کے پاس چلے آئیں جب وہ بھی اس کے پاس چلے آئے تو اس نے اپنے بھائی ابومغیناء کو جزیرۂ صدف پر دوسرے بھائی ابوشنا کو جزیرۂ طیر پر اپنے لڑکے مضاض کو زیو پر اور اپنے غلام قنیا کو ابالاج پر حاکم مقرر کیا۔

ابوثوب کا غرور

کہتے ہیں کہ جب یہ یہاں کی حکومت پر قابض ہو گیا تو اس کے دل میں عجب وغرور اور تکبر پیدا ہوا اور ایک مدت سے اسی حالت میں گذر گئی حتیٰ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مصر پر فوج کشی کی مقوقس والی مصر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خبر ابوثوب کو بھی پہنچی اس نے خراج کی اس رقم سے جو یہ حکومت مصر کو یاد کرتا تھا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ سوچا کہ ایک ایسے محفوظ جزیرہ میں ہے کہ کوئی شخص اگر تیرے پاس پہنچنا چاہئے تو نہیں پہنچ سکتا چنانچہ اس نے اسی جزیرہ میں اپنے آپ کو محفوظ رکھا مسلمان جب مصر، اسکندریہ اس کے اطراف کے شہروں اور دمیاط پر قابض ہو گئے ہامرگ اس کی اولاد اور اس کی فوج فراء مسلمان ہو گئی تو حضرت شطار رحمۃ اللہ تعالیٰ انکے چار غلام اور حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور ایلچی کے

اس کے پاس پہنچے اور اب ہم اس اصل قصہ کی طرف جس کو بیان کررہے تھے رجوع کرتے ہیں۔

صحابہؓ کا دربار میں بیٹھنا

جب یہ حضرات اس کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے جا کے کھڑے ہو گئے تو اس نے ان کی طرف دیکھ کے چہرہ پر شکن ڈال لی عجب وغرور کی وجہ سے ان کی طرف سر تک نہ اٹھایا اس کے مقربین میں سے بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ انہیں بیٹھنے ہی کا اشارہ کر دے جب حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رنگ دیکھا تو یہ آیت پڑھی ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین اللہ کی زمین ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس کا وارث کر دیں اور عاقبت متقیوں ہی کیلئے ہے یہ پڑھ کر آپ بیٹھ گئے حضرت شطا بھی یہ دیکھ کے آپ کے پہلو میں ایک طرف بیٹھ گئے۔

حضرت یزید بن عامرؓ کا سورۂ مریم پڑھنا

کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ابوثوب کے تخت کی طرف دیکھا تو وہ سونے کا بنا ہوا تھا اور اس میں خرمے کے درخت کی ایک تصویر جس کے نیچے حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لئے بیٹھی تھیں بنی ہوئی تھی آپ نے فوراً یہ آیت پڑھی فناداھا من تحتھا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجزع النخلۃ تساقط علیک رطباً جنیاً فکلی واشربی وقری عینا پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے یہ کہ نہ غم کھا تیرے نیچے تیرے رب نے ایک چشمہ کر دیا ہے اور ہلا تو اپنی طرف کھجور کی شاخ کو گریں گی تیرے اوپر کھجوریں پس کھا تو اور پی اور آنکھیں ٹھنڈی رکھ۔ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ اس آیت پر پہنچے انی عبداللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت واوصانی بالصلوۃ والزکاۃ مادمت حیاً وبراً بوالدتی ولم یجعلنی جباراً شقیاً والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی نبی بنایا برکت والا کیا میں جہاں ہوں مجھے نماز اور زکاۃ کی وصیت کی جب تک

میں زندہ رہوں اور سلوک کرنے کو کہا اپنی والدہ سے اور نہیں بتایا مجھے جبر کرنے والا بد بخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مرونگا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھوں گا۔

آیات کی تفسیر بیان کرنا

ابو ثوب نے جب آپ کو یہ آیتیں پڑھتے دیکھا تو غصہ کے مارے اس کا چہرہ متغیر ہو گیا جب آپ پڑھ کے خاموش ہو گئے تو غصہ میں بھر کے کہنے لگا یہ آپ نے کیا پڑھا ہے اور یہ کیا کلام ہے آپ نے فرمایا یہ کلام اللہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے جس کے عجائب نہ کبھی فنا ہوں گے اور نہ غرائب کبھی معدوم ہوں گے اور نہ جسکے کلمات میں کبھی تبدیلی ہوگی اور نہ جسکی آیات کے مثل کبھی کوئی آیت بن سکے گی اس نے کہا اس کے معنی کیا ہوئے اور تفسیر کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خبر دی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو بھی حق کی تعلیم دی اور خود بھی اپنے نفس کے متعلق حق اور سچ کہا کہ انی عبداللہ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں اللہ کے کوئی بیٹا نہیں ہے وہ تو واحد الاحد اور فرد الصمد ہیں اور حضرت عیسیٰ کا یہ قول کہ واوصانی بالصلوۃ والزکاۃ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں بھی تمہاری طرح باری تعالیٰ کی طاعت وخدمت پر مامور ہوں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور میرے مال میں اللہ پاک عزوجل کا حق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان کہ علی یوم ولدت ویوم اموت اس میں آپ نے لوگوں کو بتلایا ہے کہ آپ چونکہ مولود یعنی پیدا کئے گئے ہیں اس لئے معبود ہونے کے کسی طرح مستحق نہیں ہو سکتے اور جو شخص مرے گا اور لقمہ اجل ہوگا ایسا شخص عزت و جبروت بزرگی و بڑائی کے لائق نہیں ہے اور ویوم ابعث حیاً میں آپ فرماتے ہیں کہ میں اور آپ سب یوم قیامت یعنی حسرت وندامت کے روز اٹھائے جائینگے اور اگر دو معبود[1] ہوتے تو دونوں کے دو (مختلف) ارادے ہوتے اور زمین وآسمان کے درمیان نظام میں خلل واقع ہو جاتا مگر اے شخص! زمین وآسمان

---

[1] یہ تفسیر ہے قرآن شریف کی آیت لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا کی یعنی اگر زمین وآسمان میں دو معبود ہوتے تو زمین وآسمان فاسد اور خراب ہو جاتے مطلب یہ کہ دو معبود اگر ہوتے تو ان کے ارادے بھی دو ہی ہوتے مثلاً ایک کا ارادہ اگر زمین کے بنانے کا ہوتا تو دوسرے کا بگاڑنے کا اگر ایک کا ارادہ زید کے پیدا کرنے کا ہوتا تو دوسرے کا مارنے کا اگر ایک کا ارادہ زید کو رزق دینے کا ہوتا تو دوسرے کا چھین لینے (بقیہ صفحہ آئندہ)

کی طرف دیکھ کے غور وفکر کر ان میں کبھی بھی خلل واقع نہیں ہوتا تو حکمت کو ہمیشہ غیر فاسد دیکھتا ہے اور یہی ایک بات اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت پر گواہی دینے کے لئے کافی ہے۔

بادشاہ کا جواب

ابوثوب نے جب آپ کی یہ تقریر سنی تو آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے شخص! تم انہیں واہیات اور خرافات باتوں کے پیچھے پڑ کے اور انہیں سچا سمجھ کے ہی دریائے ضلالت میں غرق ہو گئے ہو۔

حضرت یزید کی دوسری تقریر

آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کون شخص محالات کے لق ودق جنگل میں سراسیمہ، پریشان ٹکریں مارتا پھرتا اور خدائے واحد کی بادشاہت میں دوسرونکو شریک وسہیم کر کے اپنی عقل کا ثبوت دیتا ہے حالانکہ اللہ پاک توانا وبرتر اور قادر ذوالجلال کی وہ ذات اقدس ہے کہ نہ آسمان اس پر سایہ کر سکتا ہے (یعنی اس پر محیط نہیں ہوسکتا مترجم) نہ زمین اس کا بوجھ اٹھا سکتی ہے نہ رات اس کو ڈھانپ سکتی ہے نہ دن اس کو چھپا سکتا ہے نہ کوئی روشنی اس پر غالب آ سکتی ہے نہ کوئی ظلمت اس پر اندھیرا کر سکتی ہے نہ کوئی بادشاہ اس کو مغلوب کر سکتا ہے اور نہ زمانہ اس میں کسی قسم کا تبدل وتغیر کر سکتا ہے بلکہ وہ ہر آن ایک نئی ہی شان میں خود جلوہ گر ہے کیا تمہارے اندر بصیرت کا مادہ نہیں کیا تمہارے اندر کوئی ایسا شخص نہیں جو دیکھے عبرت حاصل کرے سوچے اور ملک الواحد القہار کی قدرت میں غور وفکر کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جو کم از کم دن کے چھپنے اور اندھیری رات کے آنے سے ہی اپنے نفس کو عبرت کا درس دے کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ نظام عالم میں گڑبڑ ہو جاتی اور چونکہ جیسے آسمان وزمین پیدا ہوئے ہیں کبھی ایسی گڑبڑ نہیں ہوئی اس لئے اس سے معلوم ہوا کہ معبود ایک ہی ہے دو نہیں اس سے زیادہ اور اسکی وحدانیت پر کیا دلیل ہوگی اگر کہا جائے کہ دونوں نے اتفاق کرلیا ہوگا تو اتفاق کرنے میں ضرور ایک کی رائے غالب اور دوسرے کی مغلوب ہوئی ہوگی بس جس کی رائے مغلوب ہوئی ہوگی وہ خدائی کے لائق نہیں محض خدا غالب رائے والا ہے اور وہ محض ایک ہی ہے۔ شبیر احمد انصاری، مترجم

ایک جانو اسکی عبادت کرو شرکت سے منزہ اور پاک سمجھو اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرو کیا تم نے اس شخص کی گفتگو اور کلام نہیں سنا جس کی تم خود عبادت کرتے تعظیم و تکریم بجالاتے اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہو یعنی عیسیٰ علیہ السلام کہ انہوں نے خود اللہ پاک عزوجل کی وحدانیت کا اقرار اپنی عبدیت کا اظہار دعویٰ ربوبیت کا انکار کیا ہے اور فرمایا ہے انی عبداللہ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں نیز ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا میں آپ کی بشارت دی اور آپ کی بزرگیوں اور تقرب من اللہ کو بنی اسرائیل پر ظاہر کیا کیا تم نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات نیز ان معجزات نشانیوں اور دلائل کے ذریعہ جو آپ نے اظہار حق فرمایا ہے اسے نہیں سنا کیا آپ کے ایک اشارہ سے چاند[1] دو ٹکڑے نہیں ہوا کیا سوسمار[2] (گوہ) اور پتھر[3] نے آپ سے گفتگو نہیں کی کیا اونٹ[4] اور درخت[5] آپ سے مخاطب نہیں ہوئے اور کیا آپ نے قبیلہ مضر کے سب سے بہتر گھرانے میں تولد[6] نہیں فرمایا۔

---

[1] احادیث میں ہے کہ کفار مکہ خصوصاً ابوجہل وغیرہ نے آپ سے درخواست کی کہ آپ چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں چنانچہ آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا اور ان دونوں ٹکڑوں میں اتنا فرق ہو گیا کہ حرا ان دونوں کے مابین دکھلائی دینے لگا آپ نے پکار کر فرمایا کہ تم سب اس بات کے گواہ رہو مگر وہ ایمان نہ لائے اور کہا کہ آپ نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے یعنی نظر بندی کر دی ہے قرآن شریف میں ہے اقتربت الساعة وانشق القمر وان یرو آیته یعرضوا ویقولوا سحر مستمر اس آیت کا وہی مطلب ہے جو میں نے بیان کیا۔ شبیر احمد انصاری۔

[2] حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک اعرابی ایک سوسمار کا شکار کیے ہوئے اسے لیجا رہا تھا راستہ میں ایک جگہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تشریف فرما دیکھا پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ پیغمبر خدا ہیں اس نے آپ کے پاس جا کر عرض کیا میں جبتک آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جبتک یہ سوسمار ایمان نہ لے آئے اور یہ کہہ کر اسے آپ کے سامنے ڈال دیا وہ سوسمار آپ کے سوال کے جواب میں بزبان فصیح بولنے لگا اور خداوند جل وعلیٰ کی خدائی اور آپ کی پیغمبری کو بیان کیا وہ اعرابی اسی وقت مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم سے جا کر تمام قصہ بیان کیا وہ بھی آ کر سب مسلمان ہو گئے۔ شبیر احمد انصاری۔ [3] حدیث شریف میں آیا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ معظمہ میں تھا آپ بعض اطراف مکہ میں تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔ شبیر احمد انصاری [4] حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک نہایت شریر اونٹ تھا جو شخص باغ میں جاتا تھا اس پر دوڑ کر حملہ کرتا تھا آپ نے اسے بلایا وہ آیا اور اس نے آپ کے سامنے سجدہ کیا آپ نے اس کی ناک میں (بقیہ برصفحہ آئندہ)

ایمان لانے کیلئے بادشاہ کی شرط

کہتے ہیں کہ ابو ثوب یہ سن کرلا جواب ہو گیا اور جب آپ کے دلائل کے مقابلہ میں قائل ہونے کے سوا کچھ بن نہ پڑا تو کہنے لگا آپ کے نبی نے جو معجزات وغیرہ دکھلائے ہیں انہیں ہم نے بھی سنا ہے مگر وہ محض ایک جادو اور سحر کے کرشمے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہاں اگر آپ کے دعویٰ میں کچھ صداقت ہے اور آپ کی یہ تمام گفتگو صحیح اور مبنی برحق ہے تو اپنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ دیکر خدا سے بارش کی دعاء مانگو تا کہ وہ مینہ برساویں اگر پانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مہار (نکیل) ڈالدی اور فرمایا آسمان وزمین میں سوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے جتنی چیزیں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ ایک اونٹ نے آپکو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ میرا مالک مجھے کھانے کو کم دیتا ہے اور کام زیادہ لیتا ہے آپ نے اس کے مالکوں سے اس کی سفارش فرمائی۔ شبیر احمد انصاری۔ ۵ اس کے متعلق ایک حدیث تو حاشیہ نمبر ۳ میں گذر چکی جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب آپ کو کوہ حراء پر نبوت حاصل ہو چکی اور آپ گھر تشریف لانے لگے تو جس درخت اور پتھر کے پاس سے آپ کا گذر ہوتا وہ بزبان فصیح آپ سے مخاطب ہو کر کہتا السلام علیک یارسول اللہ آپ چاروں طرف دیکھتے اور کوئی نظر نہ آتا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو درخت اور پتھر مجھ کو سلام کرتے تھے میں ان کو پہچانتا ہوں۔ شبیر احمد انصاری۔ ۶ انسان کے لئے حسب ونسب بھی جبکہ اسکے اعمال بھی عمدہ اور بہترین ہوں ایک فخر کی چیز ہے اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی نبی یا رسول اپنے زمانہ کے موافق حسب ونسب میں گرا ہوا پیدا نہیں ہوا بلکہ ہر زمانہ میں اسی قوم کے اندر نبی پیدا ہوتا رہا۔ جو اس زمانہ میں سب سے بہتر اور عمدہ قبیلہ ہوتا تھا اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ وہ دوسروں کی آنکھ میں کسی طرح ذلیل نہ ہو ورنہ ہر شخص اسے گری ہوئی نظر سے دیکھے گا اسکی بات پر کان نہ دھرے گا اور اس کو کسی طرح قابل التفات نہ سمجھے گا جیسا کہ آپ غالباً اس زمانہ میں بھی دیکھتے ہوں گے کہ اگر کوئی نیچ قوم کا شخص کچھ بات کہتا ہے تو اسے ذلیل سمجھ کر اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اگر شیخ سید وغیرہ کچھ کہتے ہیں تو اسے ماننے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں یہ صحیح ہے کہ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم و معظم متقی ہی ہے مگر دنیا کے لحاظ سے حسب ونسب ہونا ضروری امر ہے اور نبی چونکہ مکمل انسان ہوتا ہے اس لئے جتنا وہ اللہ کے نزدیک مکرم ہو حسب ونسب کے اعتبار سے بھی مشرف و معظم ہو ورنہ کامل واکمل نہیں ہوگا خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حسب ونسب پر فخر کیا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ میں (اللہ کا رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسبی و نسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے (بقیہ برصفحہ آئندہ)

برس گیااور آپ کی دعاء کے موافق بارش ہوگئی تو ہم سمجھ لینگے کہ واقعی تمہارا کلام بالکل سچ ہے اس میں کوئی شک نہیں اور ہم اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان بھی لے آئیں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی تصدیق بھی کرلیں گے آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہیں ان اللہ علی کل شیء قدیر خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ کے نیک اور خالص بندے جب خلوص نیت کے ساتھ ان سے دعا کرتے ہیں تو وہ انکی دعاء کو قبول فرماتے ہیں اور خالی نہیں جانے دیتے واللہ یفعل ما یشاء یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے اور ابوثوب کی مجلس سے باہر جانے کا ارادہ فرمایا ابوثوب نے کہا کہاں تشریف لے چلے آپ نے فرمایا میں اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ اقدس میں دعاء کرونگا اگر انہوں نے چاہا تو آسمان سے تمہارے اوپر عذاب بھیج دینگے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی بل اتبع الذین ظلموا اھواھم بغیر علم فمن یھدی من اضل اللہ ومالھم من ناصرین یعنی بلکہ یہ ظالم (ناانصاف) بغیر سوچے سمجھے اپنی خواہشوں کے مطابق چلتے ہیں پس کون ہے وہ شخص کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خلق کو (جس میں جن وغیرہ بھی شامل ہیں) پیدا کیا اور مجھے ان کے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر ان (انسانوں) کو دو فرقے (عجم وعرب) بنائے اور مجھ کو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر ان کو (عرب کو) مختلف قبیلے بنائے اور مجھ کو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر ان (قریش) کو کئی خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھ کو بہترین خاندان (یعنی بنو ہاشم) میں پیدا کیا بس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔ ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب آپ کے مرض میں سورئہ اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی تو آپ نے توقف نہیں فرمایا اور جمعرات کے روز ہی باہر تشریف لاکر منبر پر بیٹھ کے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاکر حکم دیا کہ تمام مدینہ میں اعلان کردو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کیلئے جمع ہوجائیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منادی کردی اور چھوٹے بڑے سب جمع ہوگئے آپ نے کھڑے ہوکر حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے فتاوی مولانا عبدالحی منقول از نشر الطیب لمولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔

ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے منبر رکھواتے اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ پاک عزوجل حسان کی تائید روح القدس سے فرماتے رہینگے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہینگے مشکوۃ شریف منقول از نشر الطیب لمولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم۔ شبیر احمد انصاری

ہدایت کرے اس شخص کو جسے اللہ پاک نے گمراہ کیا اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار۔

بارش کی شرط لگانے کی وجہ

حضرت وقاص بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوثوب نے علاوہ اور باتوں کے سب کو چھوڑ کر محض بارش ہی کی دعا کو اس لئے مخصوص کیا کہ دریائے نیل سے بہت دور کے فاصلے پر اس کے یہاں کاشت ہوا کرتی تھی وہاں تک پانی نہیں پہنچتا تھا اور سوائے بارش کے پانی کے اور کسی طرح اسکی زراعت سیراب نہیں ہوا کرتی تھی اس نے کچھ تالاب[1] بنوا رکھے تھے جن میں بارش کے موقعوں پر اس قدر پانی جمع ہو جایا کرتا تھا جو ایک سال سے دوسرے سال تک کافی ہو جائے گرمی کے موسم میں جب بارشوں کا سلسلہ موقوف ہو جایا کرتا تھا تو یہ اسی تالاب کے پانی سے اپنی زراعت کو سیراب کر لیا کرتا تھا جس سے کھیتی سرسبز و شاداب رہا کرتی تھی اس نے اپنے یہاں ہر طرح کے پھلدار درخت بھی لگا رکھے تھے اور ان کے ہونے نہ ہونے کا دارومدار بھی انہیں تالاب اور حوضوں کے پانی پر تھا کہ بروقت ان میں سے سینچ کر ان میں دیدیا جایا کرتا تھا یہ سال جبکہ یہاں حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تھے خشکی کا سال تھا سردیوں میں بارش نہیں ہوئی تھی تالاب اور حوضوں کا پانی خرچ ہو چکا تھا اور وہ خالی پڑے ہوئے تھے کھیتی پژمردہ ہو چکی تھی اور قریب تھا کہ خشکی اور گرمی کے مارے بالکل سوکھ جائے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تشریف لائے تو ابوثوب کو پانی اور بارش کی سخت ضرورت تھی جب ان دونوں کی وہ گفتگو ہوئی جو ہم نے ابھی اوپر ذکر کی ہے تو اگرچہ یہ بارش کا زمانہ نہیں تھا مگر ابوثوب نے آپ سے بارش کیلئے دعا کرنے کو کہا اور آپ نے وہی جواب دیا کہ **ان اللہ یفعل ما یشاء وھو علی کل شیٔ قدیر۔**

حضرت یزید بن عامرؓ کی دعا

غرض آپ وہاں سے اٹھے دریا پر تشریف لے گئے وضو فرمایا دو رکعت نماز ادا کی سر آسمان کی طرف اٹھایا دونوں ہاتھ بلند کئے اور دعا کی۔

---

[1] یہ مصانع کا ترجمہ ہے ۱۲ منہ

الہا العالمین! آپ نے ہمیں دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اسے قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے آپ سب سے زیادہ سچے ہیں چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں **و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان** یعنی (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق دریافت کریں تو میں پاس ہی ہوں جواب دیتا ہوں جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے آپ کے حکم کے مطابق میں جناب سے دعا کرتا ہوں اے وہ ذات کہ جس کے احسانات اس قدر ہیں کہ جن کا اس کے سوا کوئی شخص احاطہ نہیں کرسکتا اور جو کبھی نہ فنا ہونے والے ہیں آپ اسے قبول فرمائیے حضور آقائے دو جہان جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور آپ کی برگزیدہ اولاد اور باوفا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی برکت سے آپ ہمیں پانی پلائیے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

دعا کے دوران ہی بادلوں کا اٹھنا

حضرت وقاص بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ثقاوت راویوں سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ زمین و آسمان کے مابین بادل اٹھا عجز و انکسار کرنے والے شخص کی طرح ٹھہرا (جما) تیز پرند کی طرح پھیلا خوب اچھی طرح جم کے کھڑا ہوگیا گرجنے کی آواز آنے لگی بجلی کوندنا شروع ہوئی برق نے غضبناک شیر کی طرح حملہ کیا ڈانٹا اور ہنکایا رعد اپنی مہیب اور گوناگوں آوازوں کے ساتھ تسبیح و تقدیس میں مشغول ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کے فلک پر مسخر ہوا رحمت کے فرشتے اپنی اپنی کمر میں خدمت کے پٹکے باندھ باندھ کے قادر مطلق کے حکم سے بادل پر مسلط ہوئے جو اللہ کی رحمت کے خزانوں کے ساتھ بادل کو چلاتے اور دبدبے اور صولت کے ہاتھ سے قدرت کی مہار کے ساتھ پکڑے ہوئے انہیں کھینچتے تھے بادل عبودیت کا حلقہ گردن میں ڈالے اور اطاعت کے بال و پر اس آیت کے موافق ان کے سامنے رکھے ہوئے مطیع و منقاد تھا کہ **ویسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفۃ** (اور تسبیح کرتا ہے رعد ساتھ حمد اس کی کے اور فرشتے اس کے خوف سے) گھٹا سیاہ برقعہ اوڑھے جلدی جلدی چاروں طرف سے ڈرتی ہوئی آئی اور برق اس شخص کی طرح جو اللہ جل جلالہٗ کے جاہ

۱۰ وجلال کے لئے سجدہ کر رہا ہو تسبیح وتحمید کرنے لگا جس کی وجہ سے باران رحمت کے آثار بالکل ہویدا ہو گئے اور یہ سماں نظروں میں چھا گیا کہ فترالودق یخرج من خلالہ (پس دیکھتا ہے تو بارش کو کہ نکلتی ہے بادلوں کے اندر سے)

بارش کا ہونا

غرض جب گھنگھور گھٹا پوری طرح چھا گئی بادل پانی سے بھرے ہوئے زمین وآسمان کے مابین اچھی طرح معلق ہو گئے آسمان کے ہر ایک گوشے میں ابر پھیل گیا کڑک نے زور باندھ لیا بجلی تڑتڑانے لگی برق نے بادلوں کو چیر چیر کے تڑپنا شروع کر دیا بدلی قدرت الٰہیہ کی ہوا پر اس کے رحمت کے ہاتھوں کے مابین پھیل پھیل کر چاروں طرف پھرنے لگی تو آسمان نے یہ سماں دیکھ کر بند دروازہ کھولا ابر باراں کی چلمن ڈالی اور نقاب الٹ دی بادل یہ دیکھ کر محبوب کی مفارقت پر روئے زمین پر آنسوؤں کی لڑی بہائی اور جب کسی طرح نہ تھما گیا تو پھر زمین کی حالت پر اچھی طرح برس پڑے زمین صاف اور ستھرا پانی پی کے خوش ہوئی پھولوں کا خوشنما ہار جو ابر رحمت نے اسے اسکی حیات کے لئے بخشا تھا گلے میں ڈالا اور اپنے رب کی جود وبخشش کے سہارے خوشی خوشی اپنی سبزے کی خوشنما چادر اوڑھی اور اسی وقت ایک منادی نے عبرت کے کان کھولنے والوں کے لئے یہ آواز لگائی انظر الی آثار رحمۃ اللہ کیف یحیی الارض بعد موتھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے آثار کی طرف دیکھ کہ کس طرح وہ زمین کو اسکی موت کے بعد حیات بخشتا ہے۔

بادشاہ کا فریب

کہتے ہیں کہ پانی مسلسل برستا رہا حتیٰ کہ اس دن بقیہ اور تمام رات نہ تھما زمین سیراب ہو گئی اور ان کے تالاب اور حوض لبالب بھر گئے جب دوسرا دن ہوا تو حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ثوب کی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا اللہ پاک جل جلالہ کی جو اپنے بندوں کی روزی کے متکفل ہیں قدرت وصنعت دیکھی وہ ہنسا اور کہنے لگا یہ تو تمہارا ایک لاحاصل[۱]

---

[۱] یہ عقیم کا ترجمہ ہے عقیم کی تحقیق پیچھے حاشیہ میں گذر چکی ۱۲ منہ

جادواور بڑا بھاری مکر ہے جادو تو اس سے بھی زیادہ کام کر گذرتا ہے آپ نے فرمایا۔
یہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت اوران کا فضل ہے کیونکہ وہ نہایت محسن اور توبہ کے قبول کرنے والے ہیں میں نے ان سے جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر درخواست کی تھی انہوں نے میری دعا کو قبول فرمالیا۔

ابوثوب کی منافقت

کہتے ہیں کہ ابوثوب بارش، اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت دیکھ کر لاجواب ہوگیا اور برسبیل مکر کہنے لگا دراصل اب مجھ پر حق ظاہر ہوگیا اور میں سمجھ گیا کہ تمہارا دین برحق اور تمہارا قول از سرتاپا صدق ہے میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرتا ہوں۔
اس کے بعد کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ اپنے جزیرے کے باشندوں اپنے اہل وعیال نیز اپنے دوستوں پر بھی اسلام پیش کروں کنیسوں اور گرجاؤں کو مسمار کر کے ان کی جگہ مسجدیں بنواؤں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فعل کو باحسن وجوہ انجام دوں آپ نے فرمایا اگر تو نے ایسا کیا تو ہدایت پائے گا اور اگر منافقانہ طرز عمل اختیار کرے گا توان ربک لبالمرصاد (تحقیق تیرا رب تیری گھات میں ہے)
پھر آپ شطار رحمۃ اللہ علیہ اوران غلاموں کو ہمراہ لے کر والی دمیاط ہامرگ کی طرف مراجعت فرما ہوئے اور ابوثوب کے ساتھ جو کچھ معاملہ گذرا تھا بیان کیا اس نے کہا خدا کی قسم آپ لوگوں کے ساتھ اس نے مکر کیا اور مکر وفریب کے تیروں سے آپ حضرات کو چھلنی چھلنی کر دیا آپ نے فرمایا ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ان کافروں نے مکر وفریب کیا اور اللہ پاک عزوجل نے (بھی) مکر کیا اور اللہ پاک سب سے بہتر مکر کرنے والے ہیں۔

ابوثوب کا لشکر جمع کرنا

کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مسلمانوں کے پاس یہ خبر پہنچی کہ ابوثوب نے تمام جزیروں یعنی سمینہ، ابی بینا اور ابی سلود سے ایک لشکر جمع کیا ہے اور وہ

عنقریب اپنے لشکر کو لے کر مسلمانوں کے سروں پر ہو گا۔

مسلمانوں کی تیاریاں

کہتے ہیں کہ جب ہامرگ نے یہ سنا تو حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سے مدد مانگتے انہیں سے استعانت طلب کرتے اور انہیں پر بھروسہ کرتے ہیں جو کوئی ہم سے لڑیگا ہم یقیناً اس سے لڑینگے۔

راوی کہتا ہے کہ ہامرگ نے اپنے بیٹے شطا کو برلس، دمیرہ، اشمون طناح نیز اپنے تمام مقبوضات کی طرف اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ لوگوں کو جہاد کی دعوت دے چنانچہ اس کی آواز پر ہر ایک نے لبیک کہا جگہ جگہ سے لوگ جوق در جوق مع سامان واسباب آ آ کر جمع ہو گئے اور دمیاط کے شرق میں قبلہ کے رخ پر اپنے اپنے خیمے نصب کر دیئے اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں ایک عریضہ لکھا کہ ابوثوب نے ایک لشکر عظیم جمع کیا ہے اور وہ ہم پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے آپ بہادران اسلام کے ساتھ ہماری مدد کیجئے آپ نے خط پڑھ کر ماویہ اعراب اور وادی القریٰ کے ایک ہزار سوار حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صفوان بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں دیئے اور حکم فرمایا کہ دمیاط کی طرف چلے جائیں یہ شعبان ۲۰ھ کے عشرہ اول اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے ساڑھے چار سال بعد کا ذکر ہے۔

ابوثوب کی لشکر کشی

کہتے ہیں کہ ابوثوب کے پاس جب کافی لشکر جمع ہو گیا تو اس نے ایک دن تینس کے میدان میں اس کا جائزہ لیا معلوم ہوا کہ بیس ہزار پیدل اور پانچ ہزار قبطی اور عرب نصرانی سوار ہیں اس نے اس تمام فوج کو جہازوں میں سوار کرایا دمیاط کی طرف چلا اور پہنچ کر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلے میں صف آرا ہو کے لڑائی کا ارادہ کر لیا۔

جنگ اور حضرت شطاؒ کی جانبازی

کہتے ہیں کہ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو جو شخص مسلمانوں کی صفوف سے نکل کر

سب سے پہلے میدان جنگ میں پہنچا ہے وہ شطا ابن ہامرگ تھا یہ شخص گھوڑے کو کداتا ہوا آگے بڑھا دشمنوں پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں دشمن کے کئی سپاہیوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا دراصل انہوں نے اپنی جان بیچ کے اسکے معاوضہ میں ایمان خریدا تھا ان کا سینہ اسلام کی معرفتوں کے لئے کھل گیا تھا ان کا شرح صدر ہو چکا تھا اور ان کی روح دارالسلام میں آرام کرنے کے لئے بے چین ہو رہی تھی اور یہ سب کچھ اس وقت ظہور میں آیا تھا جبکہ انوار و برکات کی تجلیات ان پر پوری طرح اپنی ضو پاشیاں کر چکی تھیں اور معرفت و حقائق کے ابواب (دروازے) ان کے قلب پر اچھی طرح کھل چکے تھے یہ بقیہ دن تک نہایت جان فروشی کے ساتھ برابر لڑتے رہے۔

حضرت شطاؒ کا خواب

اور جب عرصہ مغرب سے آفتاب پیٹھ دے کے بھاگ کھڑا ہوا تو آپ بھی میدان کارزار سے صلواۃ و قیام کی طرف لوٹے اور نصف رات تک ملک العلام کی خدمت میں خشوع و خضوع کے ساتھ رب السموات والارض سے شرمندہ و خجل سر جھکائے کھڑے رہے جب نصف رات گذر چکی اور سہیل ستارے نے طلوع کر لیا تو آپ لیٹ گئے ابھی پوری طرح صبح ہونے بھی نہیں پائی تھی کہ آپ روتے ہوئے اٹھے باپ نے دریافت کیا بیٹا کیا ہوا کیوں روئے آپ نے کہا ابا جان! آج خواب میں میں نے وہ دیکھا جو کبھی نہیں دیکھا تھا اور وہ سنا جو کبھی نہیں سنا تھا (گویا) دنیا مجھ سے چھوٹتی ہے اور میں اپنے رب کی طرف لوٹتا ہوں اور (یہ) یقیناً آپ کی اور میری جدائی پر دال ہے اس نے کہا بیٹا! نعوذ باللہ یہ تمہاری کیا گفتگو ہے ممکن ہے کہ پریشان خیالات ہوں انہوں نے کہا خدا کی قسم نہ یہ پریشان خیالات ہیں اور نہ اضغاث احلام بلکہ خداوند جل علیٰ کا قرب ہے جو ان کے خاص خاص بندوں کو حاصل ہوتا ہے یا ایک امر ہے اور امور ملک العلام جس پر جاری ہو چکے ہیں ان کے اقلام اور جنہوں نے پیدا کئے ہیں ضیاء اور ظلام (روشنی اور اندھیری) اور جنہوں نے بھیجے ہیں جناب محمد سید الانام اپنی مخلوق کی طرف بشرائع الاسلام ابا جان! یاد رکھیئے میں نے خواب میں

دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھولے گئے انوار ہدایت بلند ہوئے اور چمکنے لگے میں نے آسمان دنیا کے فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں سے بعض سجدہ ہی میں پڑے ہوئے ہیں جو سر تک نہیں اٹھاتے بعض رکوع ہی میں ہیں جو کھڑے نہیں ہوتے اور بعض قیام ہی میں ہیں جو قطعی نہیں بیٹھتے اور یہ سب کے سب اپنے رب کے خوف سے رو رہے ہیں اور انکی آنکھیں آنسوؤں سے کبھی خشک نہیں ہوتیں میں نے یکے بعد دیگرے ایک آسمان سے دوسرے کو اور دوسرے سے تیسرے کو ساتویں آسمان تک اسی طرح دیکھا پھر ساتویں آسمان کے اوپر سبز زمرد کا ایک قبہ جس میں سفید موتی کی قندیلیں بغیر کسی آگ کے جگمگا رہی تھیں ملاحظہ کیا اس میں چالیس حوریں ایسی بیٹھی ہوئی تھیں کہ جن کا ایسا عمدہ لباس اور ایسی اچھی شکل و صورت اور وضع قطع تھی کہ آج تک دنیا میں ایسی کبھی نظر سے نہیں گذری ان کے چہرے اگرچہ انسانوں کی شکل کے مشابہ تھے مگر ان کا نور آفتاب کے نور کو شرما رہا تھا ان کے پیروں میں سرخ یاقوت کے پاپوش (جوتے) تھے جن سے وہ دیباج کے فرش اور حریر کے قالین اور غالیچوں کو روندتی اور خوشی و شادمانی کے تختوں پر چہل قدمی کرتی پھر رہی تھیں ایک جوان میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی میری طرف مخاطب ہو کر چلائی اور کہا دھوکے کی دنیا کے گھر پر مفتوں ہونیوالے! کیا تجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ تو ہمیں یاد کرے ہمارے قرب (غالباً ہم بستری) کی خواہش دل میں لائے کیا تو یہ نہیں جانتا کہ ہمیں ہمارے رب نے تیرے ہی لئے پیدا کیا ہے اور ہمارا مہر جو تیرے اوپر مقرر ہے وہ جہاد ہے پھر یہ ہجر اور جدائی کیسی انتظار میں آنکھیں تڑپ گئیں کیا وفادار ایسا ہی کیا کرتے ہیں اب وقت بہت گذر گیا جدائی کی گھڑیاں ختم ہوگئیں خواب سے بیدار ہو سفر کی تیاری کر دارالسلام کا قصد فرما اور سر کو اوپر کی طرف اٹھا تاکہ تو اس چیز کو دیکھ سکے جو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے قائم اللیل صائم بالنہار لوگوں شہداء اور مجاہدین ابرار کیلئے تیار کر رکھی ہیں۔

میں نے یہ سن کر اپنا سر اوپر کی جانب اٹھایا تو میں نے ستاروں اور بارش کے قطرات کی تعداد میں بیشمار قبے اور گنبد معلق دیکھے ہر قبہ میں اسی پہلے قبے کی طرح اسی قسم کی حوریں نہایت زرق برق لباس اور زیور پہنے بیٹھی ہوئی تھیں جن سے نور چھنا جاتا تھا ایک حور کہ اگر

وہ اہل دنیا پر ظاہر ہو جائے تو اس کے نور کی وجہ سے دنیا شمس وقمر کی روشنی سے بے نیاز ہو جائے میری طرف متوجہ ہوئی اور یہ اشعار پڑھنے لگی۔

انت یا مفتون یا تبرح فی بحر المنام
اے فریفتہ شخص کب تک خواب غفلت میں ہاتھ پیر ماریگا

فدع السهود با در مثل فعل المستهام
اس آرام کو چھوڑ اور متحیر شخص کی طرح جلدی کر

وشح الدمع علی ما اسفلتهٗ
جو تو پہلے کر گذرا اس پر آنسو بہا

وابل ولاتلو علی عدل الملام
شتر بن بار ملامت سے لدا ہوا بچہ شتر نہ بن

ایها اللائم دعنی لست اصغی للملام
اے ملامت کرنیوالے مجھے چھوڑ میں ملامت نہ سنوں گا

اننی اطلب ملکا نیلهٗ صعب المرام
کیونکہ میں ایسا ملک چاہتا ہوں جس میں پہنچنا بہت مشکل ہے

فی جنان الخلد والفردوس فی دارالسلام
یعنی دارالسلام میں باغ و بہشت چاہتا ہوں

وعروساً فاقت الشمس مع بدر التمام
اور سورج و چاند سے زیادہ خوبصورت نئی دلہن

طرفها یشرق بالخط مضیاً بالسهام
اس کی آنکھیں مانند خط شعاعی کے چمکتی ہیں

ولها صدع علی خدکنون تحت لام
اور اسکے موئے پیچان اسکے رخسارہ پر مثل اس نون کے ہیں جو نیچے لام کے ہو

احسن الاتراب قدافی اعتدال وقوام
اپنی ہم سنون میں قد کے اعتبار سے متوسط ہے

مهرها من قام لیلا وهویبکی فی الظلام
اسکا مہر وہ ہے جو اندھیری رات میں خدا کے خوف سے روتا ہے

یا امانی ورجائی وعمادی وحرام
اے میری آرزو میری امید میرے ستون اور میرے مقصد

فاستمع منی کلامی ثم فکرفی نظامی
میری بات سن اور غور کر

وغدابا در الی الحرب واضرب مالحسام
اور کل تو لڑائی کی طرف جلدی جا اور شمشیر زنی کر

فانت یاسیدی تجدی بعدتر حال الظلام
اے میرے سردار بس تو تاریکی دور ہونیکے بعد مجھ تک پہنچ جائیگا

حضرت شطاؒ کی اپنے والد سے گفتگو

کہتے ہیں کہ جب ہامرگ نے اپنے بیٹے سے یہ خواب سنا تو کہنے لگا بیٹا! بعض خواب سچ ہوتے ہیں اور بعض محض خیالات ہوتے ہیں جو انسان کو خواب میں متشکل ہو کر نظر آجاتے ہیں اس کی طرف چنداں التفات نہ کر و حضرت شطار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا خدا کی قسم ابا! یہ پریشان خیالات نہیں ہیں بلکہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ ملک العلام کی نشانیاں اور کرامات

ہیں دنیا میں اب ابا جان! مجھے کوئی تمنا باقی نہیں رہی۔

گریہ وزاری

یہ کہہ کر آپ تمام رات اپنے پروردگار کے خوف سے اپنے قدموں پر نہایت عاجزی اور فروتنی کی حالت میں کھڑے روتے اور تضرع وزاری کرتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوئی سپیدۂ صبح نے آ کر سینہ چاکان شب کے لئے انکی مصیبتوں کا خاتمہ کر دیا دونوں لشکر لڑائی کے لئے صف آرا ہوئے۔

میدانِ کارزار میں

حضرت شطار رحمۃ اللہ علیہ نے اہل وعیال اور اپنے والد کو خیر باد کہا لڑائی کا سامان درست کیا ہتھیار بدن پر لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کے میدان کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا ان کے والدان سے لپٹ گئے اور کہا بیٹا! میرے حق کا واسطہ مجھے اپنی جدائی کا داغ نہ دو انہوں نے کہا آپ غصہ تھو کئے اب دوستوں کی ملاقات کا زمانہ قریب آ گیا ہے ان کے یہ کہتے ہی ماتم برپا ہو گیا آنسو ٹپکنے لگے ہر آنکھ سے ایک ایک چشمہ جاری ہو گیا اور ہامرگ اپنے بیٹے کو رخصت کر کے ان سے کہا کہ بیٹا! اگر تمہارا خواب ٹھیک نکلے اور تم اپنے خیمے کو بہشت میں نصب کرو تو ہمیں بھی وفا کے احسن طریقہ پر یاد کر لینا اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہمارا اسلام کہہ دینا۔

بہادری وجوانمردی

کہتے ہیں کہ حضرت شطار رحمۃ اللہ تعالیٰ جنگ، نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے میدان میں پہنچے گھوڑے کو چکر دیا اور للکار کر حریف کو میدان میں آنے کی دعوت دی ابوثوب کے لشکر سے ایک جوانمرد نکلا مگر انہوں نے اسے نکلتے ہی سنگوا لیا دوسرا اور تیسرا نکلا وہ بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا چوتھا اور پانچواں مقابلہ کو آیا وہ بھی نظر شمشیر کر دیا گیا آپ برابر ہل من مبارز کا نعرہ لگاتے رہے حتیٰ کہ آپ کی شمشیر بارہ سواروں کا خون پی کے بھی سیراب نہ ہوئی اور آپ برابر میدان میں ڈٹے رہے۔

حضرت شطارؒ اور ابوثوب کا مقابلہ

ابوثوب نے جب آپ کی یہ بہادری دیکھی تو صبر کی تاب نہ رہی اور آپ کے مقابلہ

کے لئے بذات خود نکل کھڑا ہوا یہ شخص نہایت جوانمرد مشہور اور نامی گرامی بہادروں میں شمار ہوتا تھا آپ کے قریب پہنچ کے کہنے لگا لونڈے[1] ! تو نے دین مستقیم چھوڑ کر ان عربوں کا مذہب کیوں اختیار کر لیا غالباً تیرے سر پر انہوں نے جادو کا ہاتھ پھیر دیا اور تو اسی وجہ سے مستوجب لعنت وملامت ہو گیا اب بھی دین صحیح یعنی ہمارے آقا مسیح علیہ السلام کے دین کی طرف واپس آجا آپ کو یہ سن کے سخت غصہ آیا کہنے لگے مردود! مجھے ایسے سچے اور صحیح مذہب کے چھوڑ دینے اور ایسی پاک ملت کے ترک کرنے کے متعلق کہتا ہے کہ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کاربند تھے میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے جو جو چیزیں تیار کر رکھی ہیں وہ مجھے بخوبی معلوم ہو گئی ہیں ابوثوب یہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اس نے نیزہ بڑھا کے آپ پر حملہ کر دیا آپ بھی نہایت جانبازی اور شمشیر خارا شگاف کے ساتھ اس کی طرف بڑھے دونوں حریف اپنے اپنے جوہر تیزی کے ساتھ دکھلانے لگے اور گھوڑوں پر چڑھے چڑھے ایک نے دوسرے کا نہایت استقلال کے ساتھ خوب مقابلہ کیا تین گھنٹے کامل ان دونوں میں اس زور کا رن پڑا کہ سورج بھی ان کی بہادری دیکھ کر بے قرار ہو کے وسط آسمان میں کھڑا ہو کر تماشہ دیکھنے لگا گرد وغبار نے چاروں طرف سے اپنی امان میں لیا آفتاب کی شعاعیں گھور گھور کر دیکھنے لگیں گرمی نے الامان والحفیظ پڑھنا شروع کیا۔

حضرت شطاؒ کی شہادت

حضرت شطار حمۃ اللہ علیہ کو پیاس ستانے لگی اور آپ کے پرودگار نے آپ کی اس حالت کا اندازہ کر لیا اور چاہا کہ آپ کے لئے جو جو خبریں مہیا کی گئیں ہیں انہیں دکھلا کر آپ کا دل خوش کر دیں چنانچہ آپ کی نظر کے سامنے سے جو پردہ حائل تھا وہ اٹھا لیا گیا اور آپ نے اسی قبہ اور اسی حور کو کہ جسے خواب میں اشعار پڑھتے دیکھا تھا ملاحظہ کیا اس کے ہاتھ میں آب کوثر سے بھرا ہوا ایک پیالہ تھا اور وہ کہہ رہی تھی شطا! یہ ایک ایسی شراب ہے کہ جو کوئی اسے پی لے گا وہ نہ بدبخت ہو گا نہ بوڑھا نہ بیمار ہو گا نہ مریگا اور نہ اس کا کسی قسم کا امتحان ہی ہو گا اور تم اسی وقت ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے آپ نے جب یہ بات دیکھی تو چلائے اور کہا

---

[1] بطور حقارت ۱۲ منہ

اللہ اکبر یہ تو وہی ہے کہ جس کا وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا اور مجھے خواب میں دکھلایا تھا آپ روئے اور اللہ عز وجل کے خوف سے آپ کے آنسو آپ کے رخساروں پر بہنے لگے ابوثوب نے کہا کیوں روئے آپ نے فرمایا کہ میں نے ایسا ایسا دیکھا ہے وہ یہ سن کے ہنسا اور آپ پر حملہ کر بیٹھا آپ بھی حملہ آور ہوئے اور دونوں حریف اب کی مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ جانبازی دکھلانے لگے مگر ابوثوب نے سبقت کر کے چھوٹے نیزے کا ایک ہاتھ اس زور سے آپ کے سینے میں مارا کہ انی پیٹھ سے نکل کر چمکنے لگی آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گرے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے جلدی سے آپ کی روح مبارک کو اعلیٰ علیین میں پہنچادیا۔

جنگ کے نشیب وفراز

کہتے ہیں کہ جب ہامرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لائق بیٹے کو زمین پر گرتے دیکھا تو سوائے حملہ کرنے کے کوئی صبر کی شکل دکھلائی نہ دی آپ کے ساتھ آپ کا لشکر بھی جنبش میں آیا دونوں لشکر آپس میں مل گئے ایک گھمسان کا رن پڑا آوازیں بلند ہوئیں چاروں طرف سے شور اٹھا سورج نے گردوغبار میں منہ چھپایا کثرت غبار سے اندھیرا چھا گیا حضرت ہامرگ رحمۃ اللہ علیہ کی فوج اگرچہ بے جگری سے لڑ رہی تھی مگر شکست کے آثار دکھلائی دیئے دمیاط کے شہر پناہ کی طرف سر چھپانے کو بھاگی مگر خدا کے دشمن ابوثوب نے تعاقب کیا اور یہ سمجھ لیا کہ مسلمان اب قبضہ میں آئے اچانک ان کے پاس کشائش ورحمت دوڑتی ہوئی آئی مسلمانوں کے پھریرے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھلائی دیئے بہادران اسلام کہ جنگی قیادت حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صفوان بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے انکی طرف آتے دکھلائی دیئے تہلیل وتکبر کی آوازیں بلند ہوئیں اور بشیر ونذیر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی صدائیں فضا میں گونجی۔

کہتے ہیں کہ جب ہامرگ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو انکا نیز انکی فوج کا دل قوی اور خوش ہوا ابوثوب اور اس کے لشکر پر بڑھ کے ایک جان توڑ حملہ کیا اور کہا خدا کے دشمنوں اور صلیب کے بندو! صاحب صدق وایمان لوگ آئے اور تمہاری ہلاکی وبربادی پہنچ گئی۔

ابوثوب کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ حضرت ہلال بن اوس اور حضرت صفوان بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز آپ حضرات کی فوج نے شمشیر بران سے دشمن پر ایک سخت حملہ کیا جب ابوثوب نے پانسہ پلٹتے اور عربوں کو اس طرح اچانک حملہ کرتے دیکھا تو متحیر و حیران رہ گیا یہ ابھی اسی پریشانی اور بوکھلاہٹ ہی میں تھا کہ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ملاقی ہوئے اور فرمایا خدا اور اپنی جان کے دشمن! کیا میں نے پہلے ہی اللہ پاک جل جلالہٗ کی نشانیاں دکھلا کر تجھے نصیحت نہیں کی تھی کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کی حقیقت تجھے معلوم نہیں ہوئی تھی کیا تو نے اللہ جل جلالہٗ کی آیات بینات نہیں دیکھی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حق لے کر مبعوث ہوئے ہیں اور آپ نے جو جو معجزات دکھلائے ہیں کیا تو نے وہ نہیں سنے تھے یہ کہہ کر آپ نے ایک جست کی اس کی طرف بڑھے اسکی زرہ کا گردن بند پکڑ کے اپنی طرف کھینچا گھوڑے سے علیحدہ کیا اور پکڑ کے ذلت وحقارت کے ساتھ اسے لیکر چل پڑے تمام فوج میں اسی وقت شور پڑ گیا کہ ابوثوب گرفتار ہو گیا اسکی قوم نے قضا وقدر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کچھ آدمی لڑے اور قتل ہو گئے کچھ گرفتار ہو گئے اور کچھ پیٹھ دکھلا کر بھاگتے نظر آئے۔

مختلف گورنروں کی گرفتاری اور فتح

والی ابو بینا حاکم ابوشقانیز درنا اور سمینہ کا گورنر یہ سب گرفتار ہو گئے اللہ پاک جل جلالہٗ نے مسلمانوں کو فتح بخشی اور مشرکین ذلیل ہو گئے مسلمان حضرت ہامرگ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے سلام کیا فتح ونصرت پر مبارکباد دی اور آپ کے صاحبزادہ حضرت شطار رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت ادا کی حضرت ہامرگ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے اس مرحوم کیلئے جوار رحمت میں جگہ دینے اور اس کی خطاؤں کے درگذر نے کی التجا کرتا ہوں اور قضا وقدر کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے صبر کرتا ہوں حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جنت میں بعض درجات ایسے بھی ہیں کہ ان میں سوائے صبر کرنے والوں کے اور کوئی دوسرا شخص نہیں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں وبشر

الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئک هم المهتدون اوران صبر کرنے والوں کوخوشخبری دیدیجئے کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہےتو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ہی کیلئے ہیں اورہم انہیں کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی لوگ ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے ان پر رحمت اورمہربانی ہےاوریہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اسکے بعدلوگوں نے حضرت شطارحمۃ اللہ علیہ کودوسرے شہداء کے ساتھ آپ کےانہیں کپڑوں میں جوآپ کے بدن پرموجود تھے بعدازنمازجنازہ دفن کیابقیہ دن اورآنے والی رات مسلمانوں نے خیموں میں گذاری صبح ہوئی تو حضرت ہامرگ رحمۃ اللہ علیہ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں آئے اورکہایاصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رات میں نے اپنے لڑکےکوخواب میں دیکھا کہ وہ اسی قبہ میں ہے کہ جسےاس نے دیکھا تھااورایک حوراس کے سامنے ہے میں نے اس سے کہابیٹا! اللہ پاک جل جلالہٗ نے تمہارے ساتھ کیامعاملہ کیااس نے کہامجھےانہوں نے نہایت احسن طریقہ پرقبول فرمالیاعطیات علیہ اوربشارت عظمیٰ سے مجھے سرفرازکیااوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےقدموں میں مجھے جگہ عنایت کی۔

حضرت عامر بن خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت شطارحمۃ اللہ علیہ کی شہادت نصف شعبان کی شب کوواقع ہوئی تھی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس رات کوایک مقررہ شب مقررکردیا کیونکہ اس رات کوئی شخص مسلمانوں میں سے ایسانہیں تھا کہ جس نے حضرت شطارحمۃ اللہ علیہ کی قبرکی زیارت نہ کی ہو۔

ابوثوب اوردیگرقیدیوں کامسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوثوب کواپنے سامنے بلاکراس پراسلام پیش کیااس نے اسے قبول کرلیااورمسلمان ہوگیااس کے بعددوسرے قیدیوں کوبلاکران پراسلام پیش کیاگیاجس نے اسے قبول کرلیااس کی تعظیم وتکریم کی اوراس کے لئے استقامت کی دعامانگی اورجس نے انکارکیااس پرسال آئندہ سے جزیہ مقررکردیا گیاپھریہ کشتیوں اورجہازوں

میں بیٹھ کر تینس آئے گرجوں اور کنیسوں کو مسجدوں سے تبدیل کیا تینس کے علاوہ دوسرے جزیروں میں بھی ایسا ہی کیا گیا ابوثوب نے اپنے نیز اپنی قوم کے مال میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر مع اس مال واسباب کے جوان لوگوں کے ہاتھ لگا تھا جو حالت کفر ہی پر قتل ہوئے تھے امیر المسلمین حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

قلعہ مدینہ کی طرف پیش قدمی

کہتے ہیں کہ حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے جزیروں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جزیرہ احمر پر جو جزیرۂ تینس کے باہر واقع تھا فروکش ہوئے آپ کا لشکر بھی آپ کے ہمراہ تھا حضرت ہامرگ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے کہا ایہا الامیر! اب ہم ہر طرف سے بے خوف اور مطمئن ہو گئے ہیں البتہ ایک جگہ کا خوف باقی رہ گیا ہے آپ نے فرمایا میری دانست میں تو شاید اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا کہ جس کا تمہیں خوف ہو انہوں نے کہا ہاں قلعہ مدینہ کے اہالیان کی جانب سے ابھی خدشہ باقی ہے راوی کا بیان ہے کہ تینس کے قریب شرق کی جانب ایک قلعہ تھا جس کا حاکم آل مرداس کا ایک شخص صامت بن مرہ نامی تھا جب حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق سنا تو تمام ان اہل عرب سے کہ جو آپ کے ساتھ کے تھے نیز یہاں کے باشندوں کے ہمراہ ادھر کا کوچ کر دیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ کے محاصرہ کرنے کا ارادہ فرما لیا صامت بن مرہ نے جب مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ قلعہ کے نزدیک فروکش ہوئے ہیں اور محاصرہ کا ارادہ رکھتے ہیں تو اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان پر تیر برسائے جائیں اس قلعہ میں ایک ہزار تیر انداز تھے انہوں نے اس انداز سے تیر چلائے کہ گویا ایک ہزار تیر ایک ہی کمان سے چھوٹ کر آ رہے ہیں اسی لئے عربوں نے اس قلعہ کا نام الف رمی (ایک ہزار تیر) رکھ دیا۔

محاصرہ اور فتح

مسلمان بیس روز تک قلعہ کا محاصرہ کئے پڑے رہے مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا لاچار ہو کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں اسکی اطلاع اور کمک کی

استدعا کی گئی آپ نے حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں پانچ سو عرب اور تین ہزار قبطی کہ جو مسلمان ہو گئے تھے دے کر ادھر روانہ فرمایا انہوں نے یہاں پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کرنے اور اہل قلعہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب صامت بن مرہ نے دیکھا کہ تازہ کمک آ گئی ہے اور اس کے دم خم بہت زیادہ ہیں تو اس نے سمجھ لیا کہ اب نہ میرا کوئی مددگار رہے اور نہ کسی جگہ سے میرے لئے کوئی کمک ہی آ سکتی ہے یہ سوچ کر اس نے حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار ہزار دینار چار سو اونٹ ایک ہزار بکری اور اس بات پر صلح کر لی کہ وہ اسے ایک سال تک مہلت دیں اگر وہ چاہے گا تو اسلام لے آئے گا ورنہ قلعہ سپرد کر کے اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو لیکر کہیں چلا جائے گا حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قبول کر لیا اور تاوان جنگ جو ٹھہر چکا تھا اسے وصول کر کے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں بھیج دیا۔

بلقارہ کی فتح

اس مرحلہ کے بعد حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوج کو کوچ کا حکم دیا اور سرزمین بلقارہ پہنچ کر پڑاؤ کر دیا یہاں کا حاکم ایک نصرانی عرب تھا جس کا نام باقر بن اشرف تھا یہ شخص مع اپنے ساتھیوں کے ایمان لے آیا۔

قصر مشیدہ اور عریش کی فتح

یہاں سے چل کر یہ لشکر قصر مشیدہ پہنچا اور اسے بھی صلح کے ذریعہ سے فتح کر لیا وہاں سے چل کر واردہ پہنچا اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے یہاں کے باشندوں نے اپنی مرضی کے مطابق جو کچھ دینا چاہا اس پر صلح کر لی اور قلعہ سپرد کر دیا یہاں سے یہ لشکر مظفر ومنصور عریش پہنچا اور اسے بھی صلح کے ذریعہ سے فتح کر لیا۔

امیر المؤمنین کی خدمت میں بشارت نامہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاتھ سے ملک شام اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ یوقنا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے بنی اعمام اور ساتھیوں کے ہاتھ سے ملک مصر، اسکندریہ، دمیاط نیز ان کے دوسرے ممالک محروسہ اور جزائر فتح کرا دیئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک بشارت نامہ لکھا جس میں فتح کی خوشخبری مسلمانوں کی فتح ونصرت نیز مال غنیمت کے متعلق تحریر تھا اور اسے دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ یہ زمانہ اواخر ۱۶ھ کا تھا اور حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخت نشینی کو ساڑھے چار سال گذر چکے تھے جب بشارت نامہ حضرت خلافت پناہی میں گذرا تو آپ نے اسے پڑھ کر مسلمانوں کی فتح اور مشرکین کی ہزیمت پر اللہ پاک جل جلالہ کا شکریہ ادا کیا اور تعریف وصیف بجالائے۔

نیا ہدف

اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حکم نامہ لکھا کہ ارض ربیعہ الفرس اور دیار بکر پر فوج کشی کی جائے چنانچہ انہوں نے حکمنامہ پہنچتے ہی امتثال امر کے لئے ادھر فوجیں روانہ کر دیں۔

محرم الحرام اور

شہادت حسین

رضی اللہ عنہ

مقدمہ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب مدظلہم

محرم الحرام کے فضائل و مسائل.... حضرات اہل بیت،
حضرۃ سیدنا علی، معاویہ و حسنین رضی اللہ عنہم کی مبارک سیرت و مناقب
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا موقف اور مقام و مرتبہ
مستند کتب سے واقعہ کربلا کی تفصیلات.... امام حرم نبوی کا تاریخی خطبہ
اپنے موضوع پر پہلی مفصل کتاب جو علماء حق کے مسلک اعتدال کی ترجمان ہے

مرتب
محمد اسحٰق ملتانی

ادارۂ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان فون: 4540513-4519240

آسان

بہشتی زیور

از افادات

حکیم الامت مجدد الملت

حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی

قدس سرہٗ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان فون: 4540513-4519240